امام مہدی علیہ السلام

بارہویں خلیفہ

اہل سنت کی معتبر روایات کی روشنی میں

طیب اولاوئی

فہرست

عرض مترجم

طیب اولاوئی کا تعلق نائجیریا سے ہے۔ بنیادی طور پر ان کا تعلق اہل سنت سے تھا، مگر پھر وہ مذہب حقہ کی طرف آ ئے۔ اور اس کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔

کافی عرصہ وہ انٹرنیٹ پر اپنی تحقیق پیش کرتے رہے، پھر اپنی تحقیق کو کتابی شکل میں پیش کیا۔ انہوں نے کافی کتب لکھی ہیں جو کہ انگریزی زبان میں انٹرنیٹ پر دستیاب ہیں

مجھ ناچیز نے سوچا کہ ان کی کتب کا اردو ترجمہ کیا جا ئے، اور یہ اس سلسلے کی دوسری کتاب ہے۔ اس سے پہلے میں نے ان کی کتاب کا ترجمہ "ابو بکر کا نماز میں امامت کروانا: حقیقت یا افسانہ" کے نام سے کی تھی

یہ کتاب قائم آل محمدؑ کے بارے میں ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے اہل سنت کی معتبر روایات کو پیش کیا ہے۔ نیز شیعہ موقف کو بھی اہل تشیع کی معتبر روایات سے پیش کیا ہے۔ تاکہ قارئین یہ جان سکیں کہ ہمارا موقف ہے کیا

ہاں، یہ ضرور ہے کہ چونکہ یہ کتاب لکھی اس مقصد سے گئی تھی کہ اہل سنت سے تعلق رکھنے والے افراد کو آگاہی دی جا ئے، اس وجہ سے شیعہ روایات بہت زیادہ نہیں ہیں، اور بنیادی طور پر اہل سنت کی روایات کو ہی درج کیا گیا ہے

چونکہ میں کوئی پروفیشنل مترجم تو نہیں ہوں، اس وجہ سے میں یہ دعوی تو کر ہی نہیں سکتا کہ ترجمے میں کوئی خامی نہیں ہو گی۔

نیز میں نے لفظی ترجمہ بھی نہیں کیا۔ بلکہ معنوی ترجمہ کیا ہے

اور وقت کی تنگی کے سبب میں نے اختصار کو بھی ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ کئی مقامات پر برادر طیب اولاوئی نے کئی روایات کو استعمال کیا ہے، مگر میں نے ان میں ایک کا ترجمہ کیا، اور باقی کی طرف اشارہ کیا۔ اسی طرح میں نے اگر یہ محسوس کیا کہ کسی روایت کی ضرورت نہیں ہے، یا اس کا عنوان پر کوئی خاص اثر نہیں، تو اسے بھی ترک کیا۔ اور اس کے لیے میں قارئین سے معذرت خواہ ہوں کہ مکمل کتاب کا ترجمہ میں پیش نہیں کر سکا

میں دوبارہ واضح کرتا چلوں که یه میری روٹی روزی کا ذریعه نہیں، بس جو فارغ وقت ملتا ہے، کوشش کرتا ہوں که اہل بیتؑ کی خدمت کر سکوں اور اسی سبب یه ترجمه بھی کر رہا ہوں

وقت کی تنگی آڑے آتی ہے

اور اس وجه سے اس بار میں نے پچھلی کتاب کے برعکس، عربی متن نہیں دیا۔ اور نه ہی میں نے ان روایات کو مکتبه شامله یا ان کے مصادر سے دیکھا

بلکه جو متن برادر طیب اولاوئی نے پیش کیا، اسی کو مد نظر رکھا

اگر آپ کو متن میں کوئی خامی نظر آئے تو میرے بلاگ میں کمنٹس میں لکھ دیں

اگر کوئی اس کتاب کو کبھی بھی پبلش کروانا چاہے، تو میری طرف سے مکمل اجازت ہے۔ اسی طرح کوئی اگر اس کو اپنی ویب سائٹ پر رکھنا چاہے، تو میرا کوئی بھی آرٹیکل یا کوئی بھی کام، آپ بغیر اجازت کے کر سکتے ہو۔

بس دعاؤں میں اس نا چیز کو اور میرے اہل و عیال کو یاد رکھیے گا

خاکپائے عزاداران امام حسینؑ

Slave of Ahlubait

مقدمه

کیا اللہ نے رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی شخص کو اس دنیا میں "بھیجا" ہے؟ اس سوال کا جواب تین ذیلی سوالات کے جواب پر منحصر ہو گا

اول: کیا رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی اور انبیاء ہوں گے؟

دوم: کیا اللہ ﷺ غیر انبیاءٔ کو بھی امت میں بھیجتا ہے؟

سوم: اگر ہاں، تو کیا ایسے لوگ جو کہ نبی نہ ہوں، کیا اللہ نے انہیں اس امت میں بھیجا ہے؟

اس بات میں تو کسی قسم کا کوئی شک نہیں ہے کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں، اور آپ کے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں آ سکتا جیسا کہ قرآن سے ثابت ہے[1]۔ آپ ﷺ کو تمام انسانیت کے لیے آخری زمانے تک کے لیے بھیجا گیا ہے[2]

ہاں یہ بات بھی واضح ہے کہ کم سے کم ایک ایسا شخص کہ جو نبی نہیں تھا، رسول اللہ ﷺ سے پہلے بھیجا گیا تھا۔ پروفیسر ڈاکٹر حکمت بن بشیر بن یاسین اپنی کتاب موسوعة الصحیح المسبور من التفسیر بالمأثور ج 3، ص 322 پر ایک روایت درج کرتے ہیں

ضیا المقدسی اپنی سند کے ساتھ درج کرتے ہیں کہ ابن الکواء نے حضرت علیؑ سے ذی القرنین کے بارے میں سوال کیا۔ اس پر آپؑ نے جواب دیا کہ نہ وہ نبی تھے اور نہ ہی فرشتہ، بلکہ وہ ایک نیک انسان تھے۔ وہ اللہ سے محبت کرتے تھے اور اللہ ان سے، انہوں

---

[1](33:40)

[2](قرآن، 7:158؛ 34:28 اور 25:1)

نے اللہ سے نصیحت/ہدایت مانگی تو اللہ نے انہیں ہدایت دی۔ انہیں اللہ نے ان کی قوم کی طرف مبعوث کیا تو ان لوگوں نے انہیں قرن سے مار ڈالا، پھر اللہ نے انہیں دوبارہ زندہ کیا اور انہیں ذی القرنین کا نام دیا

پروفیسر صاحب اس پر مزید لکھتے ہیں

یہ روایت (الاحادیث) المختارہ، ج 2، ص 175، ح 555 پر درج ہے، اور حافظ ابن حجر نے اسے صحیح قرار دیا اور اسے حافظ ضیاء المقدسی کی المختارہ کی طرف نسبت دی (فتح الباری، ج 6، ص 383)

حافظ ابن حجر اپنی فتح الباری شرح صحیح بخاری، 271/6 پر یوں درج کرتے ہیں

سفیان ابن عینیہ نے اس روایت کو اپنی جامع میں ابن ابی حسین عن ابی طفیل کی سند سے اسی طرح درج کیا ہے، اور اس میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ (انھوں نے اللہ سے ہدایت مانگی تو اللہ نے انہیں ھدایت دی) اور اس میں ہے کہ (نہ وہ نبی تھے نہ ہی فرشتہ) اور اس کی سند صحیح ہے۔ ہم نے یہ حافظ ضیاء المقدسی کی الاحادیث المختارہ میں پڑھی ہے

گویا ہمیں اہل سنت کی اس مستند روایت سے یہ پتا چلا کہ ذی القرنین نبی تو نہیں تھے، مگر اللہ نے انہیں مبعوث کیا۔ دل چسپ بات یہ ہے کہ مولا علیؑ نے خود کو اہلسنت کی روایات میں ذی القرنین کی مانند قرار دیا

مشہور عالم، طبری اپنی کتاب، جامع البیان فی تاویل القرآن، ج 16، ص 12-13 پر درج کرتے ہیں

ابو طفیل کہتے ہیں کہ میں نے مولا علیؑ سے سنا جب ان سے پوچھا گیا کہ کیا ذی القرنین نبی تھے؟ آپؑ نے فرمایا: وہ ایک نیک آدمی تھے، اللہ سے محبت کرتے تھے اور اللہ ان سے محبت کرتے تھے۔ انہوں نے اللہ سے ہدایت مانگی، تو اللہ نے ہدایت کی۔ پس اللہ نے انہیں ان کی قوم کی طرف مبعوث کر دیا۔ لوگوں نے ان کے سر پر دو ضرب لگائے، جس پر ان کا نام ذا القرنین پڑ گیا۔ اور تمہاری بیچ آج ان جیسا ایک ہے

پروفیسر ابن یاسین اس روایت کے بارے میں اپنی موسوعات الصحیح، 322/3 پر یہ حکم لگاتے ہیں

اس روایت کی سند صحیح ہے

اہل سنت کے عالم، ابو عبید القاسم بن سلام الهروی اپنی کتاب غریب الحدیث، 80/3 میں اس کے بارے میں درج کرتے ہیں

میں نے یہ تفسیر اس لیے اختیار کی ہے کہ علیؑ نے خود ایک روایت میں کہا جو کہ اس کو واضح کرتی ہے کہ جب انہوں نے ذی القرنین کا ذکر کیا اور کہا: "انہوں نے اپنی قوم کو اللہ کی عبادت کے لیے پکارا تو انہوں نے ان کو دو ضرب مارے، اور تم میں ان کی مثل ہے"۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس سے مراد ان کی اپنی ذات تھی، یعنی وہ حق کی طرف دعوت دیں گے حتیٰ کہ ان کے سر پر دو ضرب مارے جائیں گے جس سے وہ قتل ہوں گے

ان روایات سے ہمیں مولا علیؑ اور ذی القرنین کے درمیان کافی مماثلت دکھائی دیتی ہے، نہ صرف یہ کہ رجعت کے حوالے سے بلکہ دعوت کے حوالے سے بھی۔

مگر ہم اس وقت صرف دعوت کی طرف دھیان دیتے ہیں

ذی القرنین نبی نہیں تھے، اور مولاؑ بھی نبی نہیں تھے۔

انہوں نے بھی اللہ سے ہدایت لی، اور انہوں نے بھی۔

انہیں بھی قوم کی طرف مبعوث کیا گیا، تو پھر ان کے بارے میں کیا کہیں گے؟

اچھا ہو سکتا ہے کہ کسی کو یہ تکلیف ہو جائے کہ دیکھو شیعہ کہہ رہے ہیں کہ مولا علیؑ کو **مبعوث** کیا گیا۔ چلیے ایک اور روایت پڑھیے

سنن ابو داؤد، 512/2، روایت نمبر 4291 میں یہ روایت ملتی ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اس امت کے لیے ہر سو سال کے سر پر ایک مجدد کو مبعوث کرتا ہے جو کہ دین کی تجدید کرتا ہے

علامہ ناصر الدین البانی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے

امام حاکم نے بھی اس روایت کو اپنی مستدرک، 567/4، روایت نمبر 8592 پر درج کیا ہے

علامہ البانی اپنی سلسلہ احادیث الصحیحیہ، 148/2، روایت نمبر 599 پر کہتے ہیں

یہ سند صحیح ہے، سارے رواۃ ثقہ ہیں اور صحیح مسلم کے راوی ہیں

کمال یہ ہے کہ اس روایت کی صحت کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا مگر ہمیں برادران اہلسنت کے ہاں کوئی بھی ایسا شخص نظر نہیں آتا کہ جو یہ دعوی کرے کہ اسے مبعوث کیا گیا ہے۔ چاہے وہ غزالی ہو یا ابن تیمیہ، ابن حجر ہو یا البانی

یہ الگ بات کہ یہ روایت کافی سارے سوالات کو بھی جنم دیتی ہے، مثال کے طور پر کیا یہ سو سال ہی ہے؟ یا پھر ایک مثال دی گئی ہے؟ اگر ان میں کوئی سو سال سے زیادہ زندگی گذار لے تو کیا اسے منصب سے ہٹا دیا جائے گا یا رہے گا؟ روایت میں لفظ ہے

راس کل مائة سنة

یعنی ہر سو سال کے سر پر

اب یہ سر سے کیا مراد ہے؟ شروع یا اختتام یا پھر اس صدی کا سب سے اہم وقت؟

اور جب یہ بات معلوم ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے مبعوث ہو گا، اگر کوئی اس کی پیروی نہیں کرے گا تو کیا وہ مسلمان رہے گا کہ نہیں؟

اس بحث سے قطع نظر، چونکہ روایت میں واحد کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے، اس لیے یہ ایک وقت میں ایک ہی شخص ہو سکتا ہے

اس روایت پر سوچتے وقت حدیث ثقلین پر ضرور غور کریں

خود رسول اللہ ﷺ نے ہمیں آخری زمانے میں ایک شخص کے مبعوث ہونے کا بتایا ہے کہ جو زمین میں عدل بھر دے گا

سنن ابو داؤد، 509/2 روایت 4283 پر ہمیں یہ روایت ملتی ہے

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر اس دنیا میں صرف ایک دن بھی باقی رہ جائے، اللہ میری اہل بیتؑ سے ایک شخص کو مبعوث کرے گا جو کہ دنیا کہ ایسے عدل سے بھر دے گا جیسا کہ یہ ظلم سے بھری ہو گی

علامه البانی اسے صحیح قرار دیتے ہیں

اسی طرح عبدالعلیم عبدالعظیم البستوی اپنی کتاب (المهدي المنتظر في ضوء الأحاديث والآثار الصحيحة وأقوال العلماء وآراء الفرق المختلفة)، ص 238 پر سند کو صحیح قرار دیتے ہیں۔

(توجه رہے که ہم اس کتاب کا نام آگے **المہدی المنتظر** درج کریں گے، تاہم مکمل نام یه ہے جو که درج کیا گیا۔ از مترجم)

اب یه ہیں کون؟ ان کی اہمیت کیا ہے؟ ان کا نام کیا ہے؟ یه کس نسل سے ہوں گے؟ ان کے والد کا کیا نام ہو گا؟ ان کی کیا کامیابیاں ہوں گے؟

اس سب کا جائزہ اس کتاب میں لیا جائے گا۔ ہم اہل سنت کی صرف ان روایات کو دلیل کے طور پر پیش کریں گے جو که ان کے ہاں معتبر مانی جاتی ہیں۔ اگر کوئی شیعه روایت بھی پیش کی جائے گی تو صرف معتبر سند کے ساتھ۔

یه سب اس لیے تاکه اتمام حجت ہو سکے

ہم اللہ سے مدد مانگتے ہیں۔ اور آپﷺ اور آپ کی آل اطہار پر درود و سلام کا ہدیه پیش کرتے ہیں

المنتظر المہدی

رسول اللہ ﷺ نے بتا دیا تھا کہ ایک وقت آئے گا جب دنیا میں ہر طرف ظلم و ستم کا بازار گرم ہو گا۔ اور اس وقت آل محمدﷺ میں سے ایک شخص آئے گا جو دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ احمد بن حنبل اپنی مسند 70/3، روایت نمبر 11683 پر ایک روایت درج کرتے ہیں

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ دنیا ظلم و جور سے بھر جائی گی، تب میری عترت میں سے ایک مرد آئے گا جو 7 یا 9 سال حکومت کرے گا اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا

شیخ شعیب الارناؤط اس سند کے بارے میں کہتے ہیں

یہ حدیث صحیح ہے سوائے اس قول کے (7 یا 9 سال حکومت کرے گا)

ابن حبان اس کے متابعت میں ایک روایت صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان، 236/15، روایت نمبر 6823 میں درج کرتے ہیں

ابو سعید خدری رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک زمین ظلم و ستم سے نہ بھر جائے پھر میری اہل بیت یا عترت میں سے ایک

مرد آئے گا جو اس کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جیسا کہ یہ ظلم و ستم سے بھری ہو گی

علامہ البانی اس کے بارے میں حکم لگاتے ہیں

صحیح

شیخ شعیب الارناؤط اس کے بارے میں حکم لگاتے ہیں

یہ سند بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے

یاد دلاتے چلیں کہ یہ شخص بھی مبعوث ہو گا جیسا کہ ابو داؤد اپنی سنن، 509/2 روایت 4283 میں درج کرتے ہیں

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر اس دنیا میں صرف ایک دن بھی باقی رہ جائے، اللہ میری اہل بیتؑ سے ایک شخص کو مبعوث کرے گا جو کہ دنیا کہ ایسے عدل سے بھر دے گا جیسا کہ یہ ظلم سے بھری ہو گی

علامہ البانی اسے صحیح قرار دیتے ہیں

اسی طرح عبدالعلیم عبدالعظیم البستوی اپنی کتاب (المهدي المنتظر في ضوء الأحاديث والآثار الصحيحة وأقوال العلماء وآراء الفرق المختلفة)، ص 238 پر سند کو صحیح قرار دیتے ہیں

یاد دلاتے چلیں کہ یہ لفظ **بعث** کا نبیوں کے لیے قرآن میں استعمال ہوا ہے جیسا کہ سورہ بقرہ، آیت 213 میں ملتا ہے

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ

سب لوگ ایک دین پر تھے پھر اللہ نے انبیاء خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے بھیجے/مبعوث کیے

ہم صرف بعث کا مطلب واضح کرنا چاہتے ہیں کہ یہ (یعنی المھدیؑ) ایک خدائی عہدے کا حامل ہوں گے

ان کے جلالت و منزلت پر بات کرتے ہوئے اہل سنت کے امام اور عظیم تابعی ابن سیرین فرماتے ہیں،

بیان کیا ہم سے ضمرة عن ابن شوذب عن محمد بن سیرین کہ

ابن سیرین نے ایک فتنے کا ذکر کیا، پھر کہا کہ جب وہ ہو جائے تو گھروں میں بیٹھے رہو حتی کہ تم ایسے شخص کا ذکر سنو جو ابو بکر و عمر سے بہتر ہے۔ ان سے کہا گیا: اے ابو بکر! کیا ابو بکر و عمر سے بہتر شخص ہو گا؟ انہوں نے جواب دیا کہ یقینی طور پر اسے کچھ انبیاء پر بھی فضیلت ہو گی

ملاحظه ہو کتاب الفتن، از ابو عبداللہ نعیم بن حماد المروزی، 221/5

پہلے روای ضمرة بن ربيعة الفلسطيني کو ابن حجر نے تقريب التهذيب، 445/1 نمبر 2999 میں صدوق قرار دیا ہے

اور دوسرے راوی عبداللہ بن شوذب الخراسانی کو بھی تقریب، 501/1 نمبر 3398 میں صدوق قرار دیا ہے

گویا سند معتبر ہے

یہ بھی واضح کرتے چلیں کہ المروزی نے اسے جس باب کے تحت لکھا ہے، وہ یہ ہے کہ امام مہدی کا طرز زندگی، عدل اور ان کے وقت کا دورانیہ۔ گویا اس باب میں اس روایت کو درج کرنے کا مطلب یہ ہے یہ شخص، جو ابو بکر و عمر نیز کچھ انبیاء سے بھی بہتر ہیں، یہ امام مہدی ہیں

ابو داؤد اپنی سنن، 509/2 روایت 4285 پر ایک روایت درج کرتے ہیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ المہدی مجھے سے ہیں، کشادہ پیشانی اور پتلی ناک کے حامل، وہ زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دیں گے جیسا کہ وہ ظلم سے بھری ہو گی۔ وہ 7 سال حکومت کریں گے

علامہ البانی اس روایت کو حسن قرار دیتے ہیں

گویا، المہدی، آل رسولﷺ میں سے ہیں، انہیں اللہ مبعوث کرے گا، اور وہ ایسی حکومت کریں گے کہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے

اہل سنت کی روایات کے مطابق ان کا نام محمد ہو گا۔ ترمذی اپنی سنن، 505/4 روایت نمبر 2230 پر یہ روایت درج کرتے ہیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا ختم نہیں ہو گی حتی کہ عرب پر ایک شخص حکومت نہ کر لے جس کا نام میرے نام کے مطابق ہو گا

ترمذی اس روایت پر یوں حکم لگاتے ہیں

یہ حدیث حسن صحیح ہے

علامہ البانی اس پر یوں حکم لگا تے ہیں

حسن صحیح

ایک بات کی وضاحت کرتے چلیں کہ خروج مہدی اہل سنت کے ہاں عقیدے میں شامل ہے۔ علامہ ناصر الدین البانی سلسلہ احادیث صحیحیہ، 43/4 روایت نمبر 1529پر فرما تے ہیں

یہ ان لوگوں کی مانند ہیں جو کہ حضرت عیسیؑ کے نزول کے عقیدے کے منکر ہیں آخری زمانے میں، حالانکہ ان کا ذکر صحیح احادیث میں تواتر کی حد تک ہے، کیونکہ کچھ دجالی قسم کے لوگ اس کا دعوی کرتے ہیں جیسا کہ غلام احمد قادیانی۔ اور کچھ لوگ

مثال کے طور پر شیخ شلتوت نے تو اس کا واضح طور پر انکار کر دیا۔ اور مجھے یقین ہے کہ جو لوگ المہدی کے عقیدے کو رد کرتے ہیں، وہ اس کو بھی رد کرتے ہیں

یاد رہے کہ یہ ان لوگوں کی بات ہو رہی تھی کہ جن کا ایمان ٹھیک نہیں

شیخ ابن باز نے تو اس سے بھی زیادہ واضح الفاظ میں یہ بات کہی ہے۔ موصوف فتاوی نور علی الدرب، 355/1 پر فرماتے ہیں

اور یہ روایات رسول اللہ ﷺ سے صحت و تواتر کے ساتھ آئی ہیں کہ آخری زمانے میں مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوں گے۔ اور اسی طرح یاجوج ماجوج کا خروج، آخری زمانے میں دجال کا خروج اور جو المہدیؑ کے آمد کے سلسلے میں ہے؛ یہ چاروں امور ثابت ہیں۔ المہدی آخری زمانے میں آئیں گے اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جب وہ ظلم سے بھر چکی ہو گی اور مسیح ابن مریم کا نزول، دجال کا آخری زمانے میں خروج، اور یاجوج ماجوج کا خروج، یہ سب صحیح و متواتر احادیث سے ثابت ہے۔ ان کا انکار کفر و ضلالت/گمراہی ہے

اسی طرح شیخ ابن باز سے یہ سوال ہوا

ہمارے ہاں ایک شخص ہے جو کہ دجال و المہدی و نزول عیسیٰؑ اور یاجوج ماجوج کا منکر ہے، اور ان میں کسی بات کا اعتقاد نہیں رکھتا۔ اور ان روایات کی صحت کو تسلیم نہیں کرتا جو اس ضمن میں آئی ہیں۔۔۔اور وہ نماز روزے اور دیگر فرائض کا پابند ہے۔ اس کے لیے کیا حکم ہے؟

موصوف جواب دیتے ہیں

یہ شخص کافر کی مانند ہے

ایک اور دل چسپ نکتہ پیش کرتے چلیں کہ البانی نے المہدی کے بعد علیہ السلام بھی درج کیا ہے۔ موصوف قصۃ المسیح الدجال و نزول عیسی، صفحہ 54 حاشیہ نمبر 1 پر یہ الفاظ لکھتے ہیں کہ حضرت عیسی کا امام المہدی نماز پڑھائیں گے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں

فیاتم ھو بالمھدی علیھما السلام

علیھما السلام کا مطلب ہے کہ ان دونوں پر سلام ہو، یعنی حضرت عیسی اور امام المہدیؑ۔

اسی طرح سلسلہ احادیث صحیحیہ، 368/6 روایت نمبر 2668 پر درج کرتے ہیں

ہمارے بعض علماء آج کل عقیدہ نزول عیسی و خروج المہدی علیھما السلام کا انکار کر دیتے ہیں

یہ صرف انہی تک محدود نہیں۔ مبارکپوری صاحب تحفۃ الاحوذی، 514/6-515 پر درج کرتے ہیں

خطابی نے کہا کہ یہ المہدی یا عیسی علیهما الصلاة و السلام کے، یا دونوں کے زمانے میں ہو گا

یہ اس لیے درج کیا کہ آئندہ کوئی سنی ہم پر یہ اعتراض نہ کرے کہ علیہ السلام کیوں کہتے ہو۔

اسی طرح اہل سنت کے امام محمد بن جعفر الكتاني اپنی کتاب نظم المتناثر من الحديث المتواتر، ص 225 روایت نمبر 289 پر ایک باب باندھتے ہیں

خروج المهدى الموعود المنتظر الفاطمى

یعنی **اس المہدیؑ کا خروج جس کا وعدہ کیا گیا، جو منتظر ہے اور فاطمی ہے**

مبارکپوری صاحب نے بھی تحفة الاحوذی، 402/6 پر علامہ شوکانی کے حوالے سے انہیں المنتظر کا لقب دیا

اور قاضی شوکانی نے الفتح الربانی میں کہا کہ جو میں نے آحادیث دیکھی ہیں المہدی المنتظر کے حوالے سے، وہ 50 ہیں

ڈاکٹر بستوی کی کتاب کا حوالہ ہم دے چکے ہیں، اس کا تو نام ہی یہ ہے

المہدی المنتظر فی ضوء الاحادیث و الاآثار الصحیحة و اقوال العلماء و آراء الفرق المختلفة

اور اس کے صفحہ 42 پر وہ ابن حجر ہیثمی کی ایک کتاب کا حوالہ دیتے ہیں

القول المختصر فی علامت المہدی المنتظر

اور صفحة 137 پر شیخ عبدالمحسن العباد کے حوالے سے درج کرتے ہیں، جنہیں انہوں نے اسلامی یونیورسٹی مدینہ کا وائس چانسلر کہا ہے، کہ ان کا ایک مقالہ دار القضاء کے جریدے میں چھپا اور اس کا نام تھا

عقیدة اہلسنت و الاثر فی المہدی المنتظر

یعنی المہدی المنتظر کے بارے میں اہلسنت کا عقیدہ۔ توجہ رہے بات پھر عقیدے کی ہو رہی ہے

اسی طرح علامہ البانی سلسلہ احادیث الصحیحیہ، 278/5 روایت نمبر 2236 پر درج کرتے ہیں

اسی طرح جہیمان کی جماعت جنہوں نے 1400 ھجری کے آغاز میں الحرم میں فتنہ کیا اور وہ یہ گمان کرتی تھی کہ ان کے ساتھ المہدی المنتظر ہیں، اور انہوں نے الحرم میں موجود لوگوں سے بیعت مانگی

گویا یہ ثابت ہوا کہ اگر کوئی شیعہ کہے

کہ امام المہدی المنتظر علیہ السلام

تو اس میں اچنبھے والی بات نہیں، خود اہلسنت کے ہاں بھی یہ الفاظ موجود ہیں

عیسی ابن مریم کا امیر

حضرت عیسیٰ ہمارے امت کا حصه ہیں، اور وہ رسول اللہ ﷺ کی شریعت کے پابند ہوں گے۔ اس پر تو مسلم نے اپنی صحیح ج1، ص 134 میں ایک باب باندھا ہے

باب نزول عیسی بن مریم حاکما بشریعة نبینا محمد صلی اللہ علیه وسلم

باب: عیسیٰ کا نزول که وہ فیصله کریں شریعت محمدیﷺ کے ساتھ

بخاری اپنی صحیح، 1272/3 روایت نمبر 3264 پر ایک روایت درج کرتے ہیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا که اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جلد عیسیٰ تم میں نازل ہوں گے جو که عدل کے ساتھ فیصله کریں گے

حافظ ابن حجر اس پر درج کرتے ہیں

اس کے معنی ہیں که وہ نازل ہوں گے فیصله کرنے اس شریعت کے ساتھ، کیونکه یه شریعت باقی ہے، اور یه منسوخ نہیں ہو گی۔ بلکه عیسیٰ اس امت کے ایک قاضی ہوں گے دیگر قاضیوں کی طرح

ملاحظه ہو فتح الباری از ابن حجر، 356/6

حافظ ابن حجر نے تو ان کا ذکر بھی صحابہ میں کیا ہے۔ وہ اپنی کتاب، الاصابہ فی تمیز الصحابہ، 634-633/4 روایت نمبر 6164 پر درج کرتے ہیں

اور اس میں وہ علامہ ذہبی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ عیسیٰؑ نے آپ ﷺ کا دیدار معراج کے موقع پر کیا، اور آپ ﷺ کو سلام بھی کیا، اور عیسیٰؑ آخری صحابی ہوں گے جن کا انتقال ہو گا

نیز حافظ نے تاج الدین السبکی کے قصیدے کا حوالہ دیا کہ جس میں انہوں نے عیسیٰؑ کو اس امت میں شمار کیا

علامہ ذہبی نے تو سیر اعلام نبلاء، 220/1 پر یہاں تک درج کیا کہ

اور اللہ نے اپنی کتاب میں صحابہ میں سے کسی کا نام درج نہیں کیا سوائے زید بن حارثہ اور عیسیٰؑ بن مریم کے، جو نازل ہوں گے عادل قاضی کے طور پر

سوچنے کی بات ہے کہ اگر وہ صحابی ہیں، تو پھر سب سے بہترین صحابی کون ٹھہرا؟ سوچیے گا۔ اگر کوئی اب بھی ابو بکر کو سب سے افضل صحابی کہے تو کیا وہ صحیح کہہ رہا ہے؟

اس سے زیادہ اہم یہ نکتہ ہے کہ جب آپؑ آئیں گے، تو خلافت نہیں کریں گے بلکہ آپؑ ایک قاضی ہوں گے، دیگر قاضیوں کی مانند۔

بخاری اپنی صحیح، 1272/3، روایت نمبر 3265 پر یہ روایت درج کرتے ہیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ کیسا وقت ہو گا جب عیسیٰؑ نازل ہوں گے، اور امام تم میں سے ہو گا

عبدلعلیم بستوی اپنی کتاب، المہدی المنتظر، ص 283 پر لکھتے ہیں

"امام تم میں ہو گا" اس کا مطلب یہ ہے کہ امام عیسیٰؑ نہیں ہوں گے، بلکہ امت محمدﷺ کا کوئی شخص ہو گا

یہ بھی یاد رہے کہ خلافت قیامت تک قریش میں رہے گی۔ اہلسنت کے امام ابن ابی عاصم، اپنی کتاب السنة، 527/2 روایت نمبر 1109 پر یہ روایت درج کرتے ہیں

عبداللہ بن ابی هذیل کہتے ہیں کہ ہم عمرو بن عاص کے پاس بیٹھے الفقہ پر بات کر رہے تھے کہ بکر سے تعلق رکھنے والے ایک مرد نے کہا کہ اگر قریش باز نہ آئے تو اللہ یہ امر خلافت کسی دوسرے عرب کے گروہ میں رکھ دے گا۔ اس پر عمرو نے جواب دیا" تم جھوٹ بولتے ہو، میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا کہ آپ نے کہا کہ خلافت قیامت تک قریش میں رہے گی

کتاب کے محقق، علامہ البانی نے سند کو **جید**، یعنی عمدہ قرار دیا

ابو یعلی اپنی مسند، 321/6 روایت نمبر 3644 پر یہ روایت درج کرتے ہیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ائمہ قریش میں سے ہوں گے

کتاب کے محقق حسین سلیم اسد نے سند **کو صحیح** قرار دیا

یاد رہے کہ حضرت عیسیٰ کا تعلق بنی اسرائیل سے ہے، تو وہ خلافت میں آ نہیں سکتے
انہیں کسی قریشی امام کی اتباع کرنی پڑے گی

ترمذی اپنی سنن، 727/5 روایت نمبر 3936 پر یہ روایت درج کرتے ہیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حکومت قریش کے پاس ہے

علامہ البانی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا

اب یاد رہے کہ نسائی اپنی سنن، 77/2 روایت نمبر 783 پر یہ روایت درج کرتے ہیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص کسی کی حکومت والی جگہ پر اس کو نماز نہیں پڑھا سکتا اور نہ ہی اس کے عزت والی مقام پر بیٹھ سکتا ہے سوائے اس کی اجازت کے

علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیا

اب مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں تو اگر کوئی یہ کہہ دے کہ فلاں بندہ صحابی سے افضل ہے تو فتوے لگ جاتے ہیں۔ اس صورت میں کیا ہو گا جب ایک صحابی جو کہ نبی بھی ہو، وہ آ جائے؟

اس بات کو لوگوں کے لیے واضح کرنا بہت ضروری ہے، اور اس کے لیے ایک عملی نمونہ شروع میں پیش کیا جائے گا۔ جو روایت ہم نے ابھی پیش کی، اسے ذہن میں رکھیں

مسلم اپنی صحیح، 137/1 روایت نمبر 156 پر یہ روایت درج کرتے ہیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس امت میں ایک گروہ ہمیشہ حق کے لیے لڑے گا قیامت کے دن تک۔ پھر عیسیٰؑ آئیں گے تو ان کا امیر انؑ سے کہے گا کہ آپ نماز پڑھائیں۔ اس پر وہ کہیں گے کہ نہیں، تم ایک دوسرے پر امیر ہو، یہ عزت اللہ نے اس امت کے لیے رکھی ہے

البانی اپنی سلسلہ احادیث صحیحیہ، 371/5 روایت نمبر 2293 میں یہ روایت درج کرتے ہیں

جس کے پیچھے عیسیٰؑ نماز پڑھیں گے، وہ ہم میں سے ہے

اور پھر البانی کہتے ہیں کہ یہ حدیث میرے مطابق صحیح ہے

گویا اس طریقے سے لوگوں کے سامنے اس کا عملی مظاہرہ ہو جائے گا کہ کس کے پاس امارت ہے ،

بستوی صاحب ایک اور روایت پیش کرتے ہیں اپنی کتاب المہدی المنتظر، صفحہ 180 روایت نمبر 6 پر

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ عیسیٰؑ نازل ہوں گے تو مسلمانوں کا امیر المہدیؑ ان سے کہے گا کہ آپ نماز پڑھائیں۔ وہ جواب دیں گے کہ نہیں، تم لوگوں کو ایک دوسرے پر امیر بنایا گیا ہے اور یہ وہ عزت ہے جو اللہ نے اس امت کو عطا کی ہے

بستوی صاحب سارے راویان کا جائزہ لینے کا بعد صفحہ 182 پر اس روایت کی سند کو صحیح قرار دیتے ہیں

اسی طرح کتاب کے صفحہ 219 روایت نمبر 14 پر ابن سیرین کے حوالے سے وہ یہ روایت درج کرتے ہیں

ابن سیرین نے کہا کہ المہدیؑ اس امت کو وہ شخص ہے کہ جو عیسیٰؑ کو نماز پڑھائے گا

صفحہ 220 پر سند کے بارے میں کہتے ہیں کہ سند صحیح ہے اور سارے راوی ثقہ ہیں

حاکم اپنی مستدرک، 601/4 روایت نمبر 8673 پر یہ روایت درج کرتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ المہدیؑ اس امت کے آخری زمانے میں آئے گا۔ اللہ اسے بارشیں عطا کرے گا اور زمین اپنی نباتات دے گی۔ وہ مال کو صحیح طریقے سے تقسیم کرے گا۔ اشیا کی فراوانی ہو گی اور یہ امت عظمت حاصل کر لے گی۔ وہ 7 یا 8 حج دیکھے گا

حاکم کہتے ہیں کہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

علامہ ذہبی نے بھی اسے صحیح کہا۔ [3]

بستوی صاحب بھی المہدی المنتظر، ص 165 پر سند کو صحیح درج کرتے ہیں

نیز علامہ البانی نے بھی اسے سلسلہ صحیحیہ، 328/2 روایت نمبر 711 پر درج کیا اور اسے صحیح سند قرار دیا

[3] از مترجم:- وضاحت کرتا چلوں کہ امام حاکم نے مستدرک میں ان روایات کو جمع کرنے کا فیصلہ کیا تھا جو بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح تھیں، مگر ان دونوں نے درج نہیں کیں۔ تاہم امام حاکم پر متساہل ہونے کا الزام ہے کہ کئی اسناد ایسی تھیں کہ بخاری و مسلم تو کجا، وہ سرے سے منکر درجے کی تھیں۔ علامہ ذہبی نے اسی کتاب پر تعلیق کی، اور کہیں انہوں نے امام حاکم کی رائے کو تسلیم کیا، کچھ مقامات پر خاموشی اختیار کی، اور کہیں رد بھی کیا۔ جو مستدرک مکتبہ (شاملہ میں ہے، اس میں علامہ ذہبی کی رائے کو ساتھ ہی نقل کیا گیا ہے

کیا امام المہدیؑ حضرت عیسیٰؑ سے افضل ہیں؟

شیخ ابن تیمیہ اہل تشیع کی رد میں کافی شہرت رکھتے ہیں۔ خاص کر ان کی کتاب منہاج السنة تو ہے ہی اس موضوع پر۔ موصوف اس میں 565/8 پر درج کرتے ہیں

اس خبر میں عمر نے مہاجرین و انصار کے درمیان اس بات کو واضح کیا کہ ابو بکر سید المسلمین، ان سب سے بہتر اور رسول اللہ ﷺ کے محبوب ہیں۔ اور اسی وجہ سے ان کی بیعت ہوئی۔ چنانچہ کہتے ہیں: بلکہ ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں کیونکہ آپ ہمارے سید، ہم سے بہتر اور رسول اللہ ﷺ کے محبوب ہیں۔ اور آپ ﷺ نے ہمارے لیے اس بات کو واضح کیا تھا کہ اپنے امور کا ولی اسے بناؤ جو افضل ہو، پس آپ ہم سے افضل ہیں اس وجہ سے ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں

یہاں پر عمر نے ایک کلیہ بیان کر دیا کہ امیر وہ بنے گا جو کہ افضل ہو۔ اگرچہ وہ اس کا اطلاق ابو بکر پر کر رہے تھے، مگر ہمارا مقصد اس کلیے کا جائزہ لینا ہے۔

کیونکہ حضرت عیسیٰؑ امیر نہیں بلکہ ایک قاضی کی حیثیت رکھیں گے، اور شریعت محمدی کی پاسداری کریں گے۔ امام و امیر المہدیؑ ہوں گے۔

تو اس کلیے کے تحت کیا نتیجہ اخذ کیا جائے؟

کیا امام المہدیؑ حضرت عیسیٰؑ سے افضل ہوں گے؟

ہاں یہ بہانہ بنایا جا سکتا ہے کہ چونکہ خلافت قریش میں ہے، اور آپؑ قریشی نہیں، اس وجہ سے امارت آپ کو نہیں مل رہی۔ مگر یاد رہے کہ اس میں استثنا بھی تو ہو سکتا تھا۔ روایت یوں بھی تو ہو سکتی تھی کہ امام قریش میں سے ہوں گے سوائے حضرت عیسیٰؑ کے

مگر اللہ نے ایسا نہیں کیا اور اس کی وجہ ہونی چاہیے۔ اللہ کو نسل پرستی منظور نہیں، خلافت کو اگر قریش میں رکھا گیا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ سب سے بہترین لوگ بھی اسی میں رکھے۔ آسان الفاظ میں سب سے بہترین قریشی حقیقت میں اس زمانے کا سب سے بہترین شخص بھی ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ پھر وہ خلافت کا بھی صحیح حقدار ہے۔ اسی وجہ سے امام المہدیؑ کے زمانے میں آپ امیر و خلیفہ ہوں گے۔ آپ کا عہدہ اللہ کی نظر میں بڑا ہے[4]

ہم ابن سیرین کے حوالے سے یہ پہلے ہی درج کر چکے ہیں کہ انہوں نے کہا تھا کہ امام المہدیؑ کو کچھ انبیاء پر بھی فضیلت ہوگی۔ تاہم ہمیں لگتا ہے کہ اہل سنت کی اکثریت شاید اس بات کو ہضم نہ کر سکے

ان کا نکتہ نظر یہی ہے کہ ہر نبی کو غیر نبی پر قیامت والے دن تک فضیلت حاصل ہے۔ یہ الگ بات کہ یہ کہہ کر وہ اس بات کو تسلیم کر رہے ہیں کہ ایک افضل ایک مفضول کے تحت اس وجہ سے آجائے گا کہ یہاں خاندان کی قید لگا دی گئی ہے

---

[4] ازمترجم:-

ایک بات کی وضاحت کرتے چلیں کہ نبی کا کام اللہ کی خبر لانا ہوتا ہے۔ یعنی شریعت سے متعلق آگاہ کرتا ہے۔ امام کا کام شریعت پر چلانا ہے۔ شریعت مکمل ہو چکی رسول اللہ کے زمانے میں۔ لفظ مکمل کا مطلب ہے کہ کمال پر پہنچ چکی ہے۔ قرآن کی آیت بھی یہی کہتے ہیں کہ الیوم اکملت دینکم یعنی دین کو کمال پر پہنچا دیا۔

اب کسی بھی نبی کی ضرورت نہیں۔ جو احمدی یہ نکتہ پیش کرتے ہیں کہ نبی آ سکتا ہے، تو اس کو جواب یہی ہے کہ کیا اپ سمجھتے ہیں کہ دین کامل نہیں؟ شریعت کامل نہیں؟

اس نکتے پر غور کریں تو آپ کو سمجھ آ جائے گی کہ آج امامت اہم کیوں ہے---- نیز امامت و نبوت میں فرق کیا ہے۔

ان کا بنیادی نکتہ نظر، جو ہمیں مختلف مناظرین کی جانب سے نظر ایا، وہ یہ ہے کہ قرآن میں سورہ انعام آیات 83-86 میں یہ ملتا ہے

اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم کے مقابلہ میں دی تھی ہم جس کے چاہیں درجے بلند کرتے ہیں بے شک تیرا رب حکمت والا جاننے والا ہے

اور ہم نے ابراھیم کو اسحاق اور یعقوب بخشا ہم نے سب کو ہدایت دی اور اس سے پہلے ہم نے نوح کو ہدایت دی اور اس کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون ہیں اور اسی طرح ہم نیکو کاروں کو بدلہ دیتے ہیں

اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو بھی۔ یہ سب نیکوکار تھے

اور اسمٰعیل اور الیسع اور یونس اور لوط کو بھی۔ اور ان سب کو جہان کے لوگوں پر فضلیت بخشی تھی

یہ الگ بات کہ اس آیت میں کل 18 انبیاء کا ذکر ہے۔ اور ان کے بارے میں یہ ذکر مل رہا ہے۔ نیز آخری آیت کی جس حصے سے استدلال قائم کیا جا رہا ہے، یعنی

وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ

وہ ایک اور جگہ بھی موجود ہے۔ ملاحظہ ہو سورہ جاثیہ کی یہ ایت

اور بے شک ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب اورحکومت اور نبوت دی تھی اور ہم نے پاکیزہ چیزوں سے روزی دی اور ہم نے انہیں جہان کے لوگوں پر فضیلت بخشی

اس کا آخری حصہ یہ ہے

وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ

کیا اس کا مطلب یہ لیا جائے کہ یہ جو 18 نبی ہیں، یہ سب عالمین پر، بشمول رسول اللہ ﷺ اور وہ دیگر انبیاء جن کا یہاں ذکر نہیں، ان سب پر فضیلت رکھتے ہیں؟ نیز بنی اسرائیل بھی دیگر تمام اقوال پر فضیلت رکھے گی؟

کیوں نہ اس کا جواب رسول اللہ ﷺ کی زبانی لیا جائے۔ حاکم اپنی مستدرک، 188/4 روایت نمبر 7318 پر یہ روایت درج کرتے ہیں

ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ جو نہ نبی ہیں اور نہ ہی شہید، مگر شہدا و انبیاء روز قیامت ان پر رشک کریں گے ان کی اللہ سے قربت و مقام کے بنا پر۔۔۔۔۔۔۔ یہ اللہ کے وہ اولیاء ہیں جنہیں نے خوف ہو گا نہ حزن

حاکم کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح سند کے ساتھ ہے مگر انہوں، یعنی بخاری و مسلم، نے اسے لکھا نہیں

علامہ ذہبی بھی اسے صحیح قرار دیتے ہیں

علامہ البانی بھی اسے سلسلہ صحیحیہ، 1369-1368/7 روایت نمبر 3464 میں صحیح تسلیم کرتے ہیں

یہ روایت اس بات کو واضح کر دیتی ہے کہ اللہ کے کچھ اولیاء ایسے ہیں کہ جن پر انبیاء و شہدا رشک کرتے ہیں۔ اسی سے ان کا مقام آشکارہ ہے

ابو داؤد اپنی سنن، 310/2 روایت نمبر 3527 پر یہ روایت درج کرتے ہیں

عمر بن خطاب کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ اللہ کے بندوں میں ایسے ہیں کہ جو نہ نبی ہیں نہ شہید، مگر انبیاء و شہداء قیامت والے دن ان کے اللہ کے نزدیک مقام پر رشک کریں گے۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ ان کے بارے میں بتائیں۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ یہ وہ ہیں جو ایک دوسرے سے اللہ کی روح کے ساتھ محبت کرتے ہیں، آپس میں رشتے دار نہیں اور نہ ہی کوئی مالی رشتہ ہے۔ خدا کی قسم ! ان کے چہرے نور ہوں گے اور یہ نور پر ہوں گے۔ یہ خوفزدہ نہیں ہوں گے جو لوگوں کو خوف ہو گا، اور انہیں حزن نہیں ہو گا جب لوگوں کو حزن ہو گا۔۔۔

علامہ البانی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا

ابو یعلی نے بھی اپنی مسند، 495/10 روایت نمبر 6110 میں اسی طرح کی روایت کو درج کیا۔ اور اس کتاب کے محقق، شیخ حسین سلیم اسد نے سند کو صحیح قرار دیا۔

ابو یعلی کی سند کو علامہ البانی نے بھی بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح قرار دیا۔ ملاحظہ ہو سلسلہ صحیحیہ، 1370/7 روایت نمبر 3464

نیز صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان، 332/2 روایت نمبر 573 میں بھی اسی طرح کی روایت کے بارے میں علامہ البانی نے صحیح ہونے کا حکم لگایا

اور شیخ شعیب الارناؤط نے بھی اس مقام پر سند کو صحیح تسلیم کیا

امید ہے کہ اس کے بعد یہ اشکال ختم ہو گیا ہو گا کہ صرف نبوت کی بنا پر کوئی شخص افضل قرار پائے۔

خلیفۃ اللّٰہ

ابن اثیر اپنی کتاب النہایۃ فی غریب الحدیث و الاثر، 69/2 پر خلیفہ کا معنی یہ درج کرتے ہیں کہ

خلیفہ وہ ہے کہ جو جانے والے کے مقام پر کھڑا ہو جائے، اور اس کا کام کرے

جانا کسی بھی صورت میں ہو سکتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کچھ دن کے لیے جائے یا پھر اس کی وفات ہو جائے۔ مثال کے طور پر قرآن میں ہمیں ملتا ہے کہ موسیٰؑ جب کچھ عرصے کے لیے جانے لگے تو انھوں نے کہا

وَقَالَ مُوسَىٰ لِأَخِيهِ هَارُونَ اخْلُفْنِي فِي قَوْمِي

کہ موسیٰؑ نے اپنے بھائی ہارونؑ سے کہا کہ میرے خلیفہ بنو میری قوم میں[5]

یا جیسے ابن تیمیہ منہاج السنۃ، 327/7 میں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں درج کرتے ہیں

اور یہ معلوم ہونا چاہیے کہ آپ ﷺ مدینہ سے نہیں جاتے تھے جب تک اس میں خلیفہ نہ چھوڑ جائیں

---

[5] (7:142)

اللہ ہمارا بادشاہ ہے، جیسا کہ قرآن میں ہے (ملک الناس)۔

اسی طرح زمین و آسمانوں کی ساری ملوکیت اللہ کے لیے ہے (و للہ ملک السموات و الارض)

مگر وہ خود آکر یہ حکومت نہیں کرتا بلکہ عطا کرتا ہے جیسا کہ قرآن میں سورہ بقرہ آیت 247 میں ملتا ہے

وَاللَّهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَنْ يَشَاءُ

اور اللہ جسے چاہے ملوکیت عطا کرتا ہے

اسی لیے قرآن میں سورہ بقرہ کی 30ویں آیت میں اللہ نے فرشتوں سے کہا تھا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ بناؤں گا

اس کے وضاحت کرتے ہوئے ابو الحسن الماوردی اپنی کتاب، النکت و العیون، 95/1 پر درج کرتے ہیں

اور تیسرا یہ کہ اللہ کا ارادہ یہ تھا کہ زمین میں اپنا خلیفہ بنائے جو اس کے قائم مقام ہو کر مخلوق میں فیصلہ کرے، اور وہ آدمؑ ہیں؛ جو اس کے قائم مقام ہوئے اپنی اولاد میں۔ یہ ابن مسعود کا قول ہے

عبداللہ بن عمر البیضاوی اپنی کتاب، انوار التنزیل و اسرار التاویل، 280/1 پر درج کرتے ہیں

اور خلیفہ وہ ہے کہ جو دوسرے کا قائم مقام ہو، اور اس کا نائب بنے۔ اس میں الھاء مبالغے کے لیے ہے۔ اور اس سے مراد آدمؑ ہیں کیونکہ وہ زمین میں اللہ کے خلیفہ تھے۔ اسی

طرح سارے انبیاء اللہ کے خلیفہ تھے زمین کا نظام چلانے کے لیے، اور لوگوں کی سیاسی امور کی تدبیر کے لیے، اور ان کے نفوس کی تکمیل کے لیے، اور اللہ کا امر ان میں نافذ کرنے کے لیے۔ اس کی حاجت اللہ کو نہیں کہ اس کا کوئی نائب بنے بلکہ یہ قصور ہیں لوگوں کا کہ وہ اس کا فیض براہ راست حاصل نہیں کر سکتے اور اس کے حکم کو بغیر واسطے کے حاصل نہیں کر سکتے

محمد بن احمد بن الشربینی نے یہی الفاظ اپنی تفسیر السراج المنیر، 52/1 میں بھی درج کیے ہیں

امام نسفی اپنی تفسیر، 78/1 پر اس کے ذیل میں درج کرتے ہیں

آدمؑ خلیفۃ اللہ تھے زمین میں،ا ور اسی طرح ہر نبی خلیفۃ اللہ ہوتا ہے جیسا کہ اللہ نے داؤدؑ سے کہا کہ میں تمہیں زمین میں خلیفہ بناتا ہوں

امام بغوی اپنی معالم التنزیل، 79/1 میں اس آیت کی ذیل میں درج کرتے ہیں

اور یہاں خلیفہ سے مراد آدمؑ ہیں۔ انہیں خلیفہ کا نام (ایک رائے کے مطابق) اس لیے دیا گیا کہ وہ جنات کے بعد آئے؛ اور دوسری رائے یہ ہے کہ وہ ان کا جگہ پر آئے۔ مگر صحیح رائے یہ ہے کہ وہ خلیفۃ اللہ تھے زمین میں تاکہ اللہ کے احکامات کا نافذ کریں

ابو الفرج جوزی اپنی کتاب زاد المسیر فی علم التفسیر، 60/1 پر درج کرتے ہیں

اور ایک قول یہ ہے کہ وہ اللہ کے خلیفہ ہیں تاکہ اس کی شریعت ،اس کے توحید کے دلائل کو، نیز اس کے مخلوق میں اس کے احکامات کو کو نافذ کریں، اور یہ قول ابن مسعود اور مجاہد کا ہے

اسی طرح وهبة بن مصطفى الزحيلي اپنی کتاب تفسير الوسيط، 22/1 میں درج کرتے ہیں

اے نبی! اپنی قوم کو آدمؑ کی تخلیق کا قصہ سنائیں۔ جب اللہ نے فرشتوں سے کہا کہ میں اسے زمین میں خلیفہ بنانے لگا ہوں، تاکہ یہ ان کی عمارتیں اور گھر کھڑے کرے اور میرے احکام ان میں نافذ کرے

اسی طرح تفسیر جلالین، ص 7 روایت نمبر 30 پر ہمیں ملتا ہے

اور اے محمدﷺ ! ذکر کرو (جب اللہ نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے لگا ہوں) یعنی قائم مقام تاکہ میرے احکامات کو نافذ کرے، اور اس سے مراد آدمؑ ہیں

اس بات سے یہ واضح ہو گیا ہے کہ آدمؑ خلیفۃ اللہ تھے، اور اسی طرح ہر نبی بشمول رسول اللہ ﷺ کے خلیفۃ اللہ ہیں۔ کوئی شک نہیں کہ جو مرتبہ اس میں آپ ﷺ کا ہے، اس کی نظیر نہیں۔

مگر یہ خلافت الہیہ صرف انبیاء تک محدود نہیں۔ احادیث سے ثابت ہے کہ غیر انبیاء کے لیے بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ چونکہ موضوع امام المہدیؑ ہے، تو ان کے لیے ثابت کرتے ہیں۔ بزار اپنی مسند، 100/10 روایت نمبر 4163 پر یہ روایت درج کرتے ہیں

ثوبان روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے ہاں اس خزانے کے قریب خلیفہ کے تین بیٹے لڑیں گے۔ مگر کسی ایک کو بھی کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ پھر تمہیں مشرق سے سیاہ جھنڈے بلند ہوتے نظر آئیں گے جو تم سے ایسے لڑیں گے کہ پہلے کوئی نہیں لڑا ہو گا۔ پھر آپ ﷺ نے بات کا ذکر کیا، جب تم اسے دیکھو تو اس کی بیعت کر لو چاہیے تمہیں برف پر رینگ کر جانا پڑے کیونکہ وہ خلیفة اللہ المہدیؑ ہیں

امام البزار اس روایت پر اس انداز سے حکم لگاتے ہیں

میں نے اس حدیث کو اس کی صحت اور ثوبان کی جلالت کے پیش نظر اختیار کیا، اور اس کی سند صحیح ہے

اسی طرح کی روایت کو حاکم نے اپنی مستدرک، 510/4، روایت نمبر 8432 پر بھی درج کیا، اور حکم لگایا

یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔

امام ذھبی بھی یہی کہتے ہیں کہ **یہ بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح** ہے

ابن کثیر دمشقی نے بھی اس روایت کو اپنی کتاب النہایة فی الفتن و الملاحم، 1/25-26 پر درج کیا اور اس پر اس طرح سے تبصرہ کرتے ہیں

یہ سند قوی و صحیح ہے، اور بظاہر اس خزانے سے مراد کعبہ ہے کہ اس کے قریب تین خلیفہ کے بچوں کے مابین آخری زمانے میں قتال ہو گا تاکہ اسے حاصل کیا جائے، حتی کہ المہدیؑ کا خروج ہو گا، اور وہ مشرق کے شہروں سے آئیں گے۔

اس روایت کی توثیق اگرچہ ہم نے پیش کر دی ہے، مگر اس موقع پر ضروری ہے کہ اس بات کی نشاندہی بھی کی جا ئے کہ کچھ لوگ اس کے معتبر ہونے کے خلاف گئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ روایت کی صحیح مان لینے میں قباحت لازم آ ئے گی۔ مگر بستوی صاحب اپنی کتاب المہدی المنتظر، ص 192 پر اس سند کو صحیح قرار دیتے ہیں

اور بڑی تفصیل سے اس سند پر کیے گئے اعتراضات کو رد کرتے ہیں

صفحہ 191 اور 192 پر وہ اس انداز میں بحث کرتے ہیں

جہاں تک عبدالرزاق کے اختلاط کا تعلق ہے، اس سے اس سند کی صحت پر فرق نہیں پڑتا کیونکہ ان کا اختلاط 200 ھ کے بعد شروع ہوا، جبکہ الزھلی اور احمد بن یوسف السلمی نے ان سے اس اختلاط سے پہلے سماعت کی تھی۔ ابن حجر کہتے ہیں کہ بخاری و مسلم نے ان سے وہ روایات لیں ہیں جو کہ اختلاط سے پہلے تھیں۔ اور ہمیں ملتا ہے کہ بخاری نے محمد بن یحیي الذھلی کی ان سے روایت درج کی ہے، اور مسلم نے احمد بن یوسف السلمی کی ان سے روایت درج کی ہے ------------

اور جہاں تک یہ بات ہے کہ ابو قلابہ اور سفیان الثوری مدلسین میں ہیں اور انہوں نے عنعنہ کے ساتھ روایت کی ہے؛ اس سے بھی صحت پر فرق اس لیے نہیں پڑتا کہ تمام مدلسین ایک ہی مرتبے پر نہیں ہوتے بلکہ ابن حجر نے ان کے 5 درجے قائم کیے ہیں۔ جن میں پہلا درجہ ان کا ہے کہ جنہوں نے بہت ہی کم تدلیس کی ہے؛ اور دوسرا درجہ ان کا ہے جن کی تدلیس کو ائمہ نے برداشت کیا ہے، اور ان سے اپنی صحیح کتب میں روایت لی ہے کیونکہ وہ لوگ بنیادی طور پر امام تھے اور بہت ہی کم تدلیس کی تھی جیسیا کا

الثوری یا پھر وہ لوگ کہ جو تدلیس نہیں کرتے تھے سوائۓ ثقہ سے، جیسا کہ ابن عینیہ۔ اور ابو قلابہ کا ذکر پہلے گروہ میں کیا گیا ہے اور الثوری کا دوسرے میں

اس میں ایک بات کی نشاندہی کرتے چلیں کہ عربی میں خلیفہ کا لفظ امیر یا بادشاہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ ابو بکر البغدادی نے ابھی اپنی خلافت کا اعلان کیا یا پھر بوکو حرام نے۔ تاہم جس روایت کا ذکر ہم نے کیا ہے اس میں خلیفۃ اللہ کا لفظ المہدیؑ کے لیے استعمال ہوا ہے، کسی اور کے لیے نہیں۔

یاد رہے کہ خلیفۃ اللہ بننے کے لیے ضروری ہے کہ آپ کی بیعت کو اللہ کی بیعت کہا جا سکے۔ جیسا کہ قرآن میں سورہ فتح کی 10ویں آیت میں اللہ نے رسول اللہ ﷺ کے لیے فرمایا

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ

بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کر رہے ہیں

اس کا مطلب یہ ہے کہ جو بیعت رسول اللہ ﷺ لے رہے تھے، وہ بطور خلیفۃ اللہ کے لے رہے تھے۔

بالفاظ دیگر، خلیفۃ اللہ زمین پر اللہ کا نمائندہ ہے، اور اللہ کےلیے بیعت لیتا ہے۔ اور اس سب کے لیے ضروری ہے کہ یہ بات اس کے لیے ثابت ہو کہ یہ اللہ کا خلیفہ ہے

اور اس ضمن میں آدمؑ، داؤدؑ اور المہدیؑ کے مثال ہمارے لیے اس نکتے کو واضح کر دیتی ہے کہ یہ نص کی صورت میں ہوتی ہے

اور اگر یہ نص موجود نہیں ہے، تو پھر اس صورت میں وہ اللہ کا نام دے کر دھوکہ دے رہا ہے اور اس صورت میں بیعت اللہ کی نہیں، بلکہ ایک دھوکے باز کی ہو رہی ہے

یہ بھی واضح رہے کہ خلیفۃ اللہ کی بیعت ہم پر واجب ہے، مگر یہ اس کی خلافت کے لیے ضروری نہیں۔ وہ خلیفہ ہے چاہے ہم اس کی بیعت نہ بھی کریں۔ اس کا نقصان ہمیں ہے، اسے نہیں۔

خراسان سے کا لے جھنڈوں کے آ نے کا بیان

جس حدیث کو ہم نے پڑھا، اس میں لکھا ہے کہ مشرقی علاقوں سے کا لے جھنڈوں والے آئیں گے اور وہ مسلمانوں سے ایسے لڑیں گے کہ کوئی بھی پہلے نہ لڑا ہو گا۔ بستوی صاحب اس کے بارے میں ایک روایت نقل کرتے ہیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم خراسان سے کا لے جھنڈوں کو آ تے دیکھو، تو ان کے پاس چلے جاؤ کہ ان میں خلیفۃ اللہ المہدیؑ ہیں

ملاحظہ ہو المہدی المنتظر، ص 158

اس روایت کے بارے میں بستوی صاحب کہتے ہیں کہ چونکہ اس روایت کا متن ہمارے پاس ثوبان کی معتبر سند سے بھی موجود ہے، اس وجہ سے یہ بھی حسن لغیرہ کے درجے پر پہنچ جاتی ہے

یاد رہے کہ ثوبان نے اس ضمن میں بھی ایک روایت کو درج کیا تھا جیسا کہ حاکم نے اپنی مستدرک،547/4 روایت نمبر 8531 میں درج کیا ہے

ثوبان کہتے ہیں کہ جب تم خراسان سے کا لے جھنڈے آ تے دیکھ لو، تو ان کے پاس چلے جاؤ بھلے ہی رینگ کر جاؤ، کیونکہ ان میں خلیفۃ اللہ المہدی ہیں

حاکم اس سند کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔ علامہ ذھبی نے یہاں پر سکوت اختیار کیا۔

یہی روایت ابو عبداللہ المروزی نے بھی کتاب الفتن، 188/4 پر درج کی ہے، اور ان کی سند یوں ہے

حدثنا ابو نصر الخفاف عن خالد عن ابی قلابہ عن ثوبان

اس سند میں خالد عن ابی قلابہ عن ثوبان کا ذکر پہلے ہیں ہو چکا ہے۔ کئی علماء نے ان کی روایت کو صحیح قرار دیا تھا

صرف ابو نصر الخفاف اس سند میں نئے راوی ہیں۔ ان کا نام عبدالوھاب ن عطاء ہے، اور ابن حجر نے تقریب التہذیب، 627-626/1 نمبر 4276 پر انہیں صدوق یعنی سچا قرار دیا

نیز امام حاکم کی روایت سے ہمیں معلوم ہے کہ ابو قلابہ اور ثوبان کے درمیان ابو اسماء ہیں۔

گویا یہ سند کم از کم حسن درجے کی ہے

اور ان روایات سے معلوم ہوا کہ یہ فوج خراسان سے آئے گی

اگرچہ آج تو خراسان ایران میں ہے، تاہم قدیم وقت میں اس میں شمال مشرقی ایران، جنوبی ترکمانستان اور اور شمالی افغانستان کا علاقہ شامل تھا

یعنی آسان الفاظ میں یہ فوج غیر عرب علاقوں سے تعلق رکھنے والے افراد پر مشتمل ہو گی

آپؑ کے اصحاب

آپ کے 313 کے لگ بھگ اصحاب ہوں گے جو کہ اول زمانے سے آخر تک کے بہترین لوگ ہوں گے ۔

حاکم اپنی مستدرک، 596/4 روایت نمبر 8659 پر یہ روایت درج کرتے ہیں

محمد بن حنفیہ کہتے ہیں کہ ہم مولا علیؑ کے پاس تھے کہ ایک بندے نے آپؑ سے المہدیؑ کے بارے میں سوال کیا، تو آپ نے 7 تک اپنے ہاتھوں پر گنا،ا ور پھر کہا: وہ آخری زمانے میں آئیں گے جب ایک مرد یہ کہے گا کہ اللہ اللہ وہ قتل ہو گیا۔ پھر اللہ ان کے لیے ایک قوم کو جمع کرے گا جیسے بادلوں کو اکٹھا کیا جاتا ہے۔ اللہ ان کے دلوں کو ملا دے گا اور وہ کسی سے نہیں خوفزدہ ہوں گے۔ اور نہ ہی کسی کے ان میں داخل ہونے پر خوشی منایں گے۔ وہ اصحاب بدر کی تعداد کے برابر ہوں گے۔ گذرے لوگ ان پر سبقت نہیں حاصل کر سکیں گے، اور آنے والے ان کی منزلت کو نہیں پا سکیں گے؛ اور یہ طالوت کے اصحاب جتنے ہوں گے جنہوں نے نہر کو عبور کیا تھا۔

ابو طفیل کہتے ہیں کہ ابن حنفیہ نے کہا: کیا تم چاہتے ہو کہ ان کو پا لو؟ جواب دیا کہ بالکل۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ ان دو ستونوں کے بیچ سے نکلیں گے۔ ابو طفیل نے کہا کہ خدا کی قسم! میں اس جگہ کو نہیں چھوڑوں گا حتی کہ مر جاؤں۔

اور پھر ان کی موت مکہ میں ہی ہوئی

حاکم کہتے ہیں کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔ علامہ ذھبی نے بھی کہا کہ یہ بخاری و مسلم ک شرط کے مطابق صحیح ہے

بستوی صاحب نے اپنی المہدی المنتظر، ص 208 روایت نمبر 10 پر اس سند کو حسن قرار دیا

یہ روایت اپنے آپ ہی وضاحت کر دیتی ہے کہ ان کی تعداد 313 ہو گی، نیز یہ کہ اولین و آخرین ان تک نہیں پہنچ پائیں گے

عدل و انصاف اور خوشحالی کا دور

آج ہر طرف ظلم و ستم کا بازار گرم ہے۔ غربت دنیا میں ہر سو رائج ہے۔ مگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب امام المہدیؑ کا زمانہ آئے گا، تو دنیا میں عدل و انصاف کا بول بالا ہو گا

احمد بن حنبل اپنی مسند، 36/3 روایت نمبر 11331 میں یہ روایت درج کرتے ہیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت نہیں آئے گی حتی کہ یہ زمین ظلم و ستم سے بھر جائے، پھر میری عترت یا اہل بیت سے ایک مرد آئے گا جو اسے عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جیسا کہ یہ ظلم و ستم سے بھری ہو گی

کتاب کے محقق، شیخ شعیب الارناؤط نے سند کو بخاری و مسلم کی شرائط پر صحیح قرار دیا

اسی طرح کی ایک روایت ابو داؤد نے اپنی سنن، 509/2 روایت نمبر 4285 میں درج کی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ المہدیؑ مجھ سے ہیں، اور وہ ایک کشادہ پیشانی اور پتلی ناک والے ہوں گے۔ وہ زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دیں گے جیسا کہ وہ ظلم سے بھری ہو گی۔ وہ 7 سال حکومت کریں گے

علامه البانی نے اس روایت کو حسن قرار دیا

امام المہدیؑ کا دوسرا کمال یہ ہو گا کہ غربت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ مسلم اپنی صحیح 2234/4 روایت نمبر 2913 میں یہ روایت درج کرتے ہیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے آخری وقت میں ایک خلیفہ آئے گا جو بغیر گنے مال تقسیم کرے گا

یہ خلیفہ المہدی ہوں گے، اور یہ حاکم کی روایت سے واضح ہو جاتا ہے جو انہوں نے مستدرک 601/4 روایت نمبر 8637 پر درج کی ہے۔ اور سند کو حاکم نے صحیح قرار دیا۔ نیز ذہبی نے بھی اسے صحیح لکھا ہے

مسلم نے اپنی صحیح میں اس موضوع پر ایک اور روایت بھی 2235/4 روایت نمبر 2914/2913 (69) پر درج کی ہے

علامہ البانی نے تو اپنی سلسلہ صحیحیہ 1027/2 روایت نمبر 5913 پر اس ضمن میں ایک پورا باب باندھا ہے

من خلفائکم خلفیة یحثو المال حثیا لا یعدہ عدا

یعنی تمہارے خلفاء میں وہ خلیفہ جو مال گنے بغیر تقسیم کرے گا

اور اس میں لکھتے ہیں

اور وہ المہدیؑ ہیں جن کے خروج کی بشارت دی گئی ہے کہ وہ عیسیؑ کے نزول سے پہلے آئیں گے، اور عیسیؑ ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے

کچھ اور فوائد کا ذکر حاکم نے کیا ۔ وہ اپنی مستدرک، 601/4 روایت نمبر 8673 پر یہ روایت درج کرتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ المہدیؑ اس امت کے آخری زمانے میں آئے گا۔ اللہ اسے بارشیں عطا کرے گا اور زمین اپنی نباتات دے گی۔ وہ مال کو صحیح طریقے سے تقسیم کرے گا۔ اشیا کی فراوانی ہو گی اور یہ امت عظمت حاصل کر لے گی۔ وہ 7 یا 8 حج دیکھے گا

حاکم کہتے ہیں کہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

علامہ ذھبی نے بھی اسے صحیح کہا۔

بستوی صاحب بھی المہدی المنتظر، ص 165 پر سند کو صحیح درج کرتے ہیں

نیز علامہ البانی نے بھی اسے سلسلہ صحیحیہ، 328/2 روایت نمبر 711 پر درج کیا اور اسے صحیح سند قرار دیا

ابن ابی شیبہ اپنی المصنف، 679/8 روایت نمبر 199 پر یہ روایت درج کرتے ہیں

مجاہد ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ المہدیؑ کا خروج نہیں ہو گا حتی کہ نفس ذکیہ کا قتل ہو جائے۔ اور جب اس کا قتل ہو گا تو آسمان و زمین والے

غضب ناک ہوں گے۔ پھر لوگ المہدیؑ کے پاس آئیں گے، اور انہیں اس طرح جلوس میں لیجائیں گے جیسا کہ دلہن کو شادی کے وقت لیجایا کرتے ہیں

وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ زمین اپنی نباتات دے گی اور آسمان بارشیں دے گا۔ یہ امت اتنی نعمتوں سے مستفید ہو گی کہ جو انہوں نے پہلے نہیں دیکھی ہوں گی

بستوی صاحب المہدی المنتظر، صفحہ 214 روایت نمبر 12 اس سند کے بارے میں کہتے ہیں

یہ سند صحیح ہے۔ سارے راوی ثقہ ہیں۔ اگرچہ مجاہد نے صحابی کا نام نہیں بتایا مگر انہوں نے صحابہ کی جماعت سے روایت کی ہے

المهدیؑ ہونے کے دعویدار

ابھی تک ہم نے جو پڑھا ہے، اس سے یہ بات واضح ہوئی ہے کہ المہدیؑ اہل بیتؑ سے ہیں، وہ آل محمد ہیں، ان کا نام محمد ہے، وہ پتلی ناک اور کشادہ پیشانی کا حامل ہیں، اور حضرت عیسیٰؑ کو نماز پڑھائیں گے۔

ان کی مزید نشانیاں مستند روایات سے آگے بیان کی جائیں گی، مگر اس موقع پر اس بات کی نشاندہی کرنا بھی ضروری ہے کہ کئی لوگوں نے اس بات کو دعوی کیا کہ وہ المہدیؑ ہیں، اور کچھ کے بارے میں لوگوں نے یہ دعوی کیا کہ وہ المہدیؑ ہیں

ان لوگوں کے بارے میں بستوی صاحب نے اپنی کتاب المہدی المنتظر میں کافی تفصیل سے لکھا ہے

کچھ لوگوں کے نام ہم تحریر کر دیتے ہیں جن کے بارے میں لوگوں نے کہا کہ یہ المہدیؑ ہیں

حضرت علی ابن ابی طالبؑ

حضرت محمد بن علی بن ابی طالبؑ

سلیمان بن عبدالملک

عمر بن عبدالعزیز

موسی بن طلحہ بن عبیداللہ

امام محمد بن علی بن حسین الباقرؑ

اسماعیل بن جعفر بن محمد

محمد بن عبداللہ النفس الزکیہ

امام جعفر بن محمد الصادقؑ

محمد بن اسماعیل بن جعفر

امام موسی بن جعفرؑ

یحیی بن عمر بن یحیی بن حسین بن زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب

سید احمد بن عرفان

محمد بن محمد بن علی

محمد بن قاسم بن علی

یحیی بن ابی شیموت

میسح ابن مریم

اگر دیکھا جائے تو اس میں محمد نام رکھنے والے کل 6 تھے۔ اور لوگوں نے مسیح ابن مریم تک کو ان میں شمار کیا

حالانکہ نہ وہ اہل بیتؑ سے ہیں، اور نہ ہی ان کا نام محمد ہے

اس کے علاوہ وہ لوگ کہ جنھوں نے یہ دعوی کیا کہ وہ المہدیؑ ہیں

الحارث بن شریح

محمد بن عبداللہ المہدی العباسی

محمد بن عبداللہ المغربی

ابو عباس احمد بین عبداللہ بن ہاشم

سید محمد نور بخش صوفی

سید محمد بن یوسف الجونبری

علی محمد الشیرازی

محمد احمد بن عبداللہ الحسنی السوڈانی

غلام احمد قادیانی

محمد بن عبداللہ القحطانی السلفی

اب ان میں کافی لوگوں کے ناموں میں محمد آ رہا ہے، اور کچھ نے آل محمد میں ہونے کا اشارہ بھی کیا ہے

عقل یہ کہتی ہے کہ ان میں زیادہ سے زیادہ ایک ہی بندہ المہدیؑ ہو سکتا تھا۔ ہم ہو سکنے کی بات کر رہے ہیں، ایک مفروضہ ہے۔ باقی سب جھوٹ بول رہے تھے۔ یا پھر یہ سب ہی جھوٹ بول رہے تھے

اس سے زیادہ جو بات کسی بھی عاقل کو پریشان کرتی ہے، وہ یہ ہے کہ لوگ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ حضرت علیؑ یا پھر امام باقرؑ یا امام صادقؑ یا امام موسی کاظمؑ المہدی ہوں گے، جبکہ وہ تو ان کی وفات کو بھی دیکھ چکے تھے؟

المہدیؑ کس طرح اپنا مشن پورا کیے بغیر جا سکتے ہیں؟ انہوں نے زمین کو عدل و انصاف سے بھرنا ہے

بستوی صاحب نے اس کے بارے میں کہا کہ جو اس طرح کی سوچ رکھ رہے تھے، انہوں نے اس ضمن میں الغیبۃ کا نظریہ رکھا ہوا تھا۔ یعنی کہ یہ لوگ اصل میں مرے نہیں، بلکہ جس طرح عیسیٰؑ کو موت کو لوگوں کو شبہ ہوا تھا، اسی طرح ان کے بارے میں شبہ ہے، یہ زندہ ہیں اور آخر میں اپنا مشن پورا کرنے آ جائیں گے

مثال کے طور پر بستوی صاحب اپنی کتاب المہدی المنتظر، صفحہ 64 پر سبائی فرقے کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ یہ خیال کرتے تھے کہ حضرت علیؑ زندہ ہیں، اور آخری وقت میں ظہور کریں گے

بستوی صاحب ص 67 پر کہتے ہیں کہ اسی طرح کیسانیہ فرقے والے محمد ابن حنفیہ کے بارے میں یہی کہتے تھے

بستوی صاحب نے صفحۃ 64 سے صفحہ 76 تک مختلف فرقوں کا ذکر کیا ہے کہ جنہوں نے ان ہستیوں کے بارے میں کہا کہ یہ اصل میں غیبۃ میں چلے گئے ہیں

اب سوال یہ ہے کہ ان کو یہ نکتہ نظر کہاں سے مل گیا؟ ان کے ذہن میں کیوں آیا کہ یہ بات کی جائے؟ کیا یہ ان کی ذہنی اختراع تھی؟ یا یہ واقعی میں رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات میں تھا، مگر انہوں نے اسکی غلط تاویل کی؟

بخاری نے حضرت عمر کے بارے میں ایک روایت اپنی صحیح، 1341/3 روایت نمبر 3467 میں درج کی ہے

عائشہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا، ابو بکر سنح میں تھے۔ عمر کھڑے ہوئے اور کہا کہ خدا کی قسم! رسول اللہ ﷺ کو موت واقع نہیں ہوئی، خدا کی قسم! مجھے کچھ نہیں ہوا سوائے اس کے کہ اللہ انہوں مبعوث کرے گا اور وہ کچھ مردوں کے ہاتھ اور ٹانگیں کاٹ دیں گے

باوجود اس کے کہ وہ دیکھ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہو چکا، وہ ان کی موت کے قائل نہ تھے، بلکہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ وہ مبعوث ہوں گے، مگر اس باری ایک کام وہ خاص طور پر کریں گے، ایک ہی کام کا عمر نے ذکر کیا، اور وہ یہ کہ کچھ لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے۔ یہ الگ بات کہ انہیں ابو بکر نے آپ ﷺ کی موت کا قائل تو کر لیا تھا، مگر مجھے کہیں یہ نہیں ملا کہ عمر نے اپنا یہ دوسرا عقیدہ بھی ختم کیا ہو

امام المہدی کی دیگر علامات

آپ کا تعلق اہل بیتؑ سے ہے۔ ابن ماجہ اپنی سنن، 1367/2 روایت نمبر 4085 پر درج کرتے ہیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ المہدیؑ ہم سے ہیں، اہل البیت، اللہ ان کی ایک رات میں اصلاح کر دے گا

البانی نے اسے صحیح جامع الصغیر و زیادتہ، 1140/2 روایت نمبر 6735 میں صحیح قرار دیا

سنن ابو داؤد، 509/2 روایت 4283 پر ہمیں یہ روایت ملتی ہے

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر اس دنیا میں صرف ایک دن بھی باقی رہ جائے، اللہ میری اہل بیتؑ سے ایک شخص کو مبعوث کرے گا جو کہ دنیا کہ ایسے عدل سے بھر دے گا جیسا کہ یہ ظلم سے بھری ہو گی

علامہ البانی اسے صحیح قرار دیتے ہیں

اسی طرح عبدالعلیم عبدالعظیم البستوی اپنی کتاب (المهدي المنتظر في ضوء الأحاديث والآثار الصحيحة وأقوال العلماء وآراء الفرق المختلفة)، ص 238 پر سند کو صحیح قرار دیتے ہیں

گویا ایک بات تو بالکل واضح ہو گئی کہ وہ اہل بیت سے ہیں۔ آخر میں اہل بیت ہی امت مسلمہ کا آخری امید بنے ہیں۔ نیز یہ کہ کوئی بھی شخص جو اہل بیت سے نہیں، وہ تو المهدیؑ بننے سے خارج ہو گیا

اور چونکہ آپ کو تعلق اہل بیت سے ہے، اس لیے آیت تطہیر (33:33) کا اطلاق بھی آپ پر ہو گا

یاد رہے کہ یہ آیت بالکل الگ نازل ہوئی تھی۔ ترمذی اپنی جامع، 351/5 روایت نمبر 3205میں اس کے نزول کے بارے میں درج کرتے ہیں

عمر بن ابی سلمہ روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت (انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل الالبیت علی و یطهرکم تطهیرا) بی بی ام سلمہ کے گھر میں نازل ہوئی، اور آپ ﷺ نے فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کو بلایا، اور ان پر چادر پھیلائی، جبکہ علیؑ ان کے پیچھے کھڑے تھے، اور ان پر بھی چادر پھیلائی، اور کہا کہ اے اللہ ! یہ میری اہل بیت ہے، ان سے الرجس کو دور کر دے، اور انہیں ایسا پاک کر دے جیسا کہ پاکی کا حق ہے۔ ام سلمہ نے کہا کہ اے اللہ کے نبیﷺ! کیا میں بھی ان میں شامل ہوں؟ آپ نے جواب دیا کہ تم اپنے مکان پر ہو، اور تم خیر پر ہو

علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیا۔

امام حاکم نے اپنی مستدرک، 158/3 روایت نمبر 4705 پر اسی موضوع پر ایک روایت نقل کی، اور اس کے بارے میں یہ حکم لگایا کہ

یہ حدیث بخاری کی شرط پر صحیح ہے

علامہ ذھبی نے بھی کہا کہ یہ بخاری کی شرط پر پوری اترتی ہے

اب ان روایات کی روشنی میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ یہ آیت الگ سے نازل ہوئی، اور بی بی ام سلمہ نے اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھا کہ ان کو ایک خصوصیت سے نوازا گیا ہے[6]۔ اسی وجہ سے انہوں نے پوچھا کہ کیا میں ان میں شامل ہوں؟ اس پر آپ ﷺ نے ایک خوبصورت جواب دیا کہ تم اپنے مکان پر کھڑی ہو، اور تم خیر پر ہو۔ تاہم انہیں چادر مبارکہ میں شامل نہیں کیا

اور یہ صرف اس مقام تک محدود نہیں کہ آپ ﷺ نے پنجتن پاک کو اھل بیت کہا، بلکہ مسلم ایک روایت اپنی صحیح، 1883/4 روایت نمبر 2424

بی بی عائشہ روایت کرتی ہیں کہ ایک بار آپ ﷺ صبح کے وقت باہر تشریف لے گئے، اور اپ ﷺ نے ایک چادر پہنی ہوئی تھی جو کہ اونٹ کے بالوں سے بنی ہوئی تھی۔امام حسن آئے، اور آپ نے انہیں اس میں داخل کر لیا۔ پھر امام حسین آئے، تو آپ نے انہیں اس

6

عربی قاعدے کے رو سے جب بھی کسی لفظ سے پہلے "ال" آ جائے تو اسے خاص بنا دیتی ہے۔ یہ اس کی وسعت کو ختم کر دیتی ہے؛ یعنی اگر ہم کتاب کہیں، تو یہ تو سب کتابوں کو اپنے دامن میں لے سکتی ہے، مگر جب الکتاب کہیں گے، تو اس سے مراد ایک خاص کتاب ہو گی۔ آیت تطھیر میں لفظ "اھل بیت" نہیں استعمال ہوا، بلکہ "اھل البیت" استعمال ہوا ہے۔ بیت سے پہلے ال کا آنا اسے خصوصیت دیتی ہے

میں شامل کر لیا۔ پھر بی بی فاطمہؑ آئیں، آپ نے انہیں شامل کر لیا۔ پھر حضرت علیؑ ائے، اور آپ نے انہیں شامل کر لیا، اور پھر آیت تطھیر کی تلاوت کی

گویا یہ بات آپ ﷺ نے بار بار لوگوں کو بتلائی، اور دو امھات المومنین کی زبانی تو ہم نے دکھلا دی

پروفیسر ڈاکٹر حکمت بن بشیر بن یاسین اپنی کتاب موسوعة الصحیح المسبور من التفسیر بالمأثور ج 4، ص 126 پر ایک روایت درج کرتے ہیں جو ہمیں یہ بتلاتی ہے کہ سلف اس روایت سے کیا مراد لیتے تھے

طبری نے حسن سند کے ساتھ قتادہ سے نقل کیا کہ (انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا) میں اہل بیت وہ ہیں کہ جنھیں اللہ نے ہر برائی سے پاک کیا، اور ان کے لیے خاص رحمت ہے

آسان الفاظ میں اہل بیت ہر برائی سے دور ہیں۔ دل مانے تو اسے معصومیت کا درجہ کہہ لیں۔

اور امام المہدی کے لیے کیا کہا؟

المہدی منا اھل البیت

گویا آپ بھی اھل البیت میں شامل ہیں

تو ان کے بارے میں کیا خیال ہے؟

چلیے اس بات کی وضاحت ہم حدیث ثقلین سے بھی کر دیتے ہیں۔ طبرانی اپنی المعجم الکبیر، 169/5 روایت نمبر 4980 پر یہ روایت درج کرتے ہیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، اللہ کی کتاب اور میری عترت و اھل بیت، اور یہ ایک دوسرے سے ہر گز جدا نہیں ہوں گی جب تک حوض پر نہ آ جائیں

مشہور محقق، شیخ شعیب الارناؤط نے اس روایت کو العواصم و القواصم، 178/1، حاشیہ نمبر 1 میں **صحیح** قرار دیا

پاکیزگی ہے کیا؟ آپ بھی تسلیم کریں گے کہ قرآن سے وابستگی۔ جس قدر آپ کی وابستگی زیادہ ہو گی، اتنی ہی پاکیزگی زیادہ ہو گی

تو جو کبھی جدا ہی نہ ہو؟ اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟

بڑی توجہ دیں اس بات پر کہ یہ جدا ہی نہیں ہوں گے

گذارش کروں کہ ایک بار پھر اس نکتے پر توجہ دیں **کہ یہ جدا ہی نہیں ہوں گے حتی کہ حوض پر پر آ جائیں۔**

تو ماننا پڑے گا کہ آج بھی جدا نہیں۔

ایک اور بات جو ہمیں امام المہدیؑ کے بارے میں پتا چلتی ہے، وہ یہ ہے کہ آپ بی بی فاطمہؑ کی اولاد میں ہیں

ابو داؤد اپنی سنن، 509/2 روایت نمبر 4284 پر یہ روایت درج کرتے ہیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ المہدی میری عترت میں ہے، اور بی بی فاطمہؑ کی اولاد میں ہے

علامہ البانی اسے صحیح قرار دیتے ہیں

اس سے بھی ہمیں معلوم پڑا کہ اگر کوئی فاطمی نہیں، تو وہ بھی المہدی نہیں ہو سکتا

اسی طرح ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ آپؑ کا تعلق اہل بیتؑ سے ہے، اور چونکہ اہل بیت کو بھی خلیفہ کہا گیا ہے، اس رو سے بھی آپؑ کی خلافت ثابت ہوتی ہے۔

البانی اپنی صحیح جامع الصغیر و زیادتہ، 482/1 روایت نمبر 2457

رسول اللہ نے فرمایا کہ میں تم میں دو خلیفہ چھوڑے جا رہا ہوں: اللہ کی کتاب جو زمین و آسمان کو جوڑنے والی رسی ہے، اور میری عترت اہل بیتؑ۔ یہ ہر گز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے حتی کہ حوض کوثر پر آ جائیں گے

البانی نے اسے صحیح قرار دیا

اس سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے کہ آپؑ پر آیت تطہیر کا اطلاق ہوتا ہے۔ آپ طاہر ہیں، اور آپ کا تعلق کسی لمحے کے لیے بھی قرآن سے نہیں منقطع ہو سکتا

المہدیؑ کی تلاش

آپ معصومین میں بارہویں ہیں

حصه اول

اسلام میں ایک خاص طرز حکومت ہے، جس کی باگ دوڑ خلیفه یا امام یا امیر کے ہاتھوں میں ہے۔ وہ اللہ و رسول ﷺ کا نمائندہ ہوتا ہے۔ آپ ﷺ کا وارث ہوتا ہے، اور اسی طرح ابراہیم خلیل اللہؑ کا بھی وارث ہوتا ہے، اور ان کی اولاد میں سے ہوتا ہے۔ یه سلسله قیامت تک کے لیے ہے

سورہ بقرہ میں اللہ نے آواز دی

و اذ ابتلی ابراہیم ربه بکلمات فاتمهن قال انی جاعلک للناس اماما قال و من ذریتی قال لا ینال عہد الظالمین

اور جب ابراہیمؑ کو اللہ نے کچھ امور میں آزمایا تو انہوں نے اسے پورا کر دیا۔ اللہ نے کہا که میں نے تمہیں لوگوں کو امام بنایا۔ انہوں نے کہا که میری اولاد کو بھی بنا دے۔ اللہ نے کہا که میرا یه عہد ظالمین کے لیے نہیں

ابن کثیر اپنی تفسیر 232/1، نیز البدایه و النہایه، 191/1 میں اس آیت کی ذیل میں لکھتے ہیں

جب آپ نے ان امور کو پورا کر دیا تو آپؑ کو لوگوں کا امام بنا دیا گیا تا که لوگ آپ کی اتباع کریں،اور آپؑ سے ہدایت لیں۔ تو آپؑ نے اللہ سے سوال کیا که اس امامت کواں کی ذریت میں متصل و باقی بنا دے۔ اور جب ان کی یه دعا قبول ہوئی جو انہوں نے مانگی

تھی، اور ان کو امامت مل گئی، تو اس میں سے ظالمین کو مستثنی کر دیا، اور اسے ان کی ذریت میں نیک علماء کے لیے مخصوص کر دیا

گویا اس سے معلوم ہوا کہ اللہ نے ابراہیمؑ کو امامت سے نوازا، اور انہوں نے اللہ سے دعا مانگی کہ اسے ان کی اولاد میں باقی رکھا جائے۔ اس دعا کو قبول کیا گیا، تاہم ظالمین کو اس سے دور کر دیا گیا۔

پروفیسر ڈاکٹر حکمت بن بشیر بن یاسین اپنی کتاب موسوعة الصحیح المسبور من التفسیر بالمأثور، ج 1، ص 229 پر یہ روایت درج کرتے ہیں

طبری نے صحیح سند کے ساتھ مجاہد سے روایت کی ہے کہ (اللہ نے کہا کہ میرا یہ عہد ظالمین کے لیے نہیں) مجاہد نے کہا کہ میں کسی ظالم کو امام نہیں بناؤں گا

ظلم کیا ہے؟ اللہ نے قرآن میں کہا کہ جو بھی اللہ کے حدود کی خلاف ورزی کرے گا، وہ ظالم ہے۔ آسان الفاظ میں اگر کوئی گناہ بھی کرتا ہے تو یہ بھی وہ خود پر ظلم کر رہا ہے، اور اس پر ظالم کا اطلاق ہوتا ہے[7]

---

[7]
از مترجم

اس لفظ ظلم کی وضاحت ضروری ہے۔ یاد رکھیے گا کہ اس لفظ کا بنیادی مطلب یہ ہے کہ جو کسی چیز کا مقام ہے، اسے اس پر نہ رکھا جائے۔ ابن منظور اپنی لسان العرب، 373/12 پر یوں لکھتے ہیں

.ظلم: الظُّلْمُ: وَضْع الشَّيْءِ فِي غَيْرِ موضِعه
الظلم یہ ہے کہ کسی شے کو اس کے مقام پر نہ رکھا جائے۔

سورہ طلاق کے آغاز میں اللہ نے فرمایا

یعنی فرض کریں کہ آپ کوئی سستی سے ٹوپی خرید لیں، اور ایک مہنگا جوتا خرید لیں، تو سستے ہونے کے بنا پر آپ ٹوپی کو پاؤں میں نہیں پہن سکتے، اور جوتے سر پر نہیں رکھ سکتے۔ اگر یہ کریں تو یہ ظلم ہو گا۔

اسی طرح ایک دوسری جماعت کے طالبعلم کو آٹھویں میں بٹھا دیں، یا پھر آٹھویں کے طالبعلم کو دوسری میں بٹھا دیں، تو یہ ظلم ہے۔

گویا ہر کام کو کرنے کا ایک اچھا طریقہ ہے، اس کا ایک خاص مقام ہے، اسے اسی طرح کرنا ہے، وگرنہ ظلم ہو جائے گا۔

اہل سنت کی روایات میں سے ایک روایت دیکھ لیں۔ سنن ابی داؤد، اردو ترجمہ، 172-171/1 روایت نمبر 135 پر موجود ایک روایت ہے، وضو سے متعلق، جس کا جزو یہ ہے کہ

فَمَنْ زَادَ أَوْ نَقَص فَقَدْ أساءَ وظَلَمَ
جس نے اس وضو میں اضافہ کیا، یا کمی کی، اس نے برا کیا اور ظلم کیا۔

اس روایت کی سند کو شیخ زبیر علی زئی نے حسن قرار دیا۔ شیخ البانی کے مطابق یہ حسن صحیح ہے۔

اب اس جملے کی وضاحت لسان العرب میں ابن منظور نے یوں کی

فَمَنْ زَادَ أَوْ نَقَصَ فَقَدْ أَسَاءَ وظَلَمَ
أَيْ أَساءَ الأَدبَ بتَرْكِه السُّنَّةَ والتَّأَدُّبَ بأَدَبِ الشَّرْعِ، وظَلَمَ نفْسه بِمَا نَقَصَها مِنَ الثَّوَابِ

یعنی اس نے برا کیا کیونکہ اس نے سنت کو ترک کیا، اور شریعت کا ادب نہیں کیا، اور اپنے نفس پر ظلم کیا اپنا ثواب کم کر کے

ابن اثیر نے بھی یہی الفاظ اپنی النہایہ فی غریب الحدیث و الاثر، 161/3 میں درج کیے ہیں

قرآن میں بھی حضرت یونسؑ کے واقعے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ظالمین کا لفظ ان تک کے لیے استعمال کیا گیا کہ جنہوں نے ترک اولی کیا ہو۔ یعنی ایک نبی ہوتے ہوئے انہوں نے کہا (لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ)۔ اسی طرح حضرت آدمؑ کا یہ کہنا (رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا)اس سے ہی اندازہ کر لیں کہ جو امامت کے عہدے پر فائز ہو گیا، وہ کس منزلت کا اہل ہو گا جبکہ وہ ظالم نہیں ہو سکتا

وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ

اور جو اللہ کی حدوں سے بڑھا تو اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا

اسی طرح سورہ بقرہ کی 229 آیت میں آواز دی

وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ

اورجو اللہ کی حدوں سے تجاوز کرے گا سو وہی ظالم ہیں

یعنی یہ عہدہ امامت کسی گناہگار کو نہیں ملے گی، بلکہ اگر کوئی گناہگار آپ کو امامت کا دعوی کرتا ملے، ادھر ہی سمجھ لیں کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے

ایک اہم نکتہ یہاں پر یہ بھی ہے کہ ابراہیمؑ کے پاس کسی قسم کی فوجی یا سیاسی قوت نہیں تھی۔ مگر اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ وہ امام نہیں تھے۔

یعنی اگر کوئی امام ہے، مگر لوگ اس کی بیعت نہیں کر رہے تو اس سے اس کی امامت پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ پھر بھی امام رہتا ہے

اور یہ بات صرف ابراہیمؑ تک محدود نہیں۔ سورہ انبیاء کی آیت 72 اور73 میں ہمیں ملتا ہے

وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً ۖ وَكُلًّا جَعَلْنَا صَالِحِينَ .72

اور ہم نے اسے اسحاق بخشا اور انعام میں یعقوب دیا اور سب کونیک بخت کیا

وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ ۖ وَكَانُوا لَنَا عَابِدِينَ **73.**

اورہم نے انہیں امام بنایا جو ہمارے حکم سے رہنمائی کیا کرتے تھے اور ہم نے انہیں اچھے کام کرنے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا تھا اور وہ ہماری ہی بندگی کیا کرتے تھے

ان میں نہ تو اسحاقؑ نے حکومت کی اور نہ ہی یعقوبؑ نے۔ بالکل ابراہیمؑ کی طرح

تاہم یہ امامت ابراہیمؑ کی ذریت میں باقی رہی، اور ظاہر ہے کہ اسے آج بھی رہنا چاہیے۔

ہم یہ بھی اب اچھی طرح جانتے ہیں کہ خلافت ہمیشہ قریش میں رہے گی۔ بخاری اپنی صحیح، 1290/3 روایت نمبر 3310 اور 2612/6 روایت نمبر 6712 پر یہ روایت درج کرتے ہیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ امر خلافت قریش سے نہیں جائے گی حتی کہ ان میں دو باقی رہ جائیں

اب ظاہر ہے قریش آج بھی موجود ہیں۔

اسی طرح مسند احمد، 364/2 روایت نمبر 8746 میں یہ روایت ملتی ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بادشاہت قریش میں رہے گی

شیخ البانی نے اس سند کو صحیح قرار دیا ۔ ملاحظہ ہو سلسلہ صحیحیہ، 72/3 روایت نمبر 1084

اب جو امام ہے، وہی خلیفہ ہے، وہی بادشاہ ہے

احمد بن حنبل اپنی مسند 96/5 روایت نمبر 20944 میں یہ روایت بھی درج کرتے ہیں

جابر بن سمرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے عرفات کے مقام پر خطاب کیا اور کہا کہ یہ امر قطعی طور پر نہیں جائے گی قوت و طاقت سے جو بھی اس کی مخالفت کر لے حتی کہ 12 لوگ حکومت کر لیں جو کہ سارے----

جابر کہتے ہیں کہ پھر میں نہیں سمجھ سکا تو میں نے اپنے والد سے پوچھا، اور انہوں نے جواب دیا کہ

جو کہ سارے قریش میں سے ہوں گے[8]

---

[8]

از مترجم

ابو داؤد نے اپنی سنن، 106/4 پر **کتاب المہدیؑ** کے نام سے ایک باب باندھا ہے۔ اور اس میں پہلی تین روایات، یعنی نمبر 4279،4280 اور 4281 اسی خلفائے اثنا عشر (یعنی 12 خلفاء) سے متعلق ہیں۔ یعنی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ 12 خلفاء ہوں گے۔ شیخ البانی نے تینوں کو ہی صحیح قرار دیا۔ سوال یہ ہے کہ ابو داؤد باب باندھ رہے ہیں "کتاب المہدیؑ" کے نام سے اور روایت پیش کر رہے ہیں خلفائے اثنا عشر کی، تو پھر اس کا تعلق کیا ہوا؟ وہ کہنا کیا چاہ رہے ہیں؟ اس سوال کا جواب جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب الحاوی للفتاوی،85/2؛طبع دار الکتب علمیہ میں یوں دیا

فاشار بذلک الی ما قالہ العلما ان المہدی احد الاثنی عشر

شیخ شعیب الارناؤط نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا

اسی طرح مسند احمد، 106/5 روایت نمبر 21051 میں یہ روایت ملتی ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس امت میں 12 خلیفہ ہوں گے

شیخ شعیب نے اس حدیث کو بھی صحیح قرار دیا

گویا کل خلفاء کی تعداد 12 ہے۔ اس سے زائد نہیں

اور انہی میں ایک المہدیؑ ہیں۔ ابو داؤد اپنی سنن، 509/2 روایت نمبر 4285 پر درج کرتے ہیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ المہدی مجھے سے ہیں، کشادہ پیشانی اور پتلی ناک کے حامل، وہ زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دیں گے جیسا کہ وہ ظلم سے بھری ہو گی۔ وہ 7 سال حکومت کریں گے

علامہ البانی اس روایت کو حسن قرار دیتے ہیں

یعنی ابو داود نے اس سے اشارہ کیا ھے علما کے اس قول کی جانب کہ مہدی ۱۲ میں سے ایک ھیں -----

اس کی تائید میں ایک روایت حاکم اپنی مستدرک، 601/4 روایت نمبر 8673 پر درج کرتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ المہدیؑ اس امت کے آخری زمانے میں آئے گا۔ اللہ اسے بارشیں عطا کرے گا اور زمین اپنی نباتات دے گی۔ وہ مال کو صحیح طریقے سے تقسیم کرے گا۔ اشیا کی فراوانی ہو گی اور یہ امت عظمت حاصل کر لے گی۔ وہ 7 یا 8 حج دیکھے گا

حاکم کہتے ہیں کہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

علامہ ذھبی نے بھی اسے صحیح کہا۔

بستوی صاحب بھی المہدی المنتظر، ص 165 پر سند کو صحیح درج کرتے ہیں

نیز علامہ البانی نے بھی اسے سلسلہ صحیحیہ، 328/2 روایت نمبر 711 پر درج کیا اور اسے صحیح سند قرار دیا

شیخ محمد بن صالح العثمین اپنی کتاب شرح العقیدہ السفارینیة، صفحہ 450-451 پر درج کرتے ہیں

ان کا قول کہ (ان میں سے): یہ اس کی شرائط میں ہے

ان کا قول کہ (آخری فصیح امام) یہ ان کے وقت کے شرائط میں سے ہے۔ امام یعنی وہ جو لوگوں کی قیادت کرے، نہ صرف نماز میں بلکہ اقتدار میں۔ وہ ان کا عظیم امام ہو گا جیسا کہ خلیفہ

یہ قول کہ الخاتم، کس کا خاتم یعنی آخری؟ آخری ائمہ میں کیونکہ ان کے بعد کوئی امام نہیں ہو گا تو وہ خاتم الائمہ ہوئے۔ اور ان کے نام کے بارے میں ہے کہ محمد ہو گا، اور ان کا لقب المہدی ہے، یعنی جس کو اللہ نے ہدایت دی۔ یہ المہدیؑ آخری زمانے میں مبعوث ہو گا جب زمین ظلم و ستم سے بھر جائے گی، اور حق کو بھلا دیا جائے گا۔ اور مظلوم ظالم کے لیے ایک لقمہ بن جائے گا، اور ہر سو انتشار پھیل جائے گا۔ تب اللہ اس مرد کو مبعوث کرے گا امام کے طور پر جو کہ مخلوق کی اصلاح کرے گا اور حق کو آشکارہ کرے گا

یعنی امام المہدیؑ خاتم الائمہ ہیں، اور یہ بات ہمیں معلوم ہے کہ کل امام ہوں گے ہی 12۔ وہ مخلوق کی اصلاح کریں گے، حق کو آشکارہ کریں گے، اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے

المہدیؑ کی تلاش

آپ معصومین میں بارہویں ہیں

حصه دوئم

امامت من جانب اللہ ہے، اور اللہ نے ابراہیمؑ کی ذریت میں ان کے لیے امامت کا عہد کیا ہے که جنہوں نے ظلم نه کیا ہو۔ اس بارے میں ہم پہلے یه واضح کر چکے ہیں که گناہ کرنا بھی ظلم میں ہے۔ اور اسی کی طرف اہل سنت کے مفسر، فخر الدین رازی نے اپنی کتاب عصمت الانبیاء ، ص 14 میں اشارہ کیا

اور اللہ کا یه قول (میرا یه عہد ظالمین کے لیے نہیں) تو جو بھی گناہ کی طرف قدم بڑھاتا ہے، وہ اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے[9]

---

[9]

از مترجم:-

یاد رہے کہ اس آیت سے کئی علمائے اہل سنت نے عصمت پر دلیل پکڑی ہے۔ مثال کے طور پر

رازی اپنی تفسیر، 48/4 میں لکھتے ھیں

المسألة السادسة: الآية تدل على عصمة الأنبياء من وجهين. الأول: أنه قد ثبت أن المراد من هذا العهد: الإمامة. ولا شك أن كل نبي إمام، فإن الإمام هو الذي يؤتم به، والنبي أولى الناس، وإذا دلت الآية على أن الإمام لا يكون فاسقاً، فبأن تدل على أن الرسول لا يجوز أن يكون فاسقاً فاعلاً للذنب والمعصية أولى. الثاني: قال: { لاَ يَنَالُ عَهْدِي ٱلظَّـٰلِمِينَ } فهذا العهد إن كان هو النبوة؛ وجب أن تكون لا ينالها أحد من الظالمين وإن كان هو الإمامة، فكذلك لأن كل نبي لا بد وأن يكون إماماً يؤتم به، وكل فاسق ظالم لنفسه فوجب أن لا تحصل النبوة لأحد من الفاسقين

چھٹا مسئلہ: یہ آیت دلیل ھے انبیا کی عصمت پر2 وجہ سے ۔ پہلا یہ کہ یہ ثابت ھے کہ اس عہد سے مراد امامت ھے، اور اس میں شک نہیں کہ ہر نبی امام ہوتا ھے، اور امام وہ ہوتا ھے کہ جس میں

گویا اللہ امامت ان کو عطا کرتا ہے جو گناہ کی طرف قدم نہیں بڑھاتے۔

یہ بھی واضح ہے کہ امامت میں بادشاہت (عربی میں لفظ **ملک** کا استعمال ہوتا ہے) بھی شامل ہے جیسا کہ قرآن میں اللہ نے سورہ نساء ایت 54 میں فرمایا کہ

فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُمْ مُلْكًا عَظِيمًاا

یقینی طور پر ہم نے تو ابراھیم کی اولاد کو کتاب اور حکمت ادا کی ہے اور ان کوہم نے بڑی بادشاہی دی ہے

یہ اکٹھے ہوں، اور نبی سب لوگوں سے افضل ہوتا ھے، اور اس آیت میں دلیل ھے کہ امام فاسق نہیں ہو سکتا، تو پھر اس میں اولی دلیل ھے کہ رسول کے لیے جائز نہیں کہ وہ فاسق ہو اور گناہ اور معصیت پر عمل کرتا ہو-----------------------------اور ہر فاسق اپنی نفس کے لیے ظالم ہوتا ھے، اس لیے واجب ھے کہ کسی فاسق نے کبھی بھی نبوت حاصل نہیں کی ---

بیضاوي نے بھی اس سے عصمت انبیاء پر دلیل پکڑی، نیز انہوں نے کہا کہ اس آیت سے یہ بھی ثابت ھے کہ فاسق امامت کے اھل نہیں۔ وہ اپنی تفسیر، 398/1 پر یوں رقم طراز ہیں

وتنبيه على أنه قد يكون من ذريته ظلمة، وأنهم لا ينالون الإمامة لأنها أمانة من الله تعالى وعهد، والظالم لا يصلح لها، وإنما ينالها البررة الأتقياء منهم. وفيه دليل على عصمة الأنبياء من الكبائر قبل البعثة، وأن الفاسق لا يصلح للإمامة

اور اس میں تنبیہ ھے کہ ان کی ذریت میں ظالم بھی آئیں گے، مگر امامت ان تک نہیں جائے گی، کیونکہ امامت اللہ کی جانب سے ایک امانت اور عہد ھے، اور ظالم اس کے لائق نہیں، اور کوئی شک نہیں کہ یہ ان کے متقی اولاد کے پاس جائے گی۔ اور اس میں دلیل ھے انبیاء کی عصمت پر گناھان کبیرہ پر بیعثت سے پہلے، اور فاسق امامت کے لائق نہیں ---- (۱۰)۔

ان کے علاوہ اس آیت سے عصمت انبیا پر دلیل لانے والوں میں صاحب تفسیر ضیاءالقرآن (۹۲/۱) بھی شامل ہیں۔

اس آیت کے متعلمق شیعه مصادر میں ایک مستند روایت شیخ کلینی نے الکافی 206/1 روایت نمبر 5 میں پیش کی ہے

برید العجلی نے امام ابو جعفر علیه السلام سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا تو امام عالی مقام نے جواب دیا: الله نے ان میں سے رسول، انبیاء اور ائمه بنا ئے، تو پھر یه کیسے آل ابراہیمؑ کا تو اقرار کرتے ہیں اور آل محمد کا انکار کرتے ہیں؟ راوی نے سوال کیا که (ہم نے انہیں ملک عظیم عطا کیا)۔ امام نے جواب دیا که الملک العظیم یه ہے که ان میں امام بنائے جن کی اطاعت الله کی اطاعت ہے، اور ان کی نافرمانی الله کی نافرمانی ہے، اور یه الملک العظیم ہے

علامه مجلسی نے اس روایت کو مراۃ العقول، 412/2 میں حسن قرار دیا جبکه علامه سید صادق روحانی نے اس روایت کو فقه الصادق، 157/16 میں صحیح قرار دیا

سید صادق روحانی اس موقع پر فرما تے ہیں

الملک بادشاہت ہے۔ الله نے انہیں امام بنایا تاکه ان کی اطاعت ہو، اور ان کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا، صاحب ملک عظیم ایک اصطلاح ہے مطلق حکومت کے لیے جیسا که واضح ہے

اسی طرح حضرت داؤد کے بارے میں الله نے 38:36 میں ارشاد فرمایا که

اے داؤد! ہم نے اپ کو زمین میں خلیفه بنایا تاکه آپ لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصله کر سکیں

اور اسی طرح سورہ ص کی آیت 20 میں فرمایا

وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ

اورہم نے اس کی سلطنت کو مضبوھ کر دیا تھا اور ہم نے اسے نبوت دی (تھی اور مقدمات کے فیصلے کرنے کا سلیقه (دیا تھا

اور سورہ نمل کی آیت 16 میں اللہ نے بتلایا که سلیمانؑ حضرت داؤد کے وارث ہیں۔ یاد رہے که یه مملکت انہیں وراثت میں ملی جیسا که اہل سنت کے جید مفسرین نے تسلیم کیا۔ مثال کے طور پر طبری اپنی تفسیر جامع البیان، 172/19میں کہتے ہیں

اللہ نے کہا، اور سلیمان اپنے والد کے وارث ہوئے اس علم میں جو اللہ نے انہیں ان کی زندگی میں عطا کیا تھا، اور اس ملک که جو انہیں خاص طور پر عطا ہوا تھا ان کی قوم پر

اسی طرح ابن کثیر البدایه و النهایه، 22/2 پر تحریر کرتے ہیں

یه وراثت نبوت اور ملک میں تھی

ابن جوزی اپنی زاد المسیر فی علم التفسیر، 60/6 میں اس حوالے سے درج کرتے ہیں

یه وراثت ان کے نبوت، علم اور ملک میں تھی

اس سے ہمیں پتہ چلا کہ خلافت وراثت میں چلی ہے۔ اللہ اپنی خلافت و ملک کو خاص نسل میں رکھ سکتا ہے، ہاں کچھ حالات میں اس میں استثنی بھی ہو سکتا ہے

اس موقع پر ایک بات کی وضاحت ضروری ہے کہ کچھ لوگوں کا یہ خیال ہوتا ہے کہ اسے خاندانی وراثت کے طور پر نہیں ہونا چاہیے۔ کئی سارے سنی حضرات بھی آل سعود کے اس وجہ سے خلاف ہیں کہ یہ تو وراثت میں ایک دوسرے کو بادشاہ بنا دیتے ہیں

یاد رکھیے گا کہ یہ نظام بذات خود غلط نہیں۔ اللہ نے بھی خود کا الملک الحق کہا ہے۔ قرآن میں سورہ مومنون میں آیت 116 میں اللہ ارشاد فرماتا ہے

فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ

سو اللہ بہت ہی عالیشان ہے جو حقیقی بادشاہ ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں عرش عظیم کا مالک ہے

اور اللہ نے اپنے خاص بندوں کو بھی بادشاہت/ملک سے نوازا ہے ۔ مثال کے طور پر قرآن میں سورہ بقرہ آیت 247 میں فرمایا

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا

ان کے نبی نے ان سے کہا بے شک اللہ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ مقرر فرمایا ہے

اسی طرح سورہ بقرہ آیت 251 میں فرمایا

داؤد نے جالوت کو قتل کیا اور اللہ نے اسے الملک/بادشاہت عطا کی

اس کے علاوہ بھی آیات موجود ہیں، مگر کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس نظام کا قرآن میں ذکر موجود ہے۔ یہ نہیں ہے کہ یہ کوئی غیر اسلامی نظام ہے[10]

دوبارہ اسی آیت کے طرف چلیں تو اس میں واضح ملتا ہے کہ اللہ نے آل ابراہیم کو بادشاہت عطا کی۔ اور اہل سنت کی مستند روایات اس بات پر شاہد ہیں کہ اللہ نے ویسی ہی نعمت و برکت سے نوازا

بخاری اپنی صحیح، 1233/3 روایت نمبر 3190 پر ایک روایت درج کرتے ہیں

عبدالرحمن بن ابی لیلی کہتے ہیں کہ میں کعب بن عجرۃ سے ملا تو اسے کہا کہ کیا میں تمہیں ایک ہدیہ نہ دے دوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ بالکل ہدیہ دو۔ میں نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آپ کی اہل بیت پر درود کیسے بھیجا جائے جبکہ ہمیں یہ تو اللہ نے بتایا ہے کہ ان پر سلام کیسے بھیجا جائے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ تم کہو

"اے اللہ! آپ درود بھیجیں محمد و آل محمد پر جیسا کہ آپ نے درود بھیجا ابراہیم و آل ابراہیم پر۔ آپ ہی حمید و مجید ہیں۔ اے اللہ ! آپ برکتیں نازل کریں محمد و آل محمد پر اسی طرح جیسا کہ آپ نے برکتیں نازل کی ابراہیم و آل ابراہیم پر۔ بے شک آپ حمید و مجید ہیں"

---

[10] از مولف:- یہاں پر اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ یہ نظام بذات خود ممنوع نہیں۔ ہاں اس کے صحیح ہونے کے لیے کچھ شرائط ہیں جیسے نماز کے صحیح ہونے کے لیے بھی شرائط ہوتی ہیں۔ ہم نے قرآن کی آیات میں دیکھا، اور اسی طرح جو روایت ہم نے الکافی سے پیش کی، کہ جو بادشاہت اللہ نے آل ابراہیمؑ اور آل محمد کو عطا کی تھی، وہ اس کی جانب سے عطا تھی، نہ کہ خود قبضہ کیا گیا ہو۔ اس لیے کسی بھی بادشاہت کے صحیح ہونے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ کی عطا کردہ ہو۔ اگر ایسا نہیں ہے تو وہ اسلامی نہیں۔ کیونکہ اللہ اپنی سنت تبدیل نہیں کرتا

گویا اللہ نے آل محمد پر ویسی ہی برکت نازل کرنی ہے کہ جیسے آل ابراہیم پر نازل کیں

ابن ابی شیبہ نے بھی ایک روایت اپنی مسند، 108/1 پر درج کی ہے

زید بن ثابت مرفوع انداز میں بیان کرتے ہیں کہ

میں تم میں دو کامل خلیفہ چھوڑے جا رہا ہوں: اللہ کی کتاب اور میری عترت، اور یہ ہر گز جدا نہیں ہوں گے حتی کہ الحوض پر آ جائیں

اس کتاب کے محققین اس پر حکم لگا تے ہیں

یہ حدیث صحیح ہے اور اس کے شواہد موجود ہیں

اس روایت میں سب سے اہم نکتہ یہ ہے کہ یہ دونوں قطعی طور پر ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے۔ یہ عصمت پر دلیل ہے اور یہ اس وقت تک کے لیے ہے کہ جب یہ حوض کوثر پر پہنچیں گے۔ یعنی رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے لے کر قیامت تک

اہلسنت کے عالم، ابن ابی عاصم نے بھی اسی طرح کی ایک روایت کو اپنی کتاب السنة ، تحقیق البانی، ج 2، ص 350-351 پر نقل کیا ہے جس میں کتاب اللہ اور عترت اہل بیتؑ کو خلیفہ کہا گیا ہے، اور یہ واضح کیا گیا ہے کہ یہ جدا نہیں ہوں گے حتی کہ حوض کوثر پر آ جائیں گے

ان کے کتاب کی تحقیق و تخریج شیخ ناصر الدین البانی نے کی ہے اور وہ بھی کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے

اور پہلے خلیفه امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ تھے

ابن ابی عاصم نے اس سے بھی زیادہ واضح روایت درج کی ہے۔ ملاحظه ہو، کتاب السنة، 565/2

ابن عباس رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں که آپ ﷺ نے فرمایا که اے علیؑ! تمہیں مجھ سے وہی نسبت ہے جو که ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی سوائے اس کے که میرے بعد کوئی نبی نہیں، اور تم میرے بعد تمام/کل مومنین کے خلیفه ہو

شیخ البانی اس مقام پر سند کے بارے میں حکم لگاتے ہیں

اسناده حسن

یه سند حسن ہے

یاد رہے که اس کتاب کی تحقیق ڈاکٹر باسم بن فیصل الجوابره نے بھی کی ہے۔ اور انہوں نے بھی سند کو حسن قرار دیا۔ ملاحظه ہو ان کی تحقیق، 799/1-800

اسی سند کے بارے میں امام حاکم اپنی مستدرک، 143/3 روایت نمبر 4652 پر درج کرتے ہیں که یه صحیح سند ہے۔ اور علامه ذھبی بھی اسے صحیح قرار دیتے ہیں

شیخ احمد شاکر بھی اسی سند کے بارے میں صحیح ہونے کا حکم لگاتے ہیں۔ ملاحظه ہو ان کی مسند احمد پر تحقیق، 331/1 روایت نمبر 3062

امام احمد بن ابو بکر البوصیری بھی اتحاف الخیرۃ المھرہ، 184/7 روایت نمبر 6630 پر اس سند کو صحیح قرار دیتے ہیں

اور بارہویں خلیفہ امام المھدیؑ ہیں۔ اس لیے اگر ہم نے امام المھدیؑ کو تلاش کرنا ہے تو مندرجہ زیل خصوصیات ہونی چاہیں

1) وہ اہل بیت سے ہوں، آل محمد ہوں، فاطمی ہوں
2) ان کا نام محمد ہو
3) وہ بارہویں خلیفہ ہوں
4) وہ قرآن سے ایک لمحے کے لیے بھی جدا نہ ہوں
5) وہ آیت تطہیر کا مصداق ہوں، اور عصمت کے حامل ہوں
6) وہ من جانب اللہ ہوں

اگر کوئی ان شرائط پر پورا نہیں اتر رہا، تو سمجھ جائیں کہ وہ دھوکے باز ہے

اہل سنت کا سایے کا تعقب کرنا

کیا وہ غار میں پوشیدہ ہیں؟

اگر ابھی تک آپ نے غور کیا ہو تو ہم نے صرف اہل سنت کی روایات پیش کی ہیں۔ صرف ایک روایت اہل تشیع کے کتاب سے نقل کی، مگر وہ امام المہدیؑ کے حوالے سے نہیں ہے۔

اور جو شرائط ہم نے امام المہدیؑ کے حوالے سے دیں، وہ سب اہل سنت کی کتب سے ہیں، اور ہم نے ان کی اسناد کے بارے میں بھی بات کی کہ وہ معتبر ہیں۔

مگر آپ ایک لمحے کے لیے دوبارہ شرائط پڑھو، اور کسی سنی بھائی سے پوچھو کہ بھائی اس کے بارے میں کیا خیال ہے، تو اسے لگے گا کہ جیسے یہ کوئی شیعہ عقیدہ پیش کیا جا رہا ہو۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ ان شرائط کو اگر صحیح معنوں میں کوئی پورا کرتا ہے، تو وہ وہی امام المنتظرؑ ہیں جو امام حسن العسکریؑ کے فرزند ہیں۔ وہی اہل بیت و آل محمد سے ہیں، وہ فاطمی ہیں، وہی بارہویں ہیں، وہی ان شرائط پر پورا اترتے ہیں۔

اس وجہ سے علمائے اہل سنت نے کوشش یہ کی کہ کسی طرح ان کو متنازع بنایا جائے۔ ابن تیمیہ یہ اعتراض کرتے نظر آتے ہیں اپنی منہاج السنة، 4/87-88 میں

محمد بن جریر طبری اور عبدالباقی بن قانع وغیرہ جو کہ انساب و تاریخ کا علم رکھتے تھے، انہوں نے ذکر کیا کہ الحسن بن علی العسکری نے کوئی نسل نہیں چھوڑی اور نہ ہی ان کے پیچھے کوئی بچا۔ اور امامیہ جو یہ گمان کرتے ہیں کہ ان کا بیٹا تھا، اور وہ یہ دعوی کرتے ہیں کہ وہ سامرا میں ایک غار میں چلا گیا، اور وہ چھوٹی عمر کے تھے۔ ان میں کچھ نے کہا کہ دو سال کے تھے، کچھ نے کہا کہ تین سال کے اور کچھ نے پانچ سال کا کہا

علامه ذهبی نے بھی سیر اعلام نبلاء، 13/ 121-122 میں کچھ اسی طرح کی بات کی ہے

کہتے ہیں

میں کہتا ہوں: وہ شیعه یه گمان کرتے ہیں که محمد اپنے والد کے گھر میں ایک غار میں داخل ہوئے، اور ان کی ماں انہیں دیکھ رہی تھی۔ اور وہ اس وقت تک وہاں سے باہر نہیں آئے۔ وہ اس وقت نو سال کے تھے، اور کچھ نے دوسری عمر لکھی----------- اور وہ زندہ ہیں، ہم اللہ سے عقل کے اس زوال سے پناہ مانگتے ہیں-------- اور جنہوں نے کہا که امام حسن عسکری نے کسی کو بھی باقی نہیں چھوڑا، ان میں محمد بن جریر طبری اور یحیی بن صاعد شامل ہیں، اور یه معرفت و وثاقت کے حوالے سے کافی ہیں

مگر اس سے زیادہ دل چسپ بات یه ہے که علامه ذہبی نے طبری وغیرہ کے قول کو زیادہ اہمیت نہیں دی بلکه اپنی کتاب تاریخ اسلام، 15/20 پر 265 هجری کے واقعات بیان کرتے ہوئے انہوں نے ان لوگوں کے نام تحریر کیے جن کا اس سال انتقال ہوا تھا۔ اور اس میں انہوں نے محمد بن الحسن العسکری کا نام بھی درج کیا

بلکه ان کے الفاظ ہیں

محمد بن الحسن العسکری من الاثنی عشر

یعنی محمد بن حسن عسکری جو کے بارہ میں سے تھے

اب انہوں نے کیوں طبری کے قول کو اہمیت نہیں دی؟ شاید اس وجه سے که طبری خود تو اس کے عینی شاہد نہیں تھے۔

مگر یہ تو ہے کہ انہوں نے تسلیم کیا کہ امام حسن العسکریؑ کا بیٹا تھا، جس کا نام محمد تھا۔ یہ الگ بات کہ انہوں نے یہ دعوی کر لیا کہ ان کا انتقال ہو چکا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا انہوں نے خود دیکھا کہ ان کا انتقال ہوا؟ آخر ان کے اس قول کی دلیل کیا ہے؟ کیا وہ یہ جانتے ہیں کہ ان کا انتقال کیسے ہوا؟۔ وہ خود ہی ایک اور کتاب میں درج کرتے ہیں

اور جہاں تک ان کے (یعنی امام حسن العسکریؑ) بیٹے کا سوال ہے ، کہ جس کے متعلق رافضہ یہ دعوی کرتے ہیں کہ وہ القائم الخلف الحجة ہے، وہ سنة 258 ھجری میں پیدا ہوئے، اور کچھ نے کہا کہ سنة 256 ھجری میں پیدا ہوئے۔ وہ اپنے والد کے بعد دو سال زندہ رہے، اور یہ معلوم نہیں کہ ان کا انتقال کیسے ہوا۔ ان کی والدہ کنیز تھیں

ملاحظہ ہو تاریخ الاسلام از علامہ ذھبی، 113/19

کمال یہ ہے کہ کسی کو نہیں پتہ کہ ان اک انتقال کیسے ہوا، بس ایک نعرہ لگا دیا کہ انتقال ہو گیا۔

شیعہ مصادر میں، مثال کے طور پر الکافی، 328/1 میں ایک مستند روایت[11] موجود ہے کہ جو اس بات پر دلیل ہے کہ ان کا بیٹا پیدا ہوا تھا۔

ابو ہاشم الجعفری نے امام حسن عسکریؑ سے کہا کہ آپ کی جلالت مجھے منع کرتی ہے کہ میں آپؑ سے سوال کروں، اگر آپؑ اجازت دیں تو پوچھ لوں؟ آپؑ نے جواب دیا کہ پوچھو۔ سوال کیا: اے سیدا! کیا آپ کا بیٹا ہے؟ جواب دیا کہ ہاں۔ پوچھا: اگر آپؑ کو کچھ ہو جائے تو میں کہاں پتہ کروں؟ جواب دیا کہ مدینہ میں

---

[11] مراۃ العقول، ج 4، ص 2 میں علامہ مجلسی نے اسے صحیح قرار دیا۔ نیز الحاج محمد زکریا نے الصحیح و المعتبر من اخبار الحجۃ المنتظر، ص 24 پر اس سند کو صحیح قرار دیا

یاد رہے کہ شیعہ مصادر سے یہ بھی ثابت ہے کہ امام العسکریؑ کے اصحاب امام القائمؑ سے ملے بھی۔ شیخ صدوق ایک معتبر روایت[12] اپنی کتاب کمال الدین و تمام النعمة، ص 384، باب 38 روایت نمبر 1 میں درج کرتے ہیں۔ اور اس میں یہ موجود ہے کہ امام نے اپنے صحابی، احمد بن اسحاق بن سعد الاشعری سے انہیں ملایا بھی۔ اس میں ایک جملہ ملتا ہے کہ امام عالی مقام نے فرمایا

اے احمد بن اسحاق! اگر تمہاری عزت اللہ اور اس کے حجتوں کے سامنے نہ ہوتی، تو میں اپنا فرزند تمہارے سامنے نہ لاتا۔ اس کا نام اور کنیت رسول اللہ ﷺ کے نام اور کنیت پر ہے۔ یہ زمین کو عدل و انصاف سے ویسے بھر دے گا جیسے کہ یہ ظلم و ستم سے بھری ہو گی

یاد رہے کہ شیعہ کتب میں بارہ ائمہ کے بارے میں کئی روایات ہیں، جن میں مولا علیؑ کو پہلا اور امام المہدیؑ کو آخری امام کہا گیا ہے۔ مثال کے طور پر شیخ صدوق عیون اخبار الرضا، 2/66-67 پر ایک معتبر روایت[13] درج کرتے ہیں

امام حسینؑ مولا علیؑ سے روایت کرتے ہیں کہ مولا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بتایا کہ ان کے بعد 12 امام ہیں جن میں میں پہلا اور امام المہدیؑ آخری ہوں گے۔ اور ان کے ہاتھوں اللہ مشرق و مغرب فتح کروائے گا

---

[12] شیخ زکریا نے اس روایت کو بھی اپنی کتاب الصحیح و المعتبر من اخبار الحجۃ المنتظر، ص 27-29، روایت نمبر 19 میں معتبر قرار دیا

[13] شیخ زکریا نے اس روایت کو بھی اپنی کتاب الصحیح و المعتبر من اخبار الحجۃ المنتظر، ص 17، روایت نمبر 7 میں معتبر قرار دیا

اسی طرح شیخ صدوق نے عیون اخبار الرضا، 60/2 میں ایک معتبر روایت[14] نقل کی کہ جس میں مولا علیؑ حدیث ثقلین میں موجود "عترت" کی وضاحت کرتے ہیں۔جب اس لفظ کو پوچھا گیا کہ حدیث ثقلین میں موجود اس لفظ سے کون مراد ہیں، تو مولا فرماتے ہیں

میں، حسن، حسین اور حسین کی اولاد میں 9 امام، اور نواں مہدی اور قائمؑ ہے۔ نہ یہ قرآن سے جدا ہوتے ہیں اور نہ ہی قرآن ان سے جدا ہوتا ہے حتی کہ یہ حوض کوثر پر پہنچ جائیں گے

اس سے یہ تو واضح ہے کہ فریقین کی کتب میں یہ بات موجود ہے کہ امام المہدیؑ نے آنا ہے، اور وہ آل محمد میں ہوں گے، اور بارہویں نمبر پر ہوں گے۔ آج کے سنی مولوی جو مرضی کہانیاں گھڑیں کہ یہ 12 خلفاء کون ہیں، مگر اس زمانے کے خلفاء کو بہر حال یہ معلوم تھا کہ یہ کون ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ انہوں نے اس بارے میں کچھ کرنا تو تھا

شیخ مفید اس ضمن میں اپنی کتاب الارشاد، 336/2 پر درج کرتے ہیں

اور امام حسن عسکریؑ نے اپنے بعد اپنے بیٹے المنتظر کو پیچھے چھوڑا حکومت حق کے واسطے، اور انہوں نے ان کی پیدائش کو مخفی رکھا، اور اس امر کو چھپایا اس وجہ سے کہ وہ سخت وقت تھا، اور اس وقت کے بادشاہ ان کے طلب میں تھے اور اس کے لیے سخت کوشش کر رہے تھے۔

---

[14] شیخ زکریا نے اس روایت کو بھی اپنی کتاب الصحیح و المعتبر من اخبار الحجۃ المنتظر، ص 18، روایت نمبر 8 میں صحیح قرار دیا

شاید یہی وجہ تھی کہ اہل سنت میں کچھ نے تو یہ اقرار کیا کہ امام کی پیدائش ہوئی ہے، اور دوسروں نے سرے سے انکار ہی کر دیا

دوسرا اعتراض جو ابن تیمیہ نے کیا تھا، وہ تو بہت ہی مضحکہ خیز ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں

اور امامیہ جو یہ گمان کرتے ہیں کہ ان کا بیٹا تھا، اور وہ یہ دعوی کرتے ہیں کہ وہ سامرا میں ایک غار میں چلا گیا، اور وہ چھوٹی عمر کے تھے۔ ان میں کچھ نے کہا کہ دو سال کے تھے، کچھ نے کہا کہ تین سال کے اور کچھ نے پانچ سال کا کہا

اب یہ موصوف اہل سنت کے ہاں شیخ الاسلام مانے جاتے ہیں۔ کیا یہ بتانا پسند کریں گے کہ یہ بات کس نے لکھی ہے؟ کیا واقعی میں شیعہ یہ کہتے ہیں کہ امام ایک غار میں چلے گئے؟ جب کہ حقیقت میں ہمارا یہ ماننا ہے، جیسا کہ الکافی، 340/1 روایت نمبر 19 میں ایک معتبر روایت[15] میں ملتا ہے

امام جعفر الصادق کہتے ہیں کہ امام القائمؑ کے لیے دو غیبۃ ہوں گے، ایک مختصر اور ایک طویل۔ مختصر غیبہ میں ان کی جگہ سے کوئی آگاہ نہیں ہو گا سوائے ان کے خاص شیعہ کے، اور دوسری میں ان کے مقام سے کوئی آگاہ نہیں ہو گا سوائے ان کے خاص موالی کے

15

علامہ مجلسی نے مراۃ العقول، 52/4 میں اسے موثق قرار دیا۔ اور شیخ زکریا نے اسے اپنی الصحیح و المعتبر من الاخبار الحجہ المنتظر ص 16 روایت نمبر 5 میں صحیح یا موثق قرار دیا

اس لفظ "خاص موالی کے" کی توضیح میں علامه مجلسی نے مراۃ العقول، 52/4 میں یه درج کیا که اس سے مراد ہے ان کے خادم، گھر والے اور اولاد۔

اب کیا یه سارے لوگ اس غار میں ہیں؟

اسی طرح شیخ صدوق کمال الدین و تمام النعمه، ص 440، باب 43، روایت نمبر 8 میں ایک معتبر روایت[16] درج کرتے ہیں

محمد بن عثمان العمری رضی اللہ عنه کہتے ہیں که خدا کی قسم! صاحب الامر ہر سال حج پر آتے ہیں۔ وہ لوگوں کو دیکھتے ہیں اور پہچانتے ہیں، لوگ بھی انہیں دیکھتے ہیں مگر پہچانتے نہیں

اب مجھے بتایے که کیا اس معتبر روایات کے ہوتے ہوئے کوئی بھی ذی شعور سنی، شیخ الاسلام کے اس قول کو اہمیت دے گا جو انہوں نے شیعوں پر تھوپی؟

اگر آپ نے شیعه نکته نظر کو ہی پڑھنا ہے تو وہ پڑھیں جو معتبر تو ہو۔ اور اسی کو لے کر اعتراض کریں۔

اب اگر ہم نے یہی عقیدہ رکھنا ہے که وہ غار میں ہیں، تو پھر ہونا یه چاہیے تھا که ہر سال حج سے پہلے ہم ادھر جمع ہو جاتے که انہوں نے حج پر تو جانا ہی ہے۔

اس لیے ہم محترم و ذی شعور قارئین سے گذارش کرتے ہیں که اگر آپ نے کوئی اعتراض کرنا بھی ہے، تو وہ کریں که جو ہم تسلیم تو کرتے ہوں

16

اور شیخ زکریا نے اسے اپنی الصحیح و المعتبر من الاخبار الحجہ المنتظر ص 31-32 روایت نمبر 22 میں صحیح قرار دیا

اہل سنت کا سا یے کا تعقب کرنا

کیا وہ امام حسنؑ کی اولاد میں ہیں؟

اہل سنت کے ہاں ایک نظریہ یہ ملتا ہے کہ امام المہدیؑ کے والد کا نام عبداللہ ہو گا، اور وہ امام حسنؑ کی اولاد میں ہوں گے۔ خاص کر شیخ ابن تیمیہ نے بڑی شدومد سے یہ بات منہاج السنہ، 95/4 پر درج کرتے ہیں

اور المہدیؑ کہ جن کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے خبر دی، ان کا نام محمد بن عبداللہ ہے، نہ کہ محمد بن الحسن۔ اور حضرت علیؑ سے روایت کی گئی کہ وہ امام حسنؑ کی اولاد میں ہوں گے، نہ کہ امام حسینؑ کی اولاد میں

اسی طرح 255/8 پر تحریر کرتے ہیں

ابو داؤد نے حضرت علیؑ سے روایت کی کہ انہوں نے امام حسنؑ کی طرف نظر کی اور کہا کہ میرا یہ بیٹا سید ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے نام دیا۔ اور اس کے صلب سے ایک مرد آئے گا جس کا نام تمہارے نبی کے نام پر ہو گا۔ وہ اخلاق میں ان جیسا ہو گا مگر تخلیق میں نہیں۔ وہ زمین کو عدل سے بھر دے گا

یہ روایت سنن ابی داؤد، 511/2 روایت نمبر 4290 میں موجود تو ہے، مگر اسے علامہ البانی نے **ضعیف** قرار دیا

اس کی تائید میں ایک اور روایت ابو عبداللہ نعیم بن حماد المروزی نے اپنی کتاب الفتن، جزو 5، ص 231 پر درج تو کی ہے، مگر اس کی سند کچھ یوں ہے

حدثنا غیر واحد عن ابن عیاش عمن حدثه عن محمد بن جعفر عن علی ابن ابی طالب----

اب اس سند میں پہلا مسئلہ یہ ہے کہ المروزی کے شیوخ کون ہیں؟ کوئی علم نہیں

پھر ابن عیاش کس سے روایت کر رہے ہیں؟ کوئی معلوم نہیں

خود ابن عیاش کون ہیں؟ ڈاکٹر بستوی اپنی المہدی المنتظر، ص 348 پر درج کرتے ہیں کہ کئی لوگ اس نام سے ہیں، اور چونکہ ہمیں علم نہیں کہ ان سے روایت کون کر رہا ہے، اور یہ کن سے روایت لے رہے ہیں، اس وجہ سے ہم اس کا تعین نہیں کر سکتے کہ یہ کون ہیں

گویا یہ سند مجہول ہونے کے سبب ضعیف ہے

اس لیے ابن تیمیہ کا یہ استدلال باطل ہے، اور ایک کوشش ہے کہ کسی طرح لوگوں کو دھوکہ دیا جائے

اہل سنت کا سا ے کا تعقب کرنا

کیا ان کے والد کا نام عبداللہ ہے؟

ہم پہلے بھی شیخ ابن تیمیه کے حوالے سے لکھ چکے ہیں، اور ابن تیمیه نے منہاج السنه، 257-256/8 پر بھی یه دعوی کیا ہے۔ ملاحظه ہو

اثنا عشریه یه دعوی کرتے ہیں جو که ان کا مذہب ہے که مہدیؑ کا نام محمد بن الحسن ہے۔ اور جس مہدی کو بتایا گیا ہے، اس کی صفت رسول الله ﷺ نے یه بتائی که اس کا نام محمد بن عبدالله ہے۔ تو اس گروہ نے یه کیا که ان کے والد کا نام حذف کر دیا تو که تناقض کو دور کریں جو ان کے جھوٹ کے ساتھ بن رہی تھی۔ اورایک گروہ نے یه تحریف کی که کہا که ان کے جد الحسینؑ ہیں، اور ان کی کنیت ابو عبدالله ہے، یعنی معنی یه ہوئے که محمد بن ابو عبدالله۔ اور اس طرح انہوں نے کنیت کو نام بنا دیا

اور ان میں ایک ابن طلحه ہیں، جن کی کتاب کا نام ہے غایة السول فی مناقب الرسول، اور جو بھی اس کتاب کی طرف ذرا سی نظر کرے، وہ اس واضح تحریف اور جھوٹ کو دیکھ سکتا ہے ۔ کیا کوئی یه سمجھ سکتا ہے که ان ﷺ کا یه قول که اس کا نام میرے نام کے مطابق اور اس کے والد کا نام میرے والد کے مطابق ہو گا۔ جبکه ان کے والد کو نام عبدالله تھا، اور یه لفظ تبدیل کر دیا گیا که ان کے جد کی کنیت ابو عبدالله تھی

اسی طرح موصوف منہاج السنه، 255-254/8 پر یه دعوی کرتے نظر آتے ہیں

وہ احادیث که جن سے خروج مہدیؑ پر استدلال قائم کیا جاتا ہے، وہ صحیح ہیں، جیسا که ابو داؤد، ترمذی اور احمد وغیرہ نے نقل کی ہیں ابن مسعود وغیرہ کے حوالے سے

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ قول جسے ابن مسعود نے نقل کیا کہ اگر اس دنیا میں ایک دن بھی باقی رہ جائے، تو اللہ اسے طویل کر دے گا، حتی کہ اس میں ایک مرد میری طرف سے یا میرے اہل بیت سے خروج کرے گا جس کا نام میرے نام کے مطابق اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام کے مطابق ہو گا، اور وہ زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جیسا کہ وہ ظلم و ستم سے بھری ہو گی

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کیا واقعی یہ روایات صحیح ہیں؟ یا پھر موصوف صرف اپنی علمیت کا دھونس جما کر دھوکا دینے کی کوشش کر رہے ہیں

چلیے روایت دیکھتے ہیں

پہلی روایت مستدرک امام حاکم، 511/4 روایت نمبر 8434 پر درج کرتے ہیں

رسول اللہ سے مروی ہے کہ آپ نے کہا کہ اللہ نے ہم اہل بیت کے لیے آخرت کو پسند کیا دنیا کے مقابلے میں۔ اور میرے بعد میری اہل بیت کو شہروں سے نکالا و ڈرایا جائے گا حتی کہ مشرق سے سیاہ جھنڈے بلند ہوں گے۔ وہ حق کا سوال کریں گے مگر انہیں وہ نہیں دیا جائے گا۔ وہ پھر اپنے حق کا سوال کریں گے، مگر انہیں نہیں دیا جائے گا۔ وہ پھر سوال کریں گے، مگر نہیں دیا جائے گا۔ پھر وہ لڑیں گے، اور ان کی مدد ہو گی۔ پس تم میں جو اس وقت کو پا لے، وہ جا کر اہل بیت کے امام کے پاس جائے، بھلے ہی اسے برف پر چلنا پڑے۔ کیونکہ وہ ہدایت کے پرچم ہیں۔ ۔ ان میں ایک مرد ہو گا جس کا نام میرے نام کے مطابق، اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام کے مطابق ہو گا۔ وہ زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جیسا کہ وہ ظلم و ستم سے بھری ہو گی۔

حاکم نے روایت تو درج کی، مگر کوئی بھی حکم نہیں لگایا۔ مگر علامہ ذھبی کہتے ہیں کہ یہ **روایت موضوع** یعنی گھڑی ہوئی ہے۔

اس بارے میں ایک اور روایت کتاب الفتن، جزو 5، صفحہ 227 میں المروزی نے درج کی

رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ مہدی کا نام میرے نام پر، اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام پر ہے

مگر المہدی المنتظر، ص 123، روایت 36 میں بستوی صاحب نے اس سند کو ضعیف قرار دیا

اس کی وجہ وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ

ولید بن مسلم نے یہ روایت عنعن کی صورت میں کی ہے۔ اگرچہ رشدین نے ان کی اتباع کی ہے، مگر وہ ضعیف ہے۔ اور ان دونوں نے ابن لھیة سے روایت لی۔ اور وہ بھی ضعیف ہے۔ جہاں تک میمون القداح ہیں، مجھے ان کے بارے میں کچھ نہیں ملا

گویا یہ دونوں روایات تو فائدہ نہیں دے رہیں

تیسری روایت خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد، 9/477-478 روایت نمبر 5101 میں نقل کی ہے،

تمیم الداری نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ میں نے روم کے شہر انطاکیہ کے مانند شہر نہیں دیکھا۔ اور کسی شہر میں اسے سے زیادہ بارش نہیں دیکھی۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ ہاں، اس شہر کے ایک غار میں توراۃ ہے، عصائے موسی ہے، الواح کے ٹکڑے ہیں، اور سلیمان بن داؤد کا مائدۃ ہے ۔ وہاں کوئی بادل کا ٹکڑا نہیں آتا مگر یہ کہ اس وجہ سے اپنی ساری برکت اس وادی کو دے دیتا ہے۔ دن اور رات نہیں ختم ہوں گے مگر یہ کہ میری عترت میں ایک مرد وہاں سکونت اختیار کرے گا، اس کا نام میرے نام کے مطابق، اور اس کے والد کا نام میرے والد کے مطابق ہے۔ اس کے اخلاق میرے اخلاق کے مطابق، اور خلقت میری خلقت کے مطابق ہے۔ وہ زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جیسا کہ وہ ظلم و ستم سے بھری ہو گی

بستوی صاحب اس روایت کو اپنی المہدی المنتظر، ص 317 روایت نمبر 225 **پر موضوع** یعنی گھڑا ہوا، قرار دیتے ہیں

اب ہم آتے ہیں ان روایات کی طرف جن میں عاصم بن بہدلہ، جنہیں عاصم بن ابی نجود بھی لکھا گیا، بطور راوی موجود ہیں۔ مثال کے طور پر طبرانی نے المعجم الکبیر، 133/10 پر ان سے روایت نقل کی ہے

علی بن عبدالعزیز—ابع نعیم – فطر بن خلیفہ – عاصم بن ابی نجود—زر – عبداللہ بن مسعود

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دنیا ختم نہیں ہو گی مگر یہ کہ اللہ میری اہل بیت میں سے ایک مرد کو بھیجے گا جس کا نام میرے نام کے مطابق ہو گا، اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام کے مطابق

عاصم بن ابی نجود کے بارے میں ابن حجر اپنی تہذیب التہذیب، 5/35-36 پر مختلف علمائے جرح و تعدیل کی رائے کچھ یوں بیان کرتے ہیں

ابن سعد نے کہا کہ ثقہ تھے مگر کثرت سے غلطیاں کرتے تھے

یعقوب بن سفیان نے کہا کہ ثقہ تھے مگر ان کی روایتوں میں اضطراب تھا

ابن ابی حاتم نے اپنے والد سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا کے میرے نزدیک وہ صدق پر تھے اور صالح الحدیث تھے، مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ثقہ تھے، اور وہ حافظ نہیں تھے

ابن علیہ نے بھی ان کے بارے میں کلام کیا، اور کہا کہ ان کا حافظہ کمزور تھا

ابن خراش نے کہا کہ ان کی حدیثوں میں نکارت تھی۔

عقیلی نے کہا کہ ان میں سوائے خراب حافظے کہ کچھ نہیں تھا

دارقطنی نے کہا کہ ان کے حافظے میں مسئلہ تھا

عجلی نے کہا کہا کہ وہ عثمانی تھے

گویا ان کے حافظے کو لے کر کافی تنقید کی گئی ۔ روایتوں میں نکارت و اضطراب کی بات بھی کی گئی۔[17]

17

از مترجم:-

عاصم بن بہدلہ کے اضطراب کی ایک واضح مثال یہ ہے کہ موصوف نے اسی روایت کو ان الفاظ (اس کے والد کا نام میرے والد کے نام کے مطابق ہو گا) کے بغیر بھی نقل کیا ہے۔ مثال کے طور پر مسند احمد، 42/6 میں موجود یہ روایت ملاحظہ ہو

3571 - حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، حَدَّثَنَا عَاصِمٌ، عَنْ زِرٍّ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَلِيَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي، يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِي "

اس صورت میں ان کی روایتوں کے ایک جزو سے استدلال قائم کرنا صحیح نہیں۔

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرماکا کہ قیامت نہیں آئے گی حتی کہ میرے اہل بیت میں سے ایک مرد آئے جس کا نام میرے نام کے مطابق ہو گا۔

اس سند میں عاصم سے روایت لینے والے سفیان ابن عینیہ اہل سنت کے جید ترین راویوں میں شمار ہوتے ہیں

اور عبداللہ ابن مسعود کی یہ روایت کہیں پر یہ نہیں کہتی کہ اس کے والد کا نام کیا ہو گا۔۔۔

اسی طرح مسند احمد، 44/6 پر ایک اور روایت نقل ہوئی ہے

3572 - **حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لَا تَنْقَضِي الْأَيَّامُ، وَلَا يَذْهَبُ الدَّهْرُ حَتَّى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي، اسْمُهُ يُوَاطِئُ اسْمِي "**

رسول اللہ نے کہا کہ دن ختم نہیں ہوں گے، اور زمانہ نہیں جائے گا حتی کہ عرب پر میری اہل بیت سے ایک مرد بادشاہت کرے، اس کا نام میرے نام کے مطابق ہو گا۔

ہمارا مقصد صرف یہ دکھانا ہے کہ اس بھائی صاحب کے حافظے میں مسئلہ ہے۔ یہاں بھی دیکھیے کہ والد کا کوئی ذکر نہیں۔

اچھا آپ کو یہی روایت دکھاتے ہیں کہ عاصم نے جب ایک دوسرے راوی کو بتائی، تو الفاظ بدل دیے۔ ملاحظہ ہو، مسند احمد، 45/6 پر یہ روایت

3573 - **حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنِي عَاصِمٌ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا - أَوْ قَالَ : " لَا تَنْقَضِي الدُّنْيَا - حَتَّى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي، يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِي**

غور کریں:- **رسول اللہ نے کہا کہ دنیا نہیں جائے گی، یا کہا کہ دنیا نہیں ختم ہو گی حتی کہ عرب پر میرے اہل بیت سے ایک مرد حکومت کرے جس کا نام میرے نام کے مطابق ہو گا**

شیخ شعیب کے مطابق یہ سارے راوی بھی بخاری و مسلم کے ہیں، مسئلہ وہی عاصم کا ہے۔ مگر جب یہ روایت یحیی اور سفیان کے ذریعے آتی ہے، تو پچھلی روایت سے مخلتف بن گئی ہے۔ شروع کے الفاظ دیکھیے جو سرخ رنگ سے آشکارہ کیے گئے ہیں

اسی سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہ بھول چوک کرتے تھے، اور مضطرب الحدیث تھے۔

ہاں ایک روایت ایسی ہے کہ جس میں بظاہر ان کا نام نظر نہیں آتا۔

ایک روایت کی طرف بستوی صاحب اپنی المہدی المنتظر، ص 263 روایت نمبر 25 اشارہ کرتے ہیں کہ

ابن ابی شیبہ -- الفضل ابن دکین – فطر – زر – عبداللہ

رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ دنیا نہیں جائے گی مگر یہ کہ اللہ میرے اہل بیت سے ایک مرد کو مبعوث کر دے جس کا نام میرے نام کے مطابق، اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام کے مطابق ہے

مگر اس اشتباہ کا جواب خود بستوی صاحب نے ہی دے دیا۔ کہتے ہیں

ظاہر ہے کہ یہاں عاصم کا نام ساقط ہو گیا، وگرنہ مجھے کہیں نہیں ملا کہ فطر نے زر سے روایت کی ہو۔ اور اس روایت کے سارے راوی عاصم عن زر کے حوالے سے روایت کرتے ہیں

یعنی اصل میں یہاں پر عاصم موجود ہے۔

بستوی صاحب نے اہل سنت کی سب سے مضبوط سند اس حوالے سے یہ والی درج کی ہے

ابو نعیم نے اخبار اصبہان میں کہا

ابو محمد بن حیان – ابو بکر بن جارود – محمد بن عیسی الزجاج – ابو نعیم – فطر – ابو اسحاق اور عاصم – عاصم – زر – عبداللہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس دنیا میں ایک دن بھی باقی رہ گیا تو اللہ میری اہل بیت سے ایک مرد کو مبعوث کرے گا جس کا نام میرے نام کے مطابق، اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام کے مطابق ہو گا

یہاں عاصم کی متابعت میں ابو اسحاق آ رہے ہیں۔ اور ان کے بارے میں ابن حجر نے تقریب التہذیب، 739/1 روایت نمبر 5081 پر درج کیا کہ یہ ثقہ تھے مگر آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے۔

اب سوال یہ ہے کہ اس کا پتہ کیسے چلے گا کہ کونسی روایات میں انہیں اختلاط ہوا؟ تو اس کا حل یہ ہے کہ ان راویان کی فہرست موجود ہے کہ جنہوں نے اختلاط سے قبل سنا۔ اب فطر کے بارے میں سوال اٹھے گا کہ کیا وہ اس میں شامل ہیں کہ نہیں؟ اس کا جواب شیخ حسین سلیم اسد مسند ابو یعلی، 534/2 روایت نمبر 3362 کی تحقیق و تخریج میں دیتے ہیں۔ فرما تے ہیں

یہ سند ضعیف ہے کیونکہ فطر بن خلیفہ کا ذکر ان لوگوں میں نہیں کہ جنہوں نے ابو اسحاق سے قدیم/پہلے سنا ہو (یعنی اختلاط سے قبل)

گویا مسئلہ وہیں کا وہیں رہ گیا

یہ سند بھی اس ضمن میں فائدہ نہیں دے رہی

اہل سنت کا سا یے کا تعقب کرنا

امام المہدیؑ اور شیعہ علاقے

ہم نے ابھی تک دیکھا کہ جو سنی روایات ہیں، ان کا اطلاق اگر شیعہ عقیدے کے مطابق بھی کیا جائے، تو وہ معنی رکھتی ہیں۔ یہ الگ بات کہ اگر شیعہ عقیدے کی بات کی جائے، تو ہم پر حجت ہماری ہی کتب ہیں، اور اس میں اس موضوع پر کئی روایات موجود ہیں۔

مگر بات سنی روایات کی ہو رہی ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ امام المہدیؑ آکر کس مذہب کی پیروی کریں گے؟ کیا وہ حنفی بنیں گے، یا مالکی، یا حنبلی یا شافعی؟

آخر وہ کس فقہ کی، کس مذہب کی پیروی کریں گے؟

ہمارا یہ ماننا ہے کہ وہ اسی مکتب اہل بیتؑ کی اتباع کریں گے۔

اور ان کے ماننے والے بھی اسی مکتب کی اتباع میں ہوں گے

چلیے اس موضوع کو دیکھتے ہیں

اللہ کے رسول ﷺ نے یوم عرفہ قصوا اونٹنی پر بیٹھ کر خطاب کیا، اور فرمایا

اے لوگوں! میں تم میں یقینی طور پر چھوڑے جا رہا ہوں کہ جسے اگر تم نے تھام لیا تو قطعی طور پر گمراہ نہ ہو گے: اللہ کی کتاب اور میری عترت اہل بیت

ملاحظہ ہو سنن ترمذی، 662/5 روایت نمبر 3786

اس روایت کو ترمذی نے حسن غریب کہا، اور شیخ البانی نے صحیح قرار دیا

اور ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہیں کہ امام المہدیؑ اسی عترت اہل بیت سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک روایت پھر سے پڑھتے چلیں۔ ابو داؤد اپنی سنن، 509/2 روایت نمبر 4284 پر یہ روایت درج کرتے ہیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ المہدیؑ میری عترت میں فاطمہؑ کی اولاد میں ہو گا

شیخ البانی نے اسے صحیح قرار دیا

دل چسپ بات یہ ہے کہ جب بھی علمائے اہل سنت کے سامنے یہ روایت رکھی جائے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے تو اہل بیت کو ہمارے واسطے چھوڑا تھا، تو وہ یہ ڈرامہ کرنے لگتے ہیں کہ جناب! ہم تو اہل بیت کے خادم، ان کے ماننے والے ہیں۔ یہ تو رافضی دھوکہ دے رہے ہیں

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ ڈرامہ وہ خود کر رہے ہوتے ہیں۔ مگر اس سے کسی اور کو نہیں، بلکہ خود کو ہی دھوکہ دے رہے ہوتے ہیں

یہ بات ذرا ابن تیمیہ کی زبانی سنیے کہ اہل سنت کے چار فقہ اصل میں پیروی کن کی کر رہے ہیں ۔ منہاج السنہ، 529/7 پر بڑے دبنگ کے ساتھ موصوف فرماتے ہیں

رافضی کہتا ہے کہ فقہ میں سنی فقہا حضرت علیؑ کی طرف رجوع کرتے ہیں

اس جھوٹ کا جواب یہ ہے کہ کہ چار ائمہ میں اور کسی بھی اور فقہ کے امام نے ان کی طرف رجوع نہیں کی فقہ کے لیے

چلیے یہ تو واضح ہوا کہ اہل سنت فقہ کے معاملے میں مولا علیؑ سے دور ہیں

آ گے پڑھیے، 43/8 پر درج کرتے ہیں

یہ حدیث و تفسیر کی کتابیں جو کہ صحابہ و تابعین کی روایات سے پر ہیں، ان میں جو حضرت علیؑ سے ہیں، وہ تو بہت ہی کم ہیں

آ گے 531/7 پر کہتے ہیں

رافضی کہتا ہے کہ مالکی حضرات نے ان سے اور ان کی اولاد سے علم حاصل کیا۔

اس واضح جھوٹ کا جواب یہ ہے کہ موطا امام مالک میں ان سے کچھ بھی نہیں لیا گیا، اور ان کے اولاد سے بھی بہت کم لیا گیا ہے، بلکہ زیادہ تر اور لوگوں سے لیا گیا ہے۔ اس میں امام جعفرؑ سے 9 روایات لی گئی ہیں۔ مالک نے ان کی ذریت میں کسی سے روایت نہیں لی سوائے امام جعفرؑ کے، اور یہی حال ان حدیثوں کی ہے جو صحاح و سنن و مسانید میں ہیں کہ ان میں ان کی اولاد سے بہت ہی قلیل تعداد میں لیا گیا ہے۔ اور زیادہ تر دوسروں سے اخذ کیا گیا ہے

کیا اب بھی کسی سنی مولوی میں یہ اخلاقی جرات ہے کہ ڈرامہ کرے کہ ہم تو اہل بیت کے غلام ہیں اور ان کی بات مانتے ہیں؟؟؟

اب حساب کتاب بہت ہی آسان ہو گیا

سنی تو اہل بیت اطہار کی بات مانتے نہیں۔ زیادہ تر وہ دوسروں کے پیچھے چلی جا رہے ہیں مگر

امام المہدیؑ اہل بیت سے ہیں اور اللہ کے رسول نے کہا تھا کہ اگر تم ان کو تھام لو گے تو قطعی طور پر گمراہ نہیں ہو گے

اہل سنت کے برعکس اگر آپ ہمارے کتب حدیث کا مطالعہ کرو، تو روایات ائمہ اہل بیت سے ملیں گی۔

یعنی

شیعہ اہل بیت کو ماننے والے ہیں، اور امام المہدیؑ بھی اہل بیت سے ہیں۔

اس سے زیادہ آسان الفاظ میں کیسے سمجھایا جائے؟

یعنی آپ اس سے اندازہ لگا لیں کہ لغت کے جید علماء نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ شیعہ تو ہیں ہی وہ جو حضرت علیؑ اور ان کے آل و اہل بیت کے ماننے والے ہیں۔

مثال کے طور پر ابن منظور لسان العرب، 188/8 پر درج کرتے ہیں

یہ اسم (شیعہ) زیادہ تر ان لوگوں کے لیے ہے جو کہ حضرت علیؑ اور ان کے اھل بیت کے محب ہیں، حتی کہ یہ اسم ان کے لیے مخصوص ہو گیا ہے۔ یعنی اگر یہ کہا جائے کہ فلاں شیعوں میں سے ہے، تو اس کا مطلب کہ اس گروہ میں سے ہے۔ اور اگر کہا جائے کہ "شیعہ کے مذہب میں" تو اس سے مراد ہے کہ ان کے ہاں (یعنی حضرت علیؑ اور ان کے اہل بیت کے ہاں)۔ اور اس لفظ شیعہ کا ماخذ المشایعة ہے، جس کا مطلب ہے اتباع کرنا اور اطاعت کرنا۔ ازھری نے کہ کہ شیعہ وہ ہیں کہ جو عترت نبی ﷺ سے محبت کرتے ہیں، اور ان کو سرپرست رکھتے ہیں

محب الدین زبیدی حنفی نے بھی اپنی تاج العروس من جواہر القاموس، 257/11 پر بالکل یہی بات لکھی ہے

ابن اثیر بھی اپنی النہایہ فی غریب الحدیث و الاثر، 520-519/2 پر بنیادی طور پر یہی کہتے ہیں

یہ اسم زیادہ تر ان لوگوں کے لیے ہے جو یہ زعم رکھتے ہیں کہ وہ حضرت علیؑ اور ان کے اہل بیت سے محبت کرتے ہیں حتی کہ یہ لفظ ان کے لیے خاص ہو گیا ہے۔ اس لیے اگر کہا جائے کہ فلاں شیعوں میں ہے، تو مراد ہے کہ ان کے شیعہ۔ اور اگر کہا جائے کہ شیعہ مذہب میں، تو اس کا مطلب ہے ان (یعنی علی و اہل بیتؑ کے) ہاں

یعنی ایک طرف ابن تیمیہ یہ کہتے ہیں کہ جناب ہمیں تو حضرت علی یا ان کی اولاد سے کچھ خاص لینا دینا نہیں۔ بس کچھ روایات ہیں جو ہم نے لے لی ہیں

اور دوسری طرف وہ گروہ ہے کہ جن کے بارے میں یہ مخصوص ہو چکا ہے کہ وہ تو ہیں ہی وہ لوگ کہ جو حضرت علیؑ اور ان کے اہل بیت کی پیروی کر رہے ہیں

اور رسول اللہ ﷺ نے اہل بیت کو تھامنے کا حکم دیا تھا، اور امام المہدیؑ بھی انہی میں سے ہیں

امید ہے کہ سمجھ آ گئی ہو گی

دل چسپ بات یہ ہے کہ جن علاقوں سے امام المہدیؑ کے حامیوں نے آنا ہے، اور ہم شیعہ روایات کی بات نہیں کر رہے بلکہ مستند سنی روایات کی بات کر رہے ہیں، وہاں آج آپ کو شیعہ کافی ملیں گے۔

مثال کے طور پر ہم نے خراسان کا ذکر پڑھا۔ آج اس کا بڑا حصه یا ایران میں ہے، یا پھر جنوبی ترکمانستان اور یا پھر شمالی افغانستان۔

اور یہاں شیعه کافی تعداد میں ہیں

ایک اور دل چسپ سنی روایت پیش کرتے ہیں

ابن ابی شیبه اپنی المصنف، 678/8 روایت نمبر 189 پر ایک روایت درج کرتے ہیں

عبدالله ابن عمرو کہتے ہیں که اے کوفه کے رہنے والوں! تم مہدی کے معاملے میں سب سے اچھی قسمت رکھنے والے ہو

اسی طرح بستوی صاحب اپنی المہدی المنتظر، ص 215-216 روایت نمبر 13 میں درج کرتے ہیں

سالم بن ابی جعد کہتے ہیں که ہم حج پر گئے تو وہاں عبدالله ابن عمرو بن عاص سے ملے۔ انہوں نے پوچھا که اے لوگوں! کہاں سے ہو؟ ہم نے جواب دیا که عراق سے ہیں۔ انہوں نے کہا که اہل کوفه میں بنو۔ میں نے کہا که میں کوفه کا ہوں۔ انہوں نے کہا که تم المہدی کے بارے میں سب سے اچھی قسمت والے ہو

پھر بستوی صاحب اس سند پر بحث کرتے ہیں ، اور صفحه 218-219 پر خلاصه یوں بیان کرتے ہیں

یہ سند عبداللہ ابن عمرو تک حسن درجے کی ہے۔ لیکن وہ اہل کتاب کی کتب پڑھتے تھے، اور اس سے روایت کرتے تھے۔ تو یہ خبر اسرائیلیات میں سے ہو سکتی ہے۔ واللہ اعلم

جہاں تک سند کی بات رہی، وہ تو بستوی صاحب نے بتا دی کہ حسن ہے

مگر انہوں نے ایک صحابی پر یہ الزام لگا دیا کہ وہ اسرائیلیات کی تعلیم دے رہے ہیں۔ ہمارا ہر ذی شعور آدمی سے یہ سوال ہے کہ کیا اسرائیلیات کا کوفہ یا امام المہدیؑ سے تعلق بنتا ہے؟ ظاہر ہے کہ نہیں۔ تو پھر وہ کیوں یہ کہہ رہے ہیں؟

شاید اس وجہ سے کہ بستوی صاحب آگاہ ہیں کہ آج کوفہ میں کن کی اکثریت ہے۔۔۔۔۔

غیبة کے وجوہات

اہل سنت کے ہاں بھی امام المہدیؑ کے غیبة کے بارے میں ملتا ہے۔ یہ الگ بات کے وہ اس پر توجہ نہیں دیتے

مثال کے طور پر ان کی روایات میں ایک لفظ ملتا ہے

یخرج

یعنی خارج ہونا۔۔۔۔ باہر آنا

مگر سوال ہے کہاں سے؟

ایک روایت کی مثال لیتے ہیں جو حاکم نے اپنی مستدرک 601/4 روایت نمبر 8673 پر درج کی ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ المہدیؑ میری امت کے آخر میں خارج ہو گا

حاکم نے سند کے بارے میں کہا کہ یہ صحیح الاسناد ہے اور علامہ ذھبی نے بھی اسے صحیح کہا ہے

خارج کا لفظ میں نے یخرج کی بنیاد پر لکھا ہے

اور یہی لفظ یخرج کا حضرت عیسی، دجال اور یاجوج ماجوج کے لیے بھی استعمال ہوا ہے۔

مثال کے طور پر ہمیں صحیح مسلم، 2258/4 روایت نمبر 2940 یہ روایت ملتی ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دجال میری امت میں خارج ہو گا (لفظ یخرج استعمال ہوا ہے)

اسی طرح مسند احمد 7/4 روایت نمبر 16189 پر یہ روایت بھی ملتی ہے

حذیفہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس ایک کمرے سے تشریف لائے جبکہ ہم قیامت کا تذکرہ کر رہے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ قیامت نہیں آئے گی جب تک تم دس نشانیاں نہ دیکھ لو: سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دھواں، دابہ، یاجوج ماجوج کا خروج، عیسی کا خروج اور دجال کا خروج-----

خروج کے لیے وہی لفظ یخرج کا استعمال ہے

اس سند کو شیخ شعیب نے صحیح قرار دیا ہے

اب یہ بات واضح ہے کہ یاجوج ماجوج کو صدیاں ہو چکی ہیں۔ حضرت عیسیٰ صدیوں سے زندہ ہیں، اور دجال کے لیے بھی ہمیں روایتوں میں ملتا ہے کہ پیدا ہو چکا ہے۔

اور اب انتظار کس کا ہے؟ ان کے خروج کا-----

آپ اس بات کو تسلیم کریں گے کہ یہ سب ایک غیبۃ میں ہیں

اگر شیعہ کتب دیکھی جائیں تو رسول اللہ ﷺ کی ایک پیشن گوئی ملتی ہے۔ شیخ صدوق کمال الدین و تمام النعمہ، ص 51 پر یہ مستند روایت[18] درج کرتے ہیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا! میری اولاد میں القائم کے لیے غیبۃ ہے اس عہد کے سبب جو میری طرف سے اسے ملے گی حتی کہ لوگوں کی اکثریت کہے گی:

اللہ کو تو آل محمد کی حاجت ہی نہیں۔

اور آخری لوگ اس کی ولادت میں شک کریں گے

پس جو اس کے زمانے کو پا لے، وہ اس کے دین سے تمسک کرے۔ اور شیطان تمہیں اس راستے میں شک میں نہ ڈالے کہ تم میری ملت سے ہی نکل جائے، اور دین سے خارج ہو جاؤ۔ اور تم سے پہلے اس نے تمہارے باپ کو جنت سے نکلوا دیا تھا۔ اللہ نے شیطان کو ان کا ولی بنایا ہے جو ایمان نہیں لاتے

غور کیجیے کیا آج یہی باتیں نہیں کی جا رہیں؟

میں مانتا ہوں کہ یہ ایک شیعہ روایت ہے، مگر نشانیاں تو آپ بھی ملاحظہ کر سکتے ہو۔

18

اس روایت کو شیخ زکریا نے الصحیح و المعتبر من اخبار الحجۃ المنتظر، ص 14 روایت نمبر 1 پر صحیح قرار دیا

اس موضوع پر اور شیعہ روایات بھی پیش کی جا سکتی ہیں، مگر کہنے کا مقصد یہ ہے کہ الغیبۃ کا تصور پہلے بھی تھا۔

حتی کہ ائمہ اہل بیت کے زمانے میں بھی جن لوگوں نے اپنی طرف سے لوگوں کو المہدیؑ قرار دیا، ان کے لیے غیبۃ کا اعلان کیا، اور یہ بات ہم اسی کتاب میں پہلے بھی درج کر چکے ہیں

گویا وہ غلطی شخصیت میں کر رہے تھے، یہ الگ بات کے غیبۃ کا تصور انہیں تھا۔

مگر سوال یہ ہے کہ غیبۃ کی وجہ کیا ہے؟ آخر کیوں غیبۃ ہو؟

پہلی بات تو یہ کہ کسی بھی انسان کو قتل کیا جا سکتا ہے۔

قرآن میں اللہ سورہ بقرہ آیت 61 میں ارشاد فرماتا ہے

كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ

یہ اس وجہ سے کہ وہ لوگ اللہ کے آیات کی تکذیب کرتے تھے، اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے تھے

یا جیسے کہ اللہ نے سورہ آل عمران آیت 183 میں ارشاد فرمایا

قُلْ قَدْ جَاءَكُمْ رُسُلٌ مِنْ قَبْلِي بِالْبَيِّنَاتِ وَبِالَّذِي قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوهُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ

ان سے کہہ دو کہ تمہارے پاس یقینی طور پر مجھ سے پہلے رسول آئے تھے واضح علامات کے ساتھ، جن کے ساتھ تم نے بات بھی کی، پھر تم نے انہیں کیوں قتل کیا اگر تم سچے ہو

اس موضوع پر کئی اور آیات بھی موجود ہیں کہ اللہ کے نمائندوں کو قتل کیا گیا۔ اور جب اس طرح کی صورتحال ہو، تو یہ اجازت موجود ہے کہ وہ اپنی زندگی بچائیں۔ مثال کے طور پر قرآن میں سورہ انفال آیت 30 میں اللہ نے فرمایا

اور جب ان کافروں نے چال چلی کہ آپ ﷺ کو گرفتار کر لیں یا قتل یا نکال دیں، تو انہوں نے چال چلی، اور اللہ نے بھی تدبیر کی، اور اللہ سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے

اور ہمیں معلوم ہے کہ پھر آپ ﷺ مکہ چھوڑ کر چلے، جبکہ کفار تب بھی آپ کا پیچھا کر رہے تھے۔

ابن کثیر اپنی تفسیر، 155/4 پر مزید تفصیل بیان کرتے ہیں

ہجرت کے سال جب مشرکوں نے نے فیصلہ کیا کہ آپ کو قتل کریں یا گرفتار کریں یا باہر نکال دیں، تو آپ وہاں سے بھاگ نکلے اپنے دوست و ساتھی ابو بکر کی معیت میں۔ اور جا کر تین دن تک غار ثور میں رہے۔ پھر جو لوگ آپ کے پیچھے تھے، واپس چلے گئے، اور آپ مدینہ چلے گئے

اگر آپ توجہ دیں تو یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ تین دن تک رسول اللہ ﷺ غیبۃ میں رہے۔ آپ کے ماننے والے مدینہ میں تھے، مگر آپ اپنی جان بچانے کے لیے غار ثور میں پناہ لیے ہوئے تھے۔ اور یہ یاد رہے کہ تین دن بعد آپ ﷺ اس وجہ سے مدینہ جا سکے کہ وہ لوگ واپس چلے گئے تھے وگرنہ آپ ادھر ہی رہتے

اصولی طور پر یہ غیبة میں شمار ہو گی۔

کچھ ایسا ہی واقعہ حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ بھی پیش آیا۔ ان کی جان کو بھی خطرہ تھا پھر اللہ نے انہیں بچا لیا، اور انہیں اٹھا لیا۔ (قرآن 4:157) اللہ نے ان کے لیے کچھ پلان رکھے ہوئے تھے امام المہدیؑ کے حکومت میں اور اگر انہیں قتل کر دیا جاتا، تو وہ پایہ تکمیل تک نہ پہنچتے۔ یہ الگ بات کہ نکتہ چینی کرنے والے یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ تو بس بیٹھے ہوئے ہیں، کر تو کچھ رہے نہیں۔

مگر ظاہر ہے کہ اللہ کے اپنے پلان ہیں جنھیں وہی سمجھتا ہے

کیا آج اگر عیسیٰؑ آ جائیں تو وہ محفوظ ہوں گے؟ فرض کریں وہ آکر صلیب کی مخالفت کریں تو کیا ہو گا؟ اگر وہ یہ کہہ دیں کہ آل محمد حق پر ہیں، تو کیا ہو گا؟ کیا لوگ ان کی بات سن کر مان لیں گے؟ ہو سکتا ہے کہ مان بھی لیں مگر یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ایسا نہ ہو بلکہ انہیں قتل کر دیا جائے۔

تاہم یہ بات تو یقینی ہے کہ اس وقت ان کی جان کو خطرہ تھا اور اس وجہ سے وہ غیبة میں چلے گئے، بالکل اسی طرح جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی جان کو خطرہ بنا اور وہ بھی تین روز تک غار ثور میں رہے

شیعہ مکتب میں اس عنوان پر معتبر روایات موجود ہیں کہ امام المہدیؑ کی جان کو خطرہ ہونا تھا جس کے باعث ان کے لیے غیبة قرار پائی۔

بحار الانوار، 97/52 پر علامہ مجلسی نے ایک معتبر روایت[19] درج کی ہے کہ

امام ابو عبداللہؑ الصادق نے فرمایا کہ اس لڑکے کے لیے قیام سے قبل غیبة ہے۔ پوچھا گیا کہ کیوں؟ جواب دیا کہ ان کو اپنے ذبح ہونے کا خوف ہو گا

19 شیخ آصف محسنی نے اس روایت کو مشرعة بحار الانوار، 221/2 پر معتبر قرار دیا

یہاں پر امام القائم کو لڑکا کہہ کر پکارا گیا، جو کہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ ان کی غیبۃ کم عمری میں ہو گی۔

اس موضوع پر اور بھی روایات موجود ہیں، جو اس بات کو قطعی طور پر واضح کرتی ہیں کہ جس وقت آپؑ غیبۃ میں گئے، آپ کی جان کو خطرہ تھا

سوال یہ ہے کہ جب آپ آئیں گے تو پھر کیا ہو گا؟ کیا تب حالات سازگار ہوں گے؟ کیا تب ان کی جان کو خطرہ نہیں ہو گا؟ وغیرہ وغیرہ

ان سوالات کا جواب ہم آنے والے صفحات میں دیں گے

امام کے بنیادی کام

اہل تشیع اور اہل سنت کے درمیان امام المہدی کو لے کر ایک اختلاف یہ ہے کہ کیا وہ پیدا ہو چکے ہیں یا نہیں۔ اب اہل تشیع کا یہ ماننا ہے کہ وہ پیدا ہو چکے ہیں۔ جبکہ اہل سنت اس کے برعکس سوچتے ہیں

اب اگر وہ پیدا ہو چکے ہیں، تو پھر ان کے بنیادی کام ہیں کیا؟

اس سوال کا جواب لینے کے لیے ہمیں دیکھنا ہو گا کہ قرآن امام کے کیا کام بتلاتا ہے۔ اللہ نے سورہ انبیاء آیت 73 میں ارشاد فرمایا

اورہم نے انہیں امام بنایا جو ہمارے حکم سے رہنمائی کیا کرتے تھے اور ہم نے انہیں اچھے کام کرنے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا تھا اور وہ ہماری ہی بندگی کیا کرتے تھے

اسی طرح سورہ سجدہ آیت 23-24 میں ارشاد فرمایا

بے شک ہم نے موسیٰؑ کو الکتاب عطا کی، پس تم اس سے ملاقات کے بارے میں شک نہ کرنا۔ اور ہم نے اسے بنی اسرائیل کے لیے ہادی بنایا۔ اور ہم نے ان میں سے ائمہ بنائے جو ہمارے حکم کے مطابق ہدایت کرتے تھے، وہ صبر کرتے تھے اور ہماری آیات پر یقین رکھتے تھے۔

گویا پہلا مقصد و کام تو واضح ہے کہ امام هدایت کرتا ہے، اور ہادی ہوتا ہے

دوسرا مقصد دیکھنے کے لیے ہم شیخ صدوق کی کتاب، کمال الدین و تمام النعمه، ص 384، باب 38، روایت نمبر 1 کی طرف رجوع کرتے ہیں جہاں ہمیں ایک معتبر روایت[20] ملتی ہے

احمد بن اسحاق بن سعد الاشعری روایت کرتے ہیں که میں امام ابو محمد الحسن بن علی سے ملنے گیا اور میرا اراده تھا که میں ان سے ان کے بعد کے حوالے سے سوال کروں۔ مگر میرے پوچھنے سے قبل ہی انہوں نے ارشاد فرمایا که

اے احمد بن اسحاق! اللہ نے کبھی بھی زمین کو حجة اللہ سے اپنے مخلوق کے لیے خالی نہیں رکھا، آدم کی تخلیق سے لے کر قیامت تک۔ ان کے ذریعے اللہ اہل ارض سے بلاؤں کو دور کرتا ہے، ان کے ذریعے بارش برساتا ہے، اور ان کے ذریعے زمین اپنی برکات دیتی ہے

اسی طرح بحار الانوار، 240/26 باب 5، روایت نمبر 2 پر ایک معتبر روایت[21] علامه مجلسی نے درج کی ہے

امام جعفر الصادقؑ فرماتے ہیں که اللہ نے ایک مخلوق کو اپنے نور سے تخلیق کیا ہے، رحمت سے رحمت کے لیے۔ وہ اللہ کے دیکھنے والی آنکھ ہیں، اس کے سننے والے کان ہیں، اس کے مخلوق میں اس کے بولنے والی زبان ہے، ان (آفات) سے امان ہیں جو نازل ہوئیں کسی عذر کی وجه سے یا ڈرانے کے لیے یا حجة کے واسطے۔ ۔ ان کے ذریعے اللہ گناہوں کو محو کرتا ہے، اور ان کے ذریعے دکھوں کو دور کرتا ہے، اور ان کے ذریعے رحمت نازل کرتا ہے، اور ان کے ذریعے مردوں کو زنده اور زندوں کو موت دیتا ہے، اور ان کے ذریعے مخلوق کو ابتلا میں ڈالتا ہے، اور ان کے ذریعے فیصلے کرتا ہے۔

راوی نے پوچھا که میں قربان! یه کون ہیں؟

---

[20] شیخ زکریا نے اس روایت کو بھی اپنی کتاب الصحیح و المعتبر من اخبار الحجة المنتظر، ص 27-29، روایت نمبر 19 میں معتبر قرار دیا

[21] شیخ آصف محسنی نے اس روایت کو مشرعة بحار الانوار، 479/1 میں معتبر قرار دیا ہے

جواب دیا کہ اوصیاء

اوصیاء کا لفظ بھی شیعہ مکتب میں ائمہ کے لیے اسعتمال ہوتا ہے

اگرچہ یہ ہو سکتا ہے کہ سلفی وہابی حضرات اسے شرک سمجھ لیں[22]، تو بہتر ہے کہ اس ضمن میں کچھ تحریر کیا جائے

[22] از مترجم:- اس موقع پر ضروری ہے کہ ولایت تکوینیہ کو لے کر اہل تشیع پر جو اعتراض کیا جاتا ہے، اس کے بارے میں وضاحت کی جائے۔ توجہ رہے کہ اہل سنت کے ہاں بھی التاثیر الکونی کا عقیدہ موجود ہے۔ اس ضمن میں ہم شیخ ابن تیمیہ کا ہی نظریہ پیش کر دیتے ہیں

موصوف اپنے مجموع الفتاوی، ج ۱۱، ص ۳۲۴-۳۲۵، پر رقمطراز ہیں

و اما الثالث فمن يجتمع له الأمران بأن يؤتى من الكشف
والتأثيرالكونى ما يؤيد به الكشف والتأثير الشرعى وهو علم الدين والعمل به والأمر به ويؤتى من علم الدين والعمل به ما يستعمل به الكشف والتأثير الكونى بحيث تقع الخوارق الكونية تابعة للاوامر الدينية أو ان تخرق له العادة فى الأمور الدينية بحيث ينال من العلوم الدينية ومن العمل بها ومن الأمر بها ومن طاعة الخلق فيها وما لم ينله غيره فى مطرد العادة فهذه أعظم الكرامات والمعجزات وهو حال نبينا محمد وأبى
بكر الصديق وعمر و كل المسلمين

تیسری قسم : جس شخص میں ہر دو قسم (قوت کون و قوت شرع) جمع ہو کہ اسے ایسی کشف اور قوت تاثیرِ کونی دی گئ ہو جس کی تائید ،کشف اور تاثیر شرعی کرتی ہو.
یہ وہ شخص ہے جس نے دین کو اور اس پر عمل اور حکم کرنے کو جانا ۔ اس کے علم اور عمل کی وجہ سے اسے ایسی چیز دی گئ جو کشف اور تاثیر کونی میں استعمال ہوتی ہے اس جہت سے کہ اشیا تکوینیہ حکم دینی کے تابع ہوتی ہیں یا اس کے لئے خارق العادہ صفت امور دینی میں حاصل ہوجائے اس اعتبار سے کہ وہ اپنے دین کے علم، اس پر عمل کرکے ، دوسروں کو حکم دے مطیع (خدا) بنانے سے ایسا مقام حاصل کر لے جو دوسرے حاصل نہیں کرسکتے ہیں پس یہی کرامات اور معجزات، عظیم ہیں- یہی حال نبی اکرم ، ابوبکر ، عمر اور ہر مسلمان کا ہے

لفظ التاثیر الکونی کی وضاحت کرتا چلوں

تاثیر کا مطلب ہے اثر انداز ہونا
کون کا مطلب ہے دنیا

ابن تیمیہ کے اس قول کی وضاحت کے لیے ہم انہی کے ایک اور قول سے بھی استفادہ کرتے ہیں

موصوف اپنی کتاب، النبوات، ج ٢، ص ٨٠٧-٨٠٨؛ پر فرماتے ہیں

وقد يكون إحياء الموتى على يد اتباع الأنبياء؛ كما قد وقع لطائفة من هذه الأمة1، ومن اتباع عيسى2؛ فإن هؤلاء يقولون: نحن إنّما أحيى الله الموتى على أيدينا؛ [لاتّباع محمد، أو المسيح، فبإيماننا بهم، وتصديقنا لهم أحيى الله الموتى على أيدينا] 3

اور یقنی طور جو لوگ انبیاء کا اتباع کرتے ہیں، ان کے ہاتھ پر مردے زندہ ہو سکتے ہیں۔ جیسے کہ اس امت کے ایک گروہ کے لیے یہ ہوا ہے، اور اسی طرح عیسی علیہ السلام کے ماننے والوں کے ہاتھ پر بھی ہوا تھا۔ اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جو یہ کہتے ہیں: ہم وہ ہیں کہ جن کے ہاتھ پر اللہ مرے ہوئے لوگوں کو زندہ کرتا ہے کیونکہ محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) یا مسیح کا اتباع کرتے ہیں اور ان پر ایمان رکھتے ہیں، ان کی تصدیق کرتے ہیں۔ پس اللہ ان کے ہاتھ پر مرے ہوئے لوگوں کو زندہ کرتا ہے

اس قول کے حاشیے پر کتاب کے محقق، عبدالعزیز بن صالح فرماتے ہیں

.ذكر العلامة ابن كثير رحمه الله تعالى كثيراً من القصص عن إحياء الموتى في أمة محمد ﷺ 1
.انظر: البداية والنهاية 6161-166. وانظر ما تقدم في هذا الكتاب ص 162، 593، 594

ابن کثیر نے اپنی کتاب البدایہ و النہایہ میں ایسے کثیر واقعات کا ذکر کیا ہے کہ جس میں مردے زندہ ہوئے نبی اکرم کی امت میں۔

ایک مثال ہم دیتے چلیں اسی البدایہ سے۔ البدایہ، ج ٦، ص ١٦٩-١٧٠؛ پر یہ واقعہ لکھا ہے

قال الحسن بن عروة: ثنا عبد الله بن إدريس، عن إسماعيل بن أبي خالد، عن أبي سبرةالنخعي، قال: أقبل رجل من اليمن فلما كان ببعض الطريق، نفق حماره فقام فتوضأ ثم صلى ركعتين ثم قال: اللهم إني جئت من الدفينة مجاهدا في سبيلك وابتغاء مرضاتك، وأنا أشهد أنك تحيي الموتى وتبعث من في القبور، لا تجعل لاحد علي اليوم منة، أطلب إليك اليوم أن تبعث حماري، فقام الحمار ينفض أذنيه، قال البيهقي: هذا .إسناد صحيح

ابو سبرہ کہتے ہیں کہ یمن سے ایک شخص آیا، اور اس کا گدھا راستے میں مر گیا۔ پس وہ کھڑا ہوا، وضو کی، ٢ رکعت نماز ادا کی، اور پھر کہا: اے اللہ! میں تیری راہ میں مجاہد بن کر آیا تاکہ تیری رضا حاصل کر سکوں۔ بے شک تو ہی مردوں کو زندہ کرتا ہے، اور قبروں سے اٹھاتا ہے۔

مجھے دوسروں کا محتاج نہ کر، اور اس کو زندہ کر دے۔ پس وہ گدھا کان ہلاتا کھڑا ہو گیا۔ بیہقی کہتے ہیں کہ یہ سند صحیح ہے

اسی کتاب، النبوات، ج ۲، ص ۸۲۱، پر ابن تیمیہ مزید لکھتے ہیں

.بخلاف إحياء الموتى: فإنّه اشترك فيه [كثيرٌ] 4 من الأنبياء، بل ومن الصالحين5

جہاں تک مردوں کا زندہ کرنے کی بات ہے، اس میں کئی انبیاء شریک ہیں، بلکہ کئی سارے نیک لوگ بھی شریک ہیں

کتاب کے محقق، اس کے حاشیے پر درج کرتے ہیں

انظر بعض القصص في إحياء الله الموتى على يد بعض الصالحين، في البداية والنهاية 6161-166، 5 295-297. وقال شيخ الإسلام رحمه الله في الجواب الصحيح 417: "فإنّ أعظم آيات المسيح عليه السلام: إحياء الموتى، وهذه الآية قد شاركه فيها غيره من الأنبياء؛ كإلياس، وغيره.....

کچھ نیک لوگوں کے ہاتھ پر اللہ کا مردوں کو زندہ کرنے کے واقعات کے لیے البدایہ دیکھئے۔ اور ابن تیمیہ نے اپنے ایک صحیح جواب میں کہا: مسیح کے بڑے معجزات میں ایک مردوں کو زندہ کرنا ہے۔ اور اس میں کئی غیر انبیاء بھی شریک ہیں جیسے کہ الیاس وغیرہ

ابن تیمیہ اپنی مجموع الفتاوی، ج ۳، ص ۱۵٦، پر مزید تحریر کرتے ہیں

وَمِنْ أُصُولِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ: التَّصْدِيقُ بِكَرَامَاتِ الْأَوْلِيَاءِ وَمَا يُجْرِي اللَّهُ عَلَى أَيْدِيهِمْ مِنْ خَوَارِقِ الْعَادَاتِ فِي أَنْوَاعِ الْعُلُومِ وَالْمُكَاشَفَاتِ وَأَنْوَاعِ الْقُدْرَةِ وَالتَّأْثِيرَاتِ كَالْمَأْثُورِ عَنْ سَالِفِ الْأُمَمِ فِي سُورَةِ الْكَهْفِ وَغَيْرِهَا وَعَنْ صَدْرِ هَذِهِ الْأُمَّةِ مِنْ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ وَسَائِرِ قُرُونِ الْأُمَّةِ وَهِيَ مَوْجُودَةٌ فِيهَا إلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

اہلسنت کے بنیادی اصول میں یہ کہ وہ تصدیق کرتے ہیں اولیاء کے کرامات کا جو اللہ ان کے ہاتھ پر جاری کرتا ہے جو کہ عام مشاہدے کے برخلاف ہوتے ہیں، اور یہ مختلف علوم، مکاشفہ اور مختلف طاقتوں اور تاثیرات (یعنی اثرانداز ہونا) میں ہوتے ہیں۔ جیسا کہ پچھلی امتوں میں ہوا، اور سورہ کہف وغیرہ میں اس کا ذکر ہے۔ یا پھر اس امت کے ابتدائی ایام میں صحابہ، تابعین اور بعد میں آنے والوں کے لیے ہوا- اور یہ قیامت تک ادھر رہے گا

ایک مثال دیتے چلیں۔ ابن کثیر البدایہ، ج ٦، ص ۲۹۲؛ پر درج کرتے ہیں

وروى البيهقي من طريق أبي النضر، عن سليمان بن المغيرة: أن أبا مسلم الخولاني جاء إلى دجلة وهي ترمي الخشب من مدها فمشى على الماء والتفت إلى أصحابه، وقال: هل تفقدون من متاعكم شيئا فندعو الله تعالى؟ ثم قال: هذا إسناد صحيح

بیہقی نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ ابو مسلم خولانی دریائے دجلہ کے کنارے پہنچا، تو وہ لکڑیاں باہر پھنیک رہا تھا (یعنی طغیانی میں تھا)۔ وہ اس پر چلنے لگے اور اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ اگر کوئی چیز نہ مل رہی ہو تو بتاو تا کہ اللہ سے دعا کروں ۔ بیقہی نے کہا کہ یہ سند صحیح ہے

ابن کثیر اس کے بعد ایک اور سند سے اس واقعے کی تفصیل لکھتے ہیں کہ جب ان کے اصحاب گذر رہے تھے تو انہوں نے کہا کہ اگر کوئی چیز گم گئی ہو تو بتاو، میں ضمانت لیتا ہوں، اور ایک شخص نے جان بوجھ کر کچھ پھینک دیا، اور پھر ابو مسلم سے کہا تو انہوں نے وہ چیز واپس دلا دی

اس طرح کی کئی واقعات ابن تیمیہ نے اپنی کتاب، الفرقان بین اولیاء الرحمن و اولیا الشیطان، میں درج کی ہیں۔

موصوف ص ۱۵۸ پر باب باندھتے ہیں

كرامات الصحابة والتابعين

اور اس میں کئی واقعات درج کرتے ہیں

ص ١٦٢ پر علاء بن الحضرمی کا ایک واقعہ درج کرتے ہیں

ودعا الله لما اعترضهم البحر ولم يقدروا على المرور بخيولهم، فمروا كلهم على الماء ما ابتلت سروج خيولهم، ودعا الله أن لا يروا جسده إذا مات، فلم يجدوه في اللحد

جب وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک سمندر پر پہنچے، اور ان میں یہ قدرت نہ تھی کہ اسے عبور کرتے، تو انہوں نے اللہ سے دعا کی، اور وہ اپنے ساتھیوں سمیت پانی پر چلنے لگے

اور انہوں نے اللہ سے دعا کی کہ مرنے کے بعد ان کا جسم کوئی نہ دیکھے، پس کسی نے ان کا جسم قبر میں نہ دیکھا

ص ١٦٣ پر لکھتے ہیں

وتغيب الحسن البصري عن الحجاج، فدخلوا عليه ست مرات فدعا الله عز وجل فلم يروه

حسن بصری حجاج سے چھپ گیا، وہ ٦ بار ان کو پکڑنے آیا، مگر انہوں نے اللہ سے دعا کی، اور وہ دیکھ ہی نہ سکا

یعنی باضابطہ طور پر وہ غائب ہو گئے

اسی صفحے پر انہوں نے وصلہ ابن اشیم کا واقعہ بھی لکھا کہ ان کا گھوڑا جنگ میں مر گیا، اور انہوں نے دعا کی تو وہ زندہ ہو گیا

اسی طرح صفحہ ١٦٥ پر درج کرتے ہیں

وكان مطرف بن الشخير إذا دخل بيته سبحت معه آنيته، وكان هو وصاحب له يسيران في ظلمة، فأضاء لهما طرف السوط.

مطرف جب اپنے گھر میں آتے، تو ان کے برتن ان کے ساتھ تسبیح کرتے - اور وہ جب وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اندھیرے میں چلتے ، تو ان کے کوڑے یا چابک کا کنارہ روشنی دیتا

ص ١٥٨ اور ١٥٩ پر درج کرتے ہیں

وكانت الملائكة تسلم على عمران بن حصين، وكان سلمان وأبو الدرداء يأكلان في صحفة، فسبحت الصحفة أو سبح ما فيها.

عمران بن حصین کو فرشتے سلام کرتے۔ اور سلمان اور ابو دردا جب پیالے میں کھاتے، پیالہ تسبیح پڑھتا یا پھر جو کچھ اس پیالے میں ہوتا، وہ تسبیح پڑھتا

ابن یتمیہ نے صفحہ ١٥٨ سے لے کر ١٦٦ تک کئی ایسے واقعات درج کیے۔ اب سب کا ترجمہ کرنا تو ممکن نہیں، کچھ آپ لوگوں نے دیکھ لیے ہیں

ان کے شاگردِ خاص، ابن قیم اپنی کتاب مدارج السالکین، ج ٢، ص ۴۵٩؛ میں ابن تیمیہ کے بارے میں درج کرتے ہیں

.وَأَخْبَرَنِي غَيْرَ مَرَّةٍ بِأُمُورٍ بَاطِنَةٍ تَخْتَصُّ بِي مِمَّا عَزَمْتُ عَلَيْهِ، وَلَمْ يَنْطِقْ بِهِ لِسَانِي
.وَأَخْبَرَنِي بِبَعْضِ حَوَادِثَ كِبَارٍ تَجْرِي فِي الْمُسْتَقْبَلِ. وَلَمْ يُعَيِّنْ أَوْقَاتَهَا. وَقَدْ رَأَيْتُ بَعْضَهَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ بَقِيَّتَهَا
.وَمَا شَاهَدَهُ كِبَارُ أَصْحَابِهِ مِنْ ذَلِكَ أَضْعَافُ أَضْعَافِ مَا شَاهَدْتُهُ. وَاللَّهُ أَعْلَمُ

مجھے کئ مرتبہ ابن تیمیہ نے ایسے با طنی امور کی خبر دی جو میرے سا تھ خاص تھیں میں نے صرف ارادہ کیا تھا زبان سے نھیں بولا تھا ، اور مجھے بعض ایسے بڑے واقعات کی بھی خبر دی جو مستقبل میں ھونے والے تھے ، ان میں سے بعض تو میں نے دیکھ لیئے ھیں باقی کا انتظار کر رھا ھوں ، اور جو کچھہ شیخ الا سلام کے بڑے اصحاب نے مشاھدہ کیا ھے وہ اُس سے دوگناھے جو میں نے مشاھدہ کیا

کیونکہ قرآن میں سورہ سجدہ آیت 5 میں اللہ نے فرمایا کہ

اس سے پچھلے صفحے پر تو انہوں نے درج کیا کہ ابن تیمیہ نے پہلے سے یہ بتا دیا تھا کہ تاتاری شام پر حملہ کریں گے، اور قتلِ عام ہو گا۔ اور اس کے بعد انہوں نے یہ بھی بتایا کہ اب تاتاریوں کو شکست ہو گی
اور اس پر انہوں نے ۷۰ بار سے زیادہ قسمیں اٹھائیں

جب لوگوں نے بہت پوچھا، تو کیا جواب دیا؟ ملاحظہ ہو

قَالَ: فَلَمَّا أَكْثَرُوا عَلَيَّ. قُلْتُ: لَا تُكْثِرُوا. كَتَبَ اللَّهُ تَعَالَى فِي اللَّوْحِ الْمَحْفُوظِ. أَنَّهُمْ مَهْزُومُونَ فِي هَذِهِ الْكَرَّةِ. وَأَنَّ النَّصْرَ لِجُيُوشِ الْإِسْلَامِ.

جب انھوں نے بہت زیادہ سوال کیے تو کہا کہ بہت سوال نہ کر، اللہ تعالی نے لوح محفوظ پر لکھ دیا ھے کہ تاتاریوں کو اِس مرتبہ شکست ہو گی اور فتح مسلمان لشکروں کی ہو گی

اسی طرح اپنی کتاب، الروح، ص ۳۴؛ پر ابن قیم کہتے ہیں

وَقد حَدَّثَنِی غیر وَاحِد مِمَّن كَانَ غير مائل إِلَيّ شيخ الْإِسْلَام ابْن تَيْمِية أَنه رَآهُ بعد مَوته وَسَأَلَهُ عَن شَيْء كَانَ يشكل عَلَيْهِم من مسَائِل الْفَرَائِض وَغَيرهَا فَأَجَابَهُ بِالصَّوَابِ

اور مجھ سے کئی لوگوں نے جو ابن تیمیہ کی طرف مائل بھی نہ تھے، یہ بیان کیا کہ انہوں نے ابن تیمیہ کو مرنے کے بعد دیکھا، اور ان سے فرائض وغیرہ میں ایسے مسائل جو ان کے لیے مشکل تھے ،ان کے بارے میں پوچھا۔ اور انہوں نے صحیح جواب دیا

مرنے کے بعد سوال جواب ہو رہے ہیں،
جو باتیں خاص ہیں، اور بتائی بھی نہیں گئیں، وہ بتلائی جا رہی ہیں
مستقبل کی خبریں دی جا رہی ہیں
لوح محفوظ پر کیا لکھا جا رہا ہے، وہ بتایا جا رہا ہے
سمندر اور بھپرے دریاوں پر چلا جا رہا ہے
سمندر اور طغیانی والے دریاوں پر چلا جا رہا ہے
مردوں کو زندہ کیا جا رہا ہے
تاثیر الکونی اور کراماتِ اولیا کے نام پر یہ بھی تسلیم کیا جا رہا ہے کہ یہ قیات تک ہو گا

مگر جب ایسی کوئی بات شیعہ کتب میں آ جائے، تو پھر شرک و غلو کے نعرے بلند ہونا شروع ہو جاتے ہیں

يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ

آسمان سے زمین تک وہی تدبیر کرنے والا ہے

اسی طرح سورہ زخرف، آیت 32 میں ارشاد فرمایا

أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۚ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ

کیا وہ آپ کے رب کی رحمت تقسیم کرتے ہیں ان کی روزی تو ہم نے ان کے درمیان دنیا کی زندگی میں تقسیم کی ہے

مگر یاد رہے کہ یہ شیعہ احادیث کے متضاد نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ کے حکم سے جب کوئی امر کیا جائے، اللہ اسے اپنا عمل قرار دیتا ہے۔ کیونکہ وہ کام اصل میں اللہ کے حکم سے ہی سر انجام پاتا ہے۔ اور اس کی طاقت بھی اسی ذات نے عطا کی ہے۔ قرآن میں اللہ نے سورہ نازعات آیت 5 میں ارشاد فرمایا

اور وہ جو تدبیر کرتے ہیں حکم کے مطابق

اس کی تفسیر میں ابن کثیر کہتے ہیں

اور یہ قول (فالمدبرات امرا): علی، مجاہد، عطاء، ابو صالح، حسن، قتادہ، ربیع ابن انس اور سدی نے کہا کہ یہ فرشتے ہیں۔ اور حسن نے اس میں اضافہ کیا کہ وہ تدبیر کرتے

ہیں آسمان سے زمین تک یعنی اپنے رب کے حکم پر۔ اور اس میں کسی نے اختلاف نہیں کیا

ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر، 313/8

اسی طرح ابن قیم جوزی اپنی کتاب، اغاثۃ اللھفان فی مصاید الشیطان، 130/2 میں کہتے ہیں

یہاں مقصد یہ ہے کہ اللہ نے تمام بالائی اور نشیبی (یعنی آسمانوں اور زمینوں) پر ملائکہ کو انچارج بنایا ہے۔ وہ اس کے اذن و مشیت و حکم سے ان عالمین کی تدبیر کرتے ہیں۔ اس وجہ سے یہاں تدبیر کرنے والے انہیں کہا گیا ہے کیونکہ وہ براہ راست یہاں پر تدبیر کر رہے ہیں جیسا کہ قول ہے فالمدبرات امرا

اسی طرح سورۃ الذاریات میں آیت 4 میں ارشاد فرمایا

اور جو ہمارے حکم سے تقسیم کرتے ہیں

تفسیر جلالین، صفحہ 692 پر اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے

(اور جو تقسیم کرتے ہیں ہمارے حکم سے): یعنی وہ فرشتے جو رزق، بارش وغیرہ شہروں اور لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں

ابو بکر جابر بن موسی الجزائری اپنی کتاب ایسار التفاسیر لکلام العالی الکبیر، 154/5 پر کہتے ہیں

جو ہمارے حکم سے تقسیم کرتے ہیں: یعنی فرشتے جو حکم خدا سے رزق اور بارش تقسیم کرتے ہیں لوگوں کے درمیان

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہاں پر حکم اللہ کا ہی ہے، مگر تقسیم فرشتے کر رہے ہیں، اور اس پر شرک کا نعرہ بلند نہیں کیا جا سکتا۔ جو اس طرح کے معاملات میں شرک کا نعرہ لگاتے ہیں، وہ قطعی طور پر غلط فہمی کا شکار ہیں

ایک اور روایت صحیح مسلم، 2037/4 روایت نمبر 2645 سے پیش کرتے ہیں

عامر بن واثلہ عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ بدبخت ماں کے بطن سے ہی بد بخت ہوتا ہے، اور نیک بخت وہ ہے جو دوسروں سے سیکھ لے۔ پھر عامر حضرت حزیفہ کے پاس گئے، اور ان سے یہ قول بیان کیا اور کہا کہ یہ کیونکر ہو کہ کسی نے کوئی عمل ہی نہ کیا ہو اور بد بخت ہو جائے۔ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ کیا تمہیں حیرت ہے؟ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جب نطفے کو رحم میں 40 راتیں گذر جاتی ہیں، تو اللہ ایک فرشتے کو بھیجتا ہے، وہ اس بچے کی تصویر بنایا تھا، پھر اس کی سماعت، بصارت، جلد اور ہڈیوں کو تخلیق کرتا ہے، پھر اللہ سے پوچھتا ہے کہ اے میرے رب! لڑکا یا لڑکی؟ پھر جو اللہ کی مرضی ہو وہ کر دیتا ہے۔ پھر پوچھتا ہے کہ اے میرے رب! کتنی عمر لکھوں؟ پھر جو اللہ کی مرضی ہو وہ لکھ دیتا ہے۔ پھر پوچھا ہے کہ اے میرے رب! کتنا رزق لکھوں؟ پھر جو اللہ کی مرضی ہو لکھ دیتا ہے۔ پھر وہ فرشتے صحیفہ لے کر باہر آ جاتا ہے، اور نہ اس میں کوئی اضافہ ہوتا ہے نہ کمی

یہاں پر بالکل واضح ہے کہ فرشتہ تصویر بناتا ہے، اور پھر تخلیق بھی کر رہا ہوتا ہے

صحیح مسلم، 2037/4 روایت نمبر 2645 (4) میں بھی ایک روایت موجود ہے کہ جس میں یہ لکھا ہے کہ فرشتہ انسان کی شکل بناتا ہے

اگرچہ اس موضوع پر اور حوالہ جات بھی پیش کیے جا سکتے ہیں مگر جو اہم بات ہے وہ یہ ہے کہ یہاں نہ صرف یہ کہ فرشتے تخلیق کر رہے ہیں، بلکہ انہیں غیب کا بھی علم ہے، اور وہ اس طرح کہ ہماری پیدائش سے پہلے ہی وہ یہ جانتے ہیں کہ ہم شقی ہیں یا سعید؟ عمر کتنی ہے؟ رزق کتنا ہے؟ وغیرہ

یہ الگ بات کہ اگر یہی بات کسی آدمی کے متعلق کہہ دی جائے کہ اسے علم ہے، تو کئی وہابی سلفی حضرات اس پر بھی شرک کا الزام لگا دیں گے[23]

[23]

از مترجم:- توجہ رہے کہ شرک کے اندر زندہ مردہ، جاندار بے جان کا تصور نہیں ہوا کرتا۔ مثال کے طور پر آپ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کر سکتے۔ اگر کوئی کسی زندہ کی عبادت کرے تو زندہ کی عبادت کرنا بھی شرک ہے، اور یہی حال مرے ہوے کے کیس میں بھی ہو گا
اسی طرح جاندار ہو یا بے جان، دونوں صورتوں میں شرک لازم آئے گا
اس نکتے کو فراموش نہ کریں
جو خدا زندہ کو مدد کرنے کی صلاحیت دیتا ہو، وہ فالج زدہ سے یہ صلاحیت سلب بھی کر لیتا ہے۔ وہ جسے چاہے عطا کرے، جس سے چاہے سلب کر لے
اگر بفرض محال اس بات کو شرک کہا جائے کہ مرنے کے بعد کیسے کوئی مدد کر سکتاہے ، بلکہ اگر میں یوں کہوں کہ کائنات میں تصرف کر سکتا ہے، تو انہیں چاہیے کہ سب سے پہلے یہ فتوی جلال الدین سیوطی پر لگائیں۔
وہ اپنی کتاب الحاوی للفتاوی، ج 2، ص 317 پر ایک بحث کا آغاز کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نہ صرف زندہ ہیں بلکہ زمین و آسمان میں تصرف کرتے ہیں۔ اور اس حوالے سے کئی علماء کا ذکر کرتے ہیں، اور آخر میں اپنی بحث ص 319 پر کو یوں سمیٹتے ہیں

فَحَصَلَ مِنْ مَجْمُوعِ هَذِهِ النُّقُولِ وَالْأَحَادِيثِ أَنَّ النَّبِيَّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - حَيٌّ بِجَسَدِهِ وَرُوحِهِ، وَأَنَّهُ يَتَصَرَّفُ وَيَسِيرُ حَيْثُ شَاءَ فِي أَقْطَارِ الْأَرْضِ وَفِي الْمَلَكُوتِ وَهُوَ بِهَيْئَتِهِ الَّتِي كَانَ عَلَيْهَا قَبْلَ وَفَاتِهِ لَمْ يَتَبَدَّلْ مِنْهُ شَيْءٌ، وَأَنَّهُ مُغَيَّبٌ عَنِ الْأَبْصَارِ كَمَا غُيِّبَتِ الْمَلَائِكَةُ مَعَ كَوْنِهِمْ أَحْيَاءً بِأَجْسَادِهِمْ، فَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ رَفْعَ

سنن ابو داؤد کی شرح عون المعبود، 11/253-254 میں عظیم آبادی صاحب رقمطراز ہیں

ان میں وہ روایت بھی ہے جو عبادہ بن صامت مرفوع انداز میں بیان کرتے ہیں اور احمد نے اسے مسند میں درج کیا ہے کہ اس امت میں 30 ابدال ہیں جن کے دل ابراہیمؑ کے دل کی مانند ہیں۔ جب ان میں ایک مر جائے، اللہ اس کی جگہ دوسرا لے آتا ہے۔ سیوطی نے اسے الجامع الصغیر میں درج کیا ہے۔ اور عزیزی اور مناوی نے اس کی شرح میں کہا کہ اس کی سند صحیح ہے

اور ان میں وہ روایت بھی ہے جو عبادہ بن صامت سے ہے کہ اس امت میں 30 ابدال ہیں جن کے زریعے یہ زمین قائم ہے، اس میں ان کے ذریعے بارش ہوتی ہے اور ان کے ذریعے مدد کی جاتی ہے۔ طبرانی نے اسے المعجم الکبیر میں درج کیا، اور سیوطی نے بھی اسے مذکورہ کتاب میں درج کیا، اور عزیزی اور مناوی نے کہا کہ سند صحیح ہے

اور اس میں وہ روایت بھی شامل ہے کہ جو عوف بن مالک نے روایت کی کہ ابدال اہل شام میں سے ہیں، ان کے ذریعے مدد کی جاتی ہے، اور ان کے ذریعے رزق پہنچایا جاتا ہے۔ طبرانی نے اسے المعجم الکبیر میں درج کیا، اور سیوطی نے بھی مذکورہ کتاب میں اسے درج کیا۔ عزیزی اور مناوی نے کہا کہ یہ سند حسن درج کی ہے

الْحِجَابِ عَمَّنْ أَرَادَ إِكْرَامَهُ بِرُؤْيَتِهِ رَآهُ عَلَى هَيْئَتِهِ الَّتِي هُوَ عَلَيْهَا، لَا مَانِعَ مِنْ ذَلِكَ، وَلَا دَاعِيَ إِلَى التَّخْصِيصِ بِرُؤْيَةِ الْمِثَالِ.

ان سب اقوال و احادیث کے مجموعے سے یہ حاصل ہوا کہ نبی پاک اپنے جسم و روح سمیت زندہ ہیں۔ اور وہ زمین و آسمان میں تصرف کرتے ہیں، چلتے ہیں اور وہ اسی صورت میں ہیں کہ جس میں وہ موت سے پہلے تھے۔ ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہے۔ وہ آنکھوں سے اوجھل ہیں جیسا کہ فرشتے غائب ہیں جبکہ وہ اپنے جسموں سمیت زندہ ہیں۔ جب اللہ کسی کو عزت دینا چاہے تو وہ حجاب کو اٹھا دیتا ہے، پھر وہ ان کو ان کی ہیت میں دیکھتا ہے۔ اس میں کوئی ممانعت نہیں۔ اور اس میں کوئی مسئلہ نہیں کہ انہیں مثالی صورت میں مخصوص کیا جائے

اور انہی میں وہ بھی ہے جو حضرت علیؑ سے روایت ہوئی کہ ابدال شام میں ہیں، اور وہ 40 مرد ہیں۔ جب ان میں کوئی مر جائے، تو اللہ اس کی جگہ پر دوسرے کو لے آتا ہے۔ ان کے ذریعے بارشیں ہوتی ہیں، ان کے ذریعے مدد ہوتی ہے دشمنوں پر، اور ان کے ذریعے اہل شام سے عذاب ٹلتا ہے۔ احمد نے اسے درج کیا اور عزیزی اور مناوی نے کہا کہ یہ سند حسن ہے

یاد رہے کہ ابدال کے وجود پر روایات متواتر مانی جاتی ہیں، اسی وجہ سے ابو عبداللہ الکتانی نے انہیں اپنی کتاب نظم المتنثر من احادیث المتواتر، ص 220 روایت نمبر 279 میں درج کیا۔ اور درج کیا کہ یہ 9 صحابہ سے ان کے بارے روایات آتی ہیں

اور وہ یہ بھی کہتے ہیں

ابن جوزی نے یہ گمان کیا کہ یہ ساری روایات موضوع ہیں، مگر سیوطی نے اس پر مخالفت کی، اور کہا کہ یہ صحیح ہیں، اور اگر آپ چاہیِ تو کہیں کہ متواتر ہیں

اور جب کوئی روایت حد تواتر پر ہو، تو پھر سند کا ضعف اسے نقصان نہیں پہنچاتا

اب اگر یہ ساری باتیں شرک میں مان لی جائیں، تو کئی سارے علمائے اہل سنت اس کے زد میں آئیں گے۔

بہر کیف، ہماری روایات کے مطابق تو یہ معتبر اسناد سے مروی ہیں، اور ان کے مدنظر رکھتے ہوئی ہم کہہ سکتے ہیں کہ امام ہر وقت اللہ کے نظام میں اپنا کردار ادا کر رہا ہے۔ چاہے لوگ اسے سمجھ سکیں یا نہیں

الغیبۃ: شیعہ احادیث اور علماء

زمین پر ہمیشہ اللہ کی طرف سے ایک ہادی ہوتا ہے۔ علامہ مجلسی بحار الانوار، 26/23 باب 1، روایت نمبر 35 میں یہ روایت درج کرتے ہیں

امام ابو جعفر الباقرؑ فرماتے ہیں کہ اللہ زمین کو اس حال میں نہیں چھوڑتا سوائے اس کے کہ اس میں ایک عالم ہوتا ہے جو جانتا ہے کہ اللہ کے دین میں کیا کمی بیشی کی جا رہی ہے۔ جب مومنین اس میں اضافہ کرتے ہیں، تو وہ اسے ختم کر دیتا ہے، اور جب وہ اس میں کمی کرتے ہیں، وہ اسے پورا کر دیتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو مسلمان شک و شبہ میں پڑ جاتے

اس روایت کو شیخ آصف محسنی نے مشرعۃ بحار الانوار، 405/1 میں معتبر قرار دیا

اور ظاہر ہے کہ اس عالم سے مراد وہ امام ہے جو کہ اہل بیتؑ سے تعلق رکھتا ہے، اور اس پر دلیل حدیث ثقلین ہے۔ شیخ حسن سقاف اپنی کتاب، صحیح شرح العقیدہ الطحاویہ، ص 654 پر درج کرتے ہیں

ترمذی نے صحیح سند کے ساتھ درج کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم میں چھوڑے جا رہا ہوں، کہ اگر تم نے ان سے تمسک کیا، تو تم قطعی طور پر گمراہ نہ ہو گے۔ ان میں ایک تو اللہ کی کتاب ہے، جو کہ زمین سے آسمان تک پھیلی ہوئی ہے۔ اور

دوسری میری عترت اہل بیت ہے۔ یہ ہر گز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گی، حتی کہ حوض پر آ جائیں، پس تم دیکھنا کہ تم ان کے ساتھ کیسا برتاؤ کرتے ہو

جبکہ امام عالی مقام کے قول سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ موجود ہوتے ہیں۔ دوسری روایات اس بات کو واضح کرتی ہیں کہ امام ظاہر بھی ہو سکتا ہے، اور غائب بھی۔

علامہ مجلسی بحار الانوار، 23/23 باب 1 روایت نمبر 26 پر یہ روایت درج کرتے ہیں

امام ابو جعفرؑ فرماتے ہیں کہ زمین کی بقا نہیں سوائے امام ظاہر یا باطن کے

شیخ آصف محسنی نے اس روایت کو مشرعة بحار الانوار،405/1 میں معتبر قرار دیا

اسی طرح شیخ زکریا نے بھی اس روایت کی سند کو اپنی کتاب الصحیح و المعتبر من اخبار الحجة المنتظر، ص 26 پر صحیح قرار دیا

اسی طرح علامہ مجلسی نے بحار الانوار، 33/23 باب 1، روایت نمبر 54 پر ایک روایت نقل کی ہے کہ جس میں امام الصادقؑ فرماتے ہیں کہ

عیسیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان 500 سال کا وقفہ تھا کہ جس میں 250 سال ایسے تھے کہ جس میں نہ تو کوئی نبی تھا اور نہ ہی کوئی عالم ظاہر تھا۔ راوی نے پوچھا کہ وہ کیا کرتے تھے؟ امام نے جواب دیا کہ وہ دین عیسوی کے پیروکار تھے۔ راوی نے پوچھا کہ پھر وہ کیا ہوئے؟ امام نے جواب دیا کہ وہ مومن تھے۔ پھر امام نے کہا کہ

زمین نہیں رہتی مگر یہ کہ اس میں ایک عالم ہو

علامہ محسنی نے اس سند کو بھی مشرعة 405/1 میں معتبر قرار دیا

علامہ طباطباعی اپنی تفسیر المیزان، 257/19 میں اس روایت کے بعد واضح کرتے ہیں

میں یہ کہتا ہوں: عالم سے مراد وہ امام ہے جو کہ حجت ہو

اب سوال یہ ہے کہ اس عرصے میں کہ جب امام آشکارہ نہ ہوں، تو ہمارا عمل کیا ہونا چاہیے؟ اس کو جواب ہمیں اس روایت سے ملتا ہے

امام جعفر الصادقؑ فرماتے ہیں کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ جب ان کا امام غائب ہو گا۔ امام سے سوال ہوا کہ پھر لوگ اس زمانے میں کیا کریں؟ امام نے جواب دیا کہ وہ ان احکام سے تمسک رکھیں کہ جو ان کے لیے آشکارہ ہوں

ملاحظہ ہو کمال الدین و تمام النعمہ، از شیخ صدوق، ص 350، باب 33 روایت نمبر 44

شیخ زکریا نے اس روایت کی سند کو اپنی کتاب الصحیح و المعتبر من اخبار الحجة المنتظر، ص 16 پر صحیح قرار دیا

اسی طرح الکافی، 52/1 روایت نمبر 10 پر ایک روایت ملتی ہے

امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا کہ اپنی کتابوں کی حفاظت کرو۔ بہت جلد تمہیں ان کی حاجت ہو گی۔

علامہ مجلسی نے مراۃ العقول، 180/1 میں اس روایت کو موثق مگر صحیح کی مانند قرار دیا

اسی طرح شیخ ہادی نجفی نے اس روایت کی سند کو موسوعۃ احادیث اہل بیت، 77/3 میں معتبر قرار دیا

یعنی آج ہمارے پاس وہ کتابیں جو کہ ائمہ اہل بیت کے اقوال سے مزین ہیں، وہ حجت کے درجے پر پہنچ گئی ہیں[24]۔

اور ہم پر واجب ہے کہ ہم ان کا علم حاصل کریں۔ الکافی، 30/1 پر یہ روایت ملتی ہے

24
اللہ کے کرم سے کافی کتابیں اردو زبان میں بھی آ چکی ہیں، بلکہ انٹرنیٹ پر بھی دستیاب ہیں۔ مثال کے طور پر وسائل الشیعہ کا اردو ترجمہ دستیاب ہے۔ الکافی اور من لا یحضرۃ الفقیہ بھی آ چکی ہیں۔ اگرچہ الکافی ابھی مکمل نہیں ہوئی
نیز علامہ آصف محسنی نے معجم الاحادیث المعتبرہ کے نام سے ایک کتاب تالیف کی ہے۔ اور اس میں انہوں نے قریب 11500 روایات کے معتبر ہونے کے طرف اشارہ کیا ہے۔ یاد رہے کہ شیخ محسنی علم الرجال میں کافی سخت مانے جاتے ہیں
نیز ہمارے پاس دیگر کتب بھی موجود ہیں کہ جس میں معتبر روایات کو جمع کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر فقہ کے لحاظ سے شیخ حسن بن شہید الثانی کی کتاب، منتقی الجمان فی الاحادیث الصحاح و الحسان کا نام کافی اہم ہے۔ اس میں بھی صرف صحیح یا حسن درجے کی روایات ہیں
اور بھی کتابیں موجود ہیں۔ اور اللہ کرے کہ یہ ساری کتب اردو میں آ سکیں آمین
جب اس ناچیز کو حج پر جانے کی سعادت ملی تھی، تب میں نے کوشش کی تھی کہ میں منتقی الجمان کے جلد 3 کا ترجمہ انگریزی میں کر دوں تاکہ لوگوں کو آسائش ہو سکے۔ اس میں حج کے متعلق روایات موجود ہیں
اس میں کافی کام تو کر لیا تھا مگر مصروفیات کے بنا پر مکمل نہیں کر سکا تھا
انشاء اللہ کوشش کروں گا کہ اسے مکمل کر سکوں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ علم طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ ان سے محبت کرتا ہے جو کہ علم کے حصول کے لیے کوشش کرتے ہیں

اس روایت کے کئی طرق ہیں،شیعہ اور سنی مصادر میں، اور اسی وجہ سے شیخ آصف محسنی نے مشرعة، 43/1 میں یہ کہا کہ اس وجہ سے ہمیں یہ یقین ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے

بلکہ شیخ حر العاملی نے تو عمل العامل، ج 1، ص 4 پر کہا کہ یہ تواتر تک پہنچی ہوئی ہے

سوال یہ ہے کہ علم کیا ہے؟ سورہ بقرہ میں آیت 120 میں اللہ نے کہا

کہہ دو! کہ ہدایت بس اللہ کی ہدایت ہے۔ اور اگر تم نے ان کے نفسانی خواہشات کی اتباع کی علم آنے کے بعد، تو اللہ کے مقابلے میں تمہارے کون ولی یا نصیر ہو گا

یعنی علم وہ ہے کہ جو اللہ کی جانب سے ہے

اسی وجہ سے ائمہؑ نے تو لوگوں کے تین ہی اقسام بنائے ہیں۔ الکافی، 34/1 پر یہ روایت ملتی ہے

امام الصادقؑ فرماتے ہیں کہ لوگوں کی تین ہی اقسام ہیں: عالم، متعلم اور گندگی۔ پس ہم عالم ہیں، ہمارے شیعہ متعلم (یعنی طالب علم) ہیں، اور باقی سب گندگی ہے

علامه مجلسی نے اس روایت کو مراۃ العقول، 111/1 میں صحیح قرار دیا

گویا شیعه وہ ہیں که جو طالب علم ہیں۔

اور ائمهؑ نے اس بات کو بالکل واضح کر دیا تھا که حق صرف وہ ہے جو ائمه سے ہمیں ملے، جس کی تعلیم انہوں نے دی تھی۔ الکافی، 399/1 روایت نمبر 1 میں یه روایت ملتی ہے

امام الباقرؑ سے مروی ہے که آپؑ نے فرمایا: لوگوں میں کسی ایک کے پاس بھی حق و سچ نہیں ہے، اور نه ہی کوئی ایک حق کے ساتھ فیصله کر سکتا ہے سوائے اس کے که وہ ہم اہل بیت نے کہی ہو۔ جب لوگ کسی امر میں تقسیم ہو جائیں، تو صحیح بات حضرت علیؑ کے جانب ہے

علامه مجلسی نے اس روایت کو مراۃ العقول، 307/4 میں صحیح قرار دیا

اسی طرح یه ارشاد بھی امام باقرؑ سے ملتا ہے که آپ نے فرمایا

تم مشرق و مغرب چلے جاؤ مگر تمہیں صحیح علم صرف ہماری طرف سے ملے گا

ملاحظه ہو الکافی، 399/1

علامه مجلسی نے اسے بھی مراۃ، 309/4 میں صحیح قرار دیا

اس سے بھی زیادہ واضح روایت ہمیں امام باقر کی طرف سے حکم بن عتیبه کے بارے میں ملتی ہے که جسے امامؑ نے اس آیت کے مصداق قرار دیا که جس میں الله نے کہا که یه وہ لوگ ہیں که جو الله اور آخرت کے بارے میں ایمان کی بات تو کرتے ہیں، مگر مومن نہیں، اس شخص کے بارے میں امام نے کہا

اسے مشرق و مغرب جانے دو، مگر خدا کی قسم! اسے علم نہیں ملے گا سوائے اس اہل بیت کے جہاں جبرئیل کا نزول ہوا تھا

دیکھیے الکافی، 1/399-400 روایت نمبر 4

اس روایت کو بھی علامه مجلسی نے مراۃ 309/4 میں صحیح قرار دیا

یعنی بالکل واضح بات ہے که علم صرف اہل بیتؑ کے پاس سے ہی ملے گا

اس لیے اس بات کی کوشش کرنی چاہیے که ہم علم حاصل کریں

تاہم یه بات بھی ظاہر ہے که علم کے درجات ہیں، اور ہر بنده ایک ہی درجے پر نہیں۔ کوشش کرنی چاہیے که ہم بلند درجات تک جائیں، مگر اس بات کا انکار بھی ممکن نہیں که اس میں وقت لگتا ہے، کئی بار عربی زبان آڑے آ جاتی ہے کیونکه کئی کتب عربی میں نہیں۔

ائمہؑ کے زمانے میں بھی ائمه اہل بیت نے اپنے کئی شاگردوں کے بارے میں کہا که تم ان کے پاس جاؤ، مثال کے طور پر ہمیں زکریا ابن آدم القمی، العمری اور ان کے فرزند، یونس بن عبدالرحمن، وغیرہ کے بارے میں ملتا ہے که ائمه نے لوگوں سے کہا که ان کے پاس جاؤ

آج کل کے زمانے میں اگر مسئلہ پیش آئے تو کیا کریں؟ مقبولہ ابن حنظلہ میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا

الکافی، 412/7 روایت نمبر 5 میں ہمیں ملتا ہے

عمر ابن حنطلہ نے امام جعفر الصادقؑ سے سوال کیا کہ اگر ہمارے اصحاب میں دو بندوں کے درمیان نزاع ہو جائے دین یا میراث کے معاملے میں، اور وہ اسے حاکم یا کسی قاضی کے پاس لے جائیں کہ حل کروا لیں، تو کیا یہ جائز ہے؟ امامؑ نے جواب دیا کہ جو بھی طاغوت سے فیصلہ کروائے گا، تو اس نے ناجائز طور پر اسے پایا بھلے ہی وہ اس کا حق کیوں نہ ہو کیونکہ اس نے یہ طاغوت کے حکم کے مطابق پایا جبکہ اللہ نے اسے رد کرنے کا کہا تھا۔ امام سے پوچھا گیا کہ پھر کیا کریں؟ امام نے جواب دیا کہ اس کی طرف نظر کرو جو ہماری حدیثوں کی روایت کرے، اور ہمارے حلال و حرام پر نظر رکھے ہوئے ہو، اور ہمارے احکام سے آشنا ہو، اسے حکم بناؤ کیونکہ اسے ہم نے حکم بنا دیا ہے

اس روایت میں امام عالی مقام نے کچھ نشانیاں بتائی ہیں۔ ہمارے لیے ضروری ہے کہ ان کے مطابق ہم اس بندے کی شناخت کریں

امام المہدیؑ کے مہمات

عام واقعات یا معجزات؟

موسوعة العلامه البانی، 9/236-237 میں علامه البانی امام المہدیؑ کے بارے میں سنی نکته نظر کا خلاصه کچھ یوں پیش کرتے ہیں

جہاں تک المہدی کا تعلق ہے که جن کے بارے میں صحیح احادیث میں بشارت دی گئی ہے، جن میں سے ایک روایت یوں ہے (یه دنیا ختم نہیں ہو گی حتی که اللہ اس میں ایک مرد کو مبعوث کرے گا جس کا نام میرے نام کے مطابق، اور جس کے والد کا نام میرے والد کے مطابق ہو گا، یعنی محمد بن عبداللہ؛ وہ زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح یه ظلم و ستم سے بھری ہو گی، وہ زمین میں 7 یا 8 سال زندہ رہیں گے)

پس اس طرح المہدی محمد بن عبداللہ ہے جو که مجددین میں سے ایک ہیں، که جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے کہا تھا که (اللہ اس امت میں ایک مجدد کو مبعوث کرے گا ہر سو سال کے سر پر)۔ پس یه المہدیؑ ایک عام انسان ہوں گے، جو که عالم اور اصلاح کرنے والے ہوں گے۔ لوگ ان کے علم و اصلاح کے باعث ان کی اتباع کریں گے۔ اور اس زمانے کے لوگ عدل دیکھیں گے، نه که ظلم و ستم جو که آج مسلمانوں کو حال ہے که اسلام کے ہر شہر میں بد قسمتی کے ساتھ۔ ہے (یه دنیا ختم نہیں ہو گی حتی که اللہ اس میں ایک مرد کو مبعوث کرے گا جس کا نام میرے نام کے مطابق، اور جس کے والد کا نام میرے والد کے مطابق ہو گا، وہ زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح یه ظلم و ستم سے بھری ہو گی)

یه ہیں المہدیؑ جو که اصلاح کرنے والے علماء میں ہیں۔ کسی عورت نے ان جیسا بچه نہیں جنا صحابه اور خلفائے راشدین کے بعد

ہم یہ بات پہلے ہی واضح کر چکے ہیں کہ امام المہدیؑ کے والد کو لے کر جو روایات آئی ہیں، ان سب میں ہی سقم موجود ہے۔ مگر نہ جانے کیوں یہ لوگ اس بات کی ترویج کر رہے ہیں

اب اگر امام المہدیؑ کے والد کا نام عبداللہ نہ ہوا، تو پھر اہل سنت کی اکثریت نے تو انہیں اسی بنیاد پر رد کر ڈالنا ہے۔

اوپر سے ابن تیمیہ یہ اشتباہ بھی پھیلا رہے ہیں، جیسا کہ ان کی کتاب منہاج السنة، 95/4 میں ملتی ہے

اور المہدیؑ جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے خبر دی، ان کا نام محمد بن عبداللہ ہے، نہ کہ محمد بن الحسن۔ اور حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ وہ امام حسنؑ بن علی کے اولاد میں ہوں گے، نہ کہ امام حسینؑ کے

یعنی اگر ایک مفروضے قائم کریں کہ امام المہدیؑ کے والد کا نام عبداللہ بھی ہو، اور وہ امام حسینؑ کے اولاد میں ہوں، تو اس صورت میں بھی اہل سنت نے تو رد کرنے کی طرف جانا ہے کیونکہ ان کے ذہنوں میں یہ ڈال دیا گیا ہے

یاد رہے کہ حضرت علیؑ کی اس روایت کے ضعیف ہونے کی طرف بھی ہم پہلے ہی اشارہ کر چکے ہیں

اوپر سے البانی صاحب ایک طرف اس کو تسلیم کر رہے ہیں کہ امام المہدیؑ کو اللہ مبعوث کرے گا، نیز یہ کہ اس ظلم و ستم سے بھری دنیا کو وہ عدل سے بھر دیں گے، اور دوسری طرف یہ نعرہ بھی لگا رہے ہیں کہ ہوں گے وہ ایک عام آدمی؟ کیا اللہ ایک عام آدمی کو مبعوث کرے گا؟؟؟ کیا عیسیؑ ایک عام آدمی کے پیچھے نماز پڑھیں گے؟؟؟

کیا اس ظلم و ستم سے بھری دنیا کو بدلنے والا ایک عام آدمی ہو گا؟؟؟

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جان بوجھ کر اہل سنت کے سادہ لوح افراد کو دھوکہ دیا جا رہا ہے۔ انہیں غلط راستے پر لگایا جا رہا ہے اور اس کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ کئ سنی تو شاید اس کتاب کے بعد اس بات سے آگاہ ہوں کے ان کے بارے میں تو کافی ساری روایات ہیں، بلکہ تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں

اب اگر کسی سنی سے یہ پوچھا جائے کہ بھائی صاحب! جب امام المہدیؑ ایک عام آدمی ہیں تو وہ کس طرح سے انقلاب برپا کریں گے؟ اور وہ صرف مفروضوں میں جواب دے گا

اس کے برعکس اہل تشیع کے دامن میں ایسی روایات موجود ہیں جو کہ صورتحال کو واضح کرتی ہیں

شیخ صدوق اپنی کتاب کمال الدین و تمام النعمہ، ص 376، باب 35 روایت نمبر 7 میں درج کرتے ہیں

امام رضاؑ سے سوال ہوا کہ کیا آپؑ صاحب الامر ہیں؟ امام نے جواب دیا کہ ہاں! میں صاحب الامر ہوں مگر میں وہ نہیں جو کہ زمین کو عدل سے اس طرح بھر دوں گا جیسا کہ وہ ظلم سے بھری ہو گی، اور ایسا کیسے ہو سکتا ہے جب کہ تم میرے بدن میں کمزوری دیکھ رہے ہو۔ جبکہ القائمؑ وہ ہیں کہ جب اس کا خروج ہو گا، اس کی عمر تو بہت زیادہ ہو گی مگر وہ دیکھنے میں جوان ہو گا۔ اس کا بدن قوی ہو گا، اگر وہ اپنا ہاتھ کسی بڑے درخت کی جانب بڑھائے، تو اسے زمین سے اکھاڑ دے، اور اگر پہاڑوں میں اپنی آواز بلند کرے، تو وہ پھٹ جائیں، ان کے پاس موسیٰؑ کی عصا اور سلیمانؑ کی انگوٹھی ہو گی۔ وہ میری اولاد میں چوتھا ہو گا، اللہ اسے غیبۃ دے گا جب تک وہ چاہے گا، پھر

اس کا ظہور ہو گا، اور وہ زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جیسا کہ وہ ظلم و ستم سے بھری ہو گی

شیخ زکریا نے اس روایت کو اپنی کتاب الصحیح و المعتبر من اخبار الحجة المنتظر، ص 20 میں صحیح قرار دیا

اس روایت سے واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے کہ امام القائمؑ کی قوت کس قدر ہو گی، اور ان کے پاس عصائے موسی و انگشتری سلیمانؑ ہوں گی۔

شیخ صدوق ایک اور روایت بھی کمال الدین، ص 672، باب 58 روایت نمبر 23 پر پیش کرتے ہیں

ابو حمزہ ثمالی کہتے ہیں کہ امام باقرؑ نے فرمایا

گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ القائم نے نجف الکوفہ پر ظہور کر دیا ہے، اور جب وہ نجف میں آئے گا تو رسول اللہ اور ان کی آل کے علم کو پھیلا دے گا، جس کا ڈنڈا اللہ کے عرش کے ستونوں میں سے ہے، اور باقی اللہ کی مدد سے ہے۔ وہ جب کسی کی طرف اس سے اشارہ کرے گا، تو وہ ہلاک ہو جائے گا۔ ابو حمزہ نے پوچھا کہ کیا وہ ان کے پاس پہلے سے ہو گی، یا لا کر دی جائے گی؟ امام نے جواب دیا کہ جبرئیل انہیں وہ لا کر دیں گے

شیخ زکریا نے اسے بھی اپنی کتاب الصحیح والمعتبر، ص 42 میں صحیح قرار دیا

یعنی اگر لاکھوں بھی ان کے مقابلے میں آ جائیں، تو اس علم سے اشارہ کرنے کی دیر ہے-------------

اسی سے آپ اندازہ لگا لیں کہ ان کو کتنی طاقت عطا ہو گی۔

اور ان کا کوئی کتنا مقابلہ کر سکے گا

بلکہ یہ عین ممکن ہے کہ جب ایک بار ان کی فتوحات کو دیکھ لیں، تو لوگ جوق در جوق ان کے بیعت میں آنے کے لیے کوشش کریں۔

اور جب امام عالی مقام آئیں گے تو اس دنیا میں ایک ہی دین لے کر آئیں گے۔ ایسا نہیں ہو گا کہ شرک باقی رہے۔

علامہ مجلسی یہ روایت نقل کرتے ہیں

محمد بن مسلم نے امام باقرؑ سے پوچھا اللہ کے اس قول کے بارے میں پوچھا کہ ان سے لڑو حتی کہ کوئی فتنہ نہ بچے، اور سارا دین اللہ کے لیے ہو جائے؟ امام نے جواب دیا کہ اس کی تاویل ابھی نہیں آئی، رسول اللہ ﷺ نے انہیں رخصت دی اپنی اور صحابہ کی حاجت کے بنا پر، مگر جب اس کی تاویل آ جائے گی، تو ان سے کچھ قبول نہیں ہو گا، ان سے لڑا جائے گا حتی کہ صرف اللہ کی عبادت ہو، اور کوئی شرک نہ بچے

ملاحظہ ہو بحار الانوار، 378/52 باب 27، روایت 181

اس روایت کو شیخ آصف محسنی نے مشرعة، 233/2 میں معتبر قرار دیا

نیز علامہ مجلسی نے بھی اسے مراة،110/26 میں حسن قرار دیا

گویا امام القائمؑ اس دنیا سے شرک کا خاتمہ کر دیں گے، اور دنیا میں صرف اللہ کی عبادت ہو گی

علامه مجلسی ایک اور روایت بھی بحار، 381/52، باب 27، نمبر 192 پر درج کرتے ہیں

امام باقرؑ سے سوال ہوا کہ جب امام القائمؑ آئیں گے تو لوگوں کو لے کر کیا روش اپنائیں گے؟ امام نے جواب دیا کہ وہی روش جو رسول اللہ اور ان کی آل نے اپنائی تھی حتی کہ اسلام غالب آگیا۔ سوال ہوا کہ وہ کیا روش تھی؟ امام نے جواب دیا کہ انہوں نے جاہلیت کے اعمال کو باطل قرار دیا تھا، ، اور لوگوں کو عدل کی طرف لے کر آئے، اور اسی طرح امام القائمؑ بھی اسے باطل قرار دیں گے جس پر لوگ ہوں گے، اور انہیں عدل کی طرف لے کر آئیں گے

اس روایت کو شیخ محسنی نے مشرعة، 233/2 میں معتبر قرار دیا

اس کے برعکس البانی صاحب نے کہا

اگر المہدیؑ خروج کرتے ہیں اور انہیں 90 کروڑ مسلمان متفرق ملتے ہیں، تو انہیں ایک سوچ پر اکٹھا کرنے میں، اور ان کے درمیان انصاف کرنے، اور تربیت کرنے میں ہی انہیں اتنے سال لگ جائیں گے، جب کہ حدیث کی نص ہے کہ وہ زمین میں 7 یا 8 سال زندہ رہیں گے

ملاحظہ ہو موسوعة العلامة البانی، 235/9

البانی صاحب شاید یہاں پر کچھ بے احتیاطی کر گئے۔ یہ نص انہیں کہاں سے ملی؟ کس حدیث کی کتاب سے ملی؟ کیا یہ صحیح سند سے مروی ہے؟ یا وہ غلطی کر گئے؟

یہ سب انھوں نے واضح نہیں کیا

اوپر سے اس روایت سے تو یہ معنی بھی نکلتا ہے کہ وہ 7 یا 8 سال زندہ رہیں گے، تو کیا اس سے مراد یہ لیا جائے کہ وہ 7-8 سال کی عمر کے حامل ہوں گے؟؟؟

شیعه روایات جن کو لے کر اہل تشیع پر تنقید کی جاتی ہے

اس باب میں ہم ان روایات کو پیش کریں گے جنہیں لے کر اہل تشیع پر طعن و تشنیع کی جاتی ہے۔

جب بھی آپ مہدویت کے عنوان سے اہل سنت کی وہ کتابیں پڑھو گے جو اہل تشیع کی رد میں لکھی گئی ہیں، ان میں آپ کو یہ روایات ضرور ملیں گے۔

کمال تو یہ ہے کہ ان میں آپ کو زیادہ تر ضعیف سند والی روایات ملیں گی۔ یہ بہت افسوس کا مقام ہے کہ اہل سنت کو اگر اعتراض ہی کرنا ہے، تو ایسا اعتراض تو کریں کہ جو کرنے کے لائق بھی ہو۔

مگر ایسا ہوتا نہیں، بلکہ کئی بار تو یوں ہو گا کہ ایک ضعیف روایت کو لے کر ایسے نتائج اخذ کیے جائیں گے جو کہ اس ضعیف روایت سے بھی ثابت نہیں ہوں گے۔

ہم یہ التماس کرتے ہیں کہ جب بھی آپ کوئی روایت دیکھو کہ پیش کی جا رہی ہے، تو کم سے کم اس کی سند پر تحقیق کر لیں، اور یہ پوچھ لیں کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ قرآن یا دیگر روایات سے متصادم ہو۔ کئی بار یہ ہوتا ہے کہ اس سے اعلی سند کے ساتھ اس سے متصادم روایت بھی موجود ہو گی۔

روایت نمبر 1

پہلی روایت علامہ مجلسی کی بحار الانوار، 349/52 باب 27، نمبر 101 میں ہے

امام الصادقؑ سے مروی ہے کہ آپ نے کہا کہ ہمارے اور عرب کے درمیان ذبح کے علاوہ کچھ باقی نہیں، اور پھر آپ نے گردن کی طرف اشارہ کیا

اس روایت کو شیخ آصف محسنی نے مشرعة بحار الانوار، 233/2 میں ضعیف شمار کیا ہے

روایت نمبر 2

دوسری روایت علامہ مجلسی نے بحار الانوار، 313/52 باب 27 نمبر 7 پر درج کی ہے

رفید نے امام جعفر الصادقؑ سے پوچھا کہ اے ابن رسول! میں آپ پر قربان! یہ بتائے کہ کیا القائم اہل سواد کو لے کر مولا علیؑ کی سیرت پر چلیں گے؟ آپؑ نے جواب دیا کہ اے رفید! ایسا نہیں ہے۔ مولا اہل سواد کو لے کر سفید صفحے کے مطابق چلے، جبکہ القائمؑ عرب کو لے کر سرخ صفحے کے مطابق چلیں گے۔ رفید نے پوچھا کہ سرخ صفحہ کیا ہے؟ امام نے جواب دیا کہ وہ اس طرح ہے۔ اور پھر ذبح کا اشارہ کیا

اس روایت کو بھی شیخ محسنی نے ضعیف قرار دیا، دیکھیے مشرعة، 233/2

اسی طرح شیخ علی آل محسن نے بھی اس حدیث کو ضعیف قرار دیا، دیکھیے للہ و للحقیقة، 597/2

روایت نمبر 3

تیسری روایت علامه مجلسی نے یه درج کی ہے

امام باقرؑ نے فرمایا که اگر لوگ جان جائیں که القائمؑ کیا کریں گے، تو ان کی اکثریت یه چاہے گی که وه انہیں نه دیکھیں جب وه یه دیکھ لیں گے که وه لوگوں کو قتل کریں گے، مگر یه که وه اس کی ابتدا قریش سے کریں گے۔ وه نہیں لے گے سوائے تلوار کے، اور نہیں دیں گے سوائے تلوار کے حتی که لوگوں کی اکثریت کہے گی که یه تو آل محمد سے نہیں، وگرنه رحمدل ہوتے

(بحار الانوار، 354/52 باب 27، نمبر 113)

اس روایت کو بھی شیخ محسنی نے ضعیف میں شمار کیا ہے، دیکھیے مشرعة، 233/2

<u>روایت نمبر 4</u>

چوتھی روایت یه ہے جو علامه مجلسی نے بحار، 338/52 باب 27، نمبر 79 پر درج کیا ہے

امام جعفرؑ فرماتے ہیں که جب القائمؑ قیام کریں گے، تو 500 قریشی لوگوں کو کھڑا کریں گے، اور ان کی گردن مار دیں گے، پھر 500 کو کھڑا کریں گے، اور ان کی گردن مار دیں گے، اور وه اس طرح 6 بار کریں گے۔ پوچھا گیا که یه تعداد اتنی ہو گی؟ جواب دیا که ہاں ان میں اور ان کے موالی میں

اس روایت کو بھی شیخ محسنی نے مشرعة، 233/2 میں ضعیف شمار کیا ہے

روایت نمبر 5

پانچویں روایت یہ ہے

امام جعفر الصادقؑ فرماتے ہیں کہ عرب سے ڈرو کہ ان کے لیے بری خبر ہے۔ ان میں سے کوئی ایک بھی القائمؑ کے ساتھ نہیں خروج کرے گا

ملاحظہ ہو بحار الانوار، 333/52 باب 27، نمبر 62

اس روایت کو بھی شیخ محسنی نے ضعیف شمار کیا ہے، مشرعة، 233/2

روایت نمبر 6

چھٹی روایت بحارالانوار، 163/51-164، باب 11، میں ہے

سلیمان الدیلمی نوشجان بن بودمردان سے روایت کرتے ہیں کہ

جب قادسیہ کی خبر یزد جرد بن شہریار تک پہنچی کہ جو رستم کے ساتھ ہوا، اور عربوں نے کیا کیا، تو اس نے گمان کیا کہ رستم مر گیا ہے، اور سارا فارس چلا گیا ہے، تو ایک بھگوڑے فوجی نے آکر اسے بتایا کہ قادسیہ میں کیا ہوا ہے، اور کس طرح 50000 بندے قتل ہو گئے۔ اس پر یزدجرد بھی اپنے گھر والوں کو لیے بھاگ گیا، اور اپنے ایوان کے

دروازے پر کھڑا ہو کر اس نے کہا: اے ایوان! تم پر سلام ہو، میں جا رہا ہوں مگر واپس آؤں گا، میں یا میری اولاد میں کوئی مرد اگرچہ ابھی اس کا وقت نہیں آیا

سلیمان دیلمی نے امام جعفر الصادقؑ کے پاس گیا اور ان سے پوچھا کہ اس قول کا کیا مطلب ہوا کہ میری اولاد سے ایک مرد؟ امام نے جواب دیا کہ اس سے مراد تمہارے صاحب القائمؑ ہیں، جو میری اولاد میں چھٹے نمبر پر ہوں گے۔ چونکہ یزدجرد بھی ان کے آباء میں ہے، اس وجہ سے اس نے یہ کہا

اس روایت سے بنیادی طور پر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ امام المہدیؑ یزدجرد کی اولاد میں سے ہوں گے، حالانکہ یہ روایت صاف کہہ رہی ہے کہ امام الصادقؑ نے انہیں اپنی اولاد میں کہا۔

یاد رہے کہ اس روایت کے مرکزی راوی سلیمان بن عبداللہ الدیلمی شیعہ رجال کے رو سے سخت ضعیف ہیں۔ انہیں غالی اور کذاب کہا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو المفید من معجم الرجال، از آغہ جواہری، ص 266

نیز اس روایت میں کئی مجہول راویان بھی ہیں

روایت نمبر 7

ساتویں روایت یہ ہے

امام جعفر الصادق کہتے ہیں کہ القائمؑ مسجد الحرام کو منہدم کر دیں گے، اور اسے اس کی اساس کی طرف لوٹا دیں گے۔ اسی طرح مسجد رسول کو بھی اس کے اساس کی طرف لوٹا دیں گے، اور اسی طرح البیت کو بھی اس کے مقام کی طرف لوٹا دیں گے۔ وہ بنی شیبہ چوروں کے ہاتھوں کو قطع کریں گے، اور انہیں کعبہ پر لٹکا دیں گے

(بحار الانوار، 332/52 باب 27، روایت 57)

یہ روایت بھی شیخ محسنی کے مطابق ضعیف ہے، ملاحظہ ہو مشرعة بحار، 233/2

شیخ علی آل محسن نے بھی انہیں ضعیف شمار کیا ہے۔ ملاحظہ ہو للہ و للحقیقة، 602/2

اس طرح کی ضعیف روایات دیکھا کر اہل سنت کے عام الناس کو ڈرایا جاتا ہے کہ دیکھو یہ کیا کرنا چاہتے ہیں، حالانکہ صحیح مسلم، 968/2 نمبر 1333 میں مستند روایت یہ کہتی ہے کہ خانہ کعبہ کو دوبارہ بنایا جانا تھا[25]

ملاحظہ ہو

رسول اللہ نے عائشہ سے کہا کہ اگر تمہاری قوم والے ابھی شرک سے نہ نکلے ہوتے، تو میں کعبہ کو ڈھا دیتا اور اسے زمین سے ملا دیتا، اور پھر اس میں دو دروازے بناتا، ایک مشرق کی طرف سے اور ایک مغرب کی طرف سے۔ اور اس میں چھ اذرع کا اضافہ کرتا الحجر کی طرف سے کیونکہ قریش نے اسے چھوٹا کر دیا تھا بناتے وقت

25

صحیح مسلم میں تو ایک باب اس عنوان سے موجود ہے

ملا حظہ ہو صحیح مسلم، کتاب الحج، (69) باب نَقْضِ الْكَعْبَةِ وَبِنَائِهَا
یعنی باب کعبہ کی عمارت توڑنا اور اس کی تعمیر کے بیان میں

اس موضوع پر ایک اور روایت صحیح مسلم، 968/2 نمبر 1333 (398) اور صحیح بخاری، 573/2 نمبر 1506 میں بھی موجود ہیں۔ اور یہ واضح کرتی ہیں کہ جب قریش نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی، تو اس میں کمی کی تھی، اور آپ ﷺ اس کی دوبارہ تعمیر کرنا چاہتے تھے، مگر صرف اس وجہ سے نہ کر سکے کہ آپ ﷺ کو خوف تھا کہ یہ ابھی شرک سے نکلے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسی سے آپ اندازہ لگا لیں کہ رسول اللہ ﷺ کی نظر میں ان صحابہ کا ایمان کتنا مستحکم تھا۔

صحیح مسلم میں تو یہ بیان بھی موجود ہے کہ خانہ کعبہ کو توڑا گیا، اور دوبارہ بنایا بھی گیا، اور اس میں اضافہ بھی کیا گیا، مگر بعد میں وہ اضافہ واپس لے لیا گیا

پڑھیے صحیح مسلم، 968/2 نمبر 1333

ہناد بن سری، ابن ابی زائدہ، ابن ابی سلیمان، حضرت عطاء سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ یزید بن معاویہ کے زمانہ میں جس وقت کہ شام والوں نے مکہ والوں سے جنگ کی اور بیت اللہ جل گیا اور اس کے نتیجے میں جو ہونا تھا وہ ہوگیا تو حضرت ابن زبیر نے بیت اللہ کو اسی حال میں چھوڑ دیا تاکہ حج کے موسم میں لوگ آئیں حضرت ابن زبیر چاہتے تھے کہ وہ ان لوگوں کو شام والوں کے خلاف ابھاریں اور انہیں برانگیختہ کریں جب وہ لوگ واپس ہونے لگے تو حضرت زبیر نے فرمایا اے لوگو! مجھے کعبۃ اللہ کے بارے میں مشورہ دو میں اسے توڑ کر دوبارہ بناوں یا اس کی مرمت وغیرہ کروا دوں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمانے لگے کہ میری یہ رائے ہے کہ اس کا جو حصہ خراب ہوگیا اس کو درست کروا لیا جائے باقی بیت اللہ کو اسی طرح رہنے دیا جائے جس طرح کہ لوگوں کے زمانہ میں تھا اور انہی پتھروں کو باقی رہنے دو کہ جن پر لوگ اسلام لائے اور جن پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث کیا گیا تو حضرت ابن زبیر فرمانے لگے کہ اگر تم میں سے کسی کا گھر جل جائے تو وہ خوش نہیں ہوگا جب تک کہ اسے نیا نہ بنالے تو اپنے رب کے گھر کو کیوں نہ بنایا جائے؟ میں تین مرتبہ استخارہ کروں گا پھر اس کام پر پختہ عزم کروں گا جب انہوں نے تین مرتبہ استخارہ کرلیا تو

انہوں نے اسے توڑنے کا ارادہ کیا تو لوگوں کو خطرہ پیدا ہوا کہ جو آدمی سب سے پہلے بیت اللہ کو توڑنے کے لئے اس پر چڑھے گا تو اس پر آسمان سے کوئی چیز بلا نازل نہ ہو جائے تو ایک آدمی اس پر چڑھا اور اس نے اس میں سے ایک پتھر گرایا تو جب لوگوں نے اس پر دیکھا کہ کوئی تکلیف نہیں پہنچی تو سب لوگوں نے اسے مل کو توڑ ڈالا یہاں تک کہ اسے زمین کے برابر کردیا حضرت ابن زبیر نے چند ستون کھڑے کر کے اس پر پر دے ڈال دئیے یہاں تک کہ اس کی دیواریں بلند ہوگئیں اور حضرت ابن زبیر فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگوں نے کفر کو نیا نیا چھوڑا نہ ہوتا اور میرے پاس اس کی تعمیر کا خرچہ بھی نہیں ہے اگر میں دوبارہ بناتا تو حطیم میں سے پانچ ہاتھ جگہ بیت اللہ میں داخل کر دیتا اور اس میں ایک دروازہ ایسا بناتا کہ جس سے لوگ باہر نکلیں حضرت ابن زبیر فرماتے ہیں کہ آج میرے پاس اس کا خرچہ بھی موجود ہے اور مجھے لوگوں کا ڈر بھی نہیں ہے راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابن زبیر نے حطیم میں سے پانچ ہاتھ جگہ بیت اللہ میں زیادہ کر دی یہاں تک کہ اس جگہ سے اس کی بنیاد ظاہر ہوئی حضرت ابراہیم علیہ السلام والی بنیاد جسے لوگوں نے دیکھا حضرت ابن زبیرنے اس بنیاد پر دیوار کی تعمیر شروع کرادی اس طرح بیت اللہ لمبائی میں اٹھارہ ہاتھ ہوگیا جب اس میں زیادتی کی تو اس کا طول کم معلوم ہونے لگا پھر اس کے طول میں دس ہاتھ زیادتی کی اور اس کے دو دروازے بنائے کہ ایک دروازہ سے داخل ہوں اور دوسرے دروازے سے باہر نکلا جائے تو جب حضرت زبیر شہید کر دئیے گئے تو حجاج نے جواباً عبدالملک بن مروان کو اس کی خبر دی اور لکھا کہ حضرت ابن زبیر نے کعبۃ اللہ کی جو تعمیر کی ہے وہ ان بنیادوں کے مطابق ہے جنہیں مکہ کے باعتماد لوگوں نے دیکھا ہے تو عبدالملک نے جوابًا حجاج کو لکھا کہ ہمیں حضرت ابن زبیر کے رد وبدل سے کوئی غرض نہیں انہوں نے طول میں جو اضافہ کیا ہے اور حطیم سے جو زائد جگہ بیت اللہ میں داخل کی ہے اسے واپس نکال دو اور اسے پہلی طرح دوبارہ بنا دو اور جو دروازہ انہوں نے کھولا ہے اسے بھی بند کر دو پھر حجاج نے بیت اللہ کو گرا کر دوبارہ پہلے کی طرح اسے بنا دیا۔

گویا یہ عمل ہو چکا ہے اور اہلسنت کی معتبر ترین کتاب میں موجود ہے، مگر علمائے اہل سنت ایک ضعیف شیعہ روایت کا سہارہ لے کر لوگوں کو ڈرانا چاہتے ہیں

<u>روایت نمبر 8</u>

آٹھویں روایت یہ ہے جو شیخ صدوق نے من لا یحضرۃ الفقیہ، 231/1، نمبر 696 پر درج کی ہے

اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں کہ ایک دن ہم مولا علیؑ کے ساتھ بیٹھے تھے مسجد کوفہ میں کہ آپ نے کہا کہ اے اہل کوفہ! بے شک اللہ تمہیں محبوب رکھتا ہے اور اسی باعث اس نے تم پر یہ فضل کیا ہے کہ تمہاری مسجد میں آدمؑ، نوحؑ، ادریسؑ کا گھر ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور دن اور رات نہیں گذریں کہ حتی کہ ایک دن یہاں پر حجر اسود کو نصب کیا جائے گا، اور وہ زمانہ آئے گا کہ یہاں پر المہدیؑ کی مسجد ہو گی، جو میری اولاد میں ہو، اور ہر مومن کی مسجد ہو گی

اس روایت سے ناصبی حضرات یہ ثابت کرنے کو کوشش کرتے ہیں کہ امام المہدیؑ بیت اللہ کو ختم کر دیں گے، اور مسجد کوفہ میں حجر اسود کو نصب کریں گے۔

یہ الگ بات کہ اس روایت میں ایسا کچھ بھی نہیں ہے کہ وہ بیت اللہ کو ختم کریں گے۔

نیز شیخ علی آل محسن نے اس بات کو واضح کیا ہے کہ شیخ صدوق کی اصبغ بن بناتہ تک سند ضعیف ہے۔ دیکھیے للہ و للحقیقۃ، 609/2

<u>روایت نمبر 9</u>

علامہ مجلسی یہ روایت درج کرتے ہیں

ابان بن تغلب روایت کرتے ہیں کہ امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا کہ تمہاری اس مسجد، یعنی مسجد مکہ میں 313 مرد آئیں گے، جن کے بارے میں اہل مکہ یہ جانتے ہوں گے کہ ان کے آباؤ اجداد مکہ کے نہیں تھے۔ ان کے پاس تلواریں ہوں گی جن پر ایک جملہ لکھا ہو گا جو 1000 جملے کھولے گا۔ پھر اللہ ایک ہوا بھیجے گا جو ہر وادی میں ندا دے گی کہ یہ المہدیؑ ہیں جو داؤد و سلیمان کے طرز پر فیصلہ کریں گے، انہیں گواہی کی حاجت نہیں

شیخ زکریا نے الصحیح و المعتبر، ص 39 پر اس روایت کو صحیح کہا ہے

اسی طرح کی ایک روایت الکافی، 397/1 پر بھی موجود ہے جس میں امام الصادقؑ کا یہ جملہ ملتا ہے

کہ جب القائمؑ قیام کریں گے تو وہ داؤد و سلیمان کی طرح فیصلہ کریں گے اور گواہوں کو طلب نہیں کریں گے

اس روایت کو علامہ مجلسی نے مراۃ، 298/4 میں "حسن یا موثق" قرار دیا ہے

ایک اور روایت بھی الکافی، 398/1 پر موجود ہے

عمار ساباطی نے امام الصادقؑ سے پوچھا کہ آپ کس طرح فیصلہ کرتے ہیں؟ امام نے جواب دیا کہ اللہ کے حکم اور داؤدؑ کے طرز پر کرتے ہیں کہ جب کچھ ہمارے پاس نہیں ہوتا تو روح القدس اسے ہم پر القاء کر دیتا ہے

اس روایت کو علامہ مجلسی نے مراۃ، 303/4 میں "موثق" قرار دیا ہے

امام المہدیؑ کے بارے میں روایات کو پیش کر کے ناصبی حضرات یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ امام المہدیؑ یہودی لیڈر ہوں گے۔ اور اس کی وجہ وہ کچھ یوں بیان کرتے ہیں کہ وہ داؤد و سلیمان علیہما السلام کے طرز پر فیصلے جو کریں گے

حالانکہ ان کے طرز پر فیصلے کی وضاحت بھی ان روایات میں موجود ہے کہ امام المہدیؑ کو گواہوں کی ضرورت نہیں ہو گی

ان میں کہیں یہ نہیں لکھا کہ وہ ان کی شریعت کے مطابق فیصلہ کریں گے

دوسری بات یہ کہ ان ناصبی حضرات کے قول سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ جسیے اگر کوئی داؤد و سلیمان کی طرز پر فیصلہ کر دے، تو یہ یہودیت کے مترادف بن جائے گی۔ کیا آج کے یہودیوں کے پاس زبور موجود ہے؟ کیا ان کے پاس کوئی بھی بلا تحریف آسمانی کتاب موجود ہے؟ اور اگر نہیں ہے، جیسا کہ حقیقت میں ہے، تو پھر ان کے فیصلے کس طرح داؤد و سلیمان کے مطابق ہوں گے؟

علامہ مجلسی کہتے ہیں

جان لو کہ یہ روایات القائمؑ کے بارے میں بتا رہی ہیں جب وہ ظہور کریں گے، تو وہ اصل واقعے کو جانتے ہوئے فیصلہ کریں گے، نہ کہ گواہوں کی بنیاد پر

(مراۃ، 301/4)

اسی طرح داؤدؑ کے فیصلے کے بارے میں علامہ مجلسی تحریر کرتے ہیں

(اور داؤد کا فیصلہ/تحکیم کرنا) یعنی اصل واقعے کی بنیاد پر فیصلہ کرنا

اور جو روایات سے ظاہر ہے کہ داؤد ہر فیصلہ اس طرح نہیں کرتے تھے، بلکہ کچھ واقعات میں انہوں نے اس طرح فیصلہ کیا

(مراة، 303/4)

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا گواہوں اور بیانات کو طلب کیے بغیر فیصلہ دینا کسی کو یہودی بنا دیتا ہے؟ چلیے ہم صحیح مسلم، 1338/3 نمبر 1714 کی طرف رجوع کرتے ہیں

ہند بنت عتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہا کہ ابو سفیان ایک کنجوس آدمی ہے، مجھے اتنی رقم نہیں دیتا کہ میرے اور میرے بچوں کے لیے کفایت کر جائے، تو میں اس کے علم کے بغیر اس کے مال سے پیسے لے لیتی ہوں، تو کیا مجھ پر کوئی گناہ ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا کہ اتنا لے لیا کرو کو جو تمہارے اور تمہارے بچوں کے لیے کفایت کر جائے

اب اگر آپ غور کریں تو رسول اللہ ﷺ نے نہ تو ہند بنت عتبہ سے اس بارے میں کوئی سوال جواب کیا، نہ گواہ یا ثبوت مانگا، نہ ابو سفیان کو بلا کر پوچھا

بلکہ سیدھا سیدھا فیصلہ سنا دیا

کیا کوئی فتوی لگانا پسند کرے گا؟

ہاں اس پر یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ روح القدس کیوں امام پر القاء کر رہے ہیں، تو اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم سورہ مریم کی آیات 16 تا 21 کا ترجمہ دیکھ لیں

اور اس کتاب میں مریم کا ذکر کر جب کہ وہ اپنے لوگوں سے علیحدہ ہو کر مشرقی مقام میں جا بیٹھی

پھر لوگوں کے سامنے سے پردہ ڈال لیا پھر ہم نے اس کے پاس اپنے فرشتے کو بھیجا پھر وہ اس کے سامنے پورا آدمی بن کر ظاہر ہوا

کہا بے شک میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو پرہیزگار ہے

کہا میں تو بس تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ تجھے پاکیزہ لڑکا دوں

کہا میرے لیے لڑکا کہاں سے ہوگا حالانکہ مجھے کسی آدمی نے ہاتھ نہیں لگایا اور نہ میں بدکار ہوں

کہا ایسا ہی ہوگا تیرے رب نے کہا ہے وہ مجھ پر آسان ہے اور تاکہ ہم اسے لوگوں کے لیے نشانی اور اپنی طرف سے رحمت بنائیں اور یہ بات طے ہو چکی ہے

اب اس آیت سے واضح ہے کہ حضرت مریمؑ نبی تو تھی نہیں، مگر اللہ کے طرف سے نمائندے نے آکر بات چیت کی ان سے۔

بلکہ قرآن میں سورہ القصص، آیت 7 میں تو واضح طور پر حضرت موسیٰؑ کی والدہ کے لیے الفاظ ہیں کہ

و اوحینا الی ام موسی

ہم نے موسی کی ماں کو وحی کی

اسی طرح سورہ المائدہ، آیت 111 میں ملتا ہے

اور جب ہم نے حواریین کو وحی کی کہ مجھ پر ایمان لاؤ اور میرے رسول پر، تو انہوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے، اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں

اسی طرح ائمہ کا ذکر کرتے ہوئے اللہ نے سورہ انبیاء آیت 73 میں فرمایا

اور ہم نے انہیں امام بنایا جو ہمارے حکم کے مطابق ہدایت کرتے تھے، اور ہم نے ان کی طرف وحی کی کہ نیک اعمال بجا لاؤ، اور نماز قائم کرو، اور زکوۃ دو، اور وہ عبادت گذار تھے

ان ساری آیات میں غیر انبیاء کا ذکر ہے جن کی طرف وحی ہوئی[26]

اب اگر امام المہدیؑ کے اس مشن کی طرف ہی دیکھا جائے جو اہلسنت کی روایات میں موجود ہے کہ دنیا کو عدل و انصاف سے بھرنا ہے، تو کوئی بھی ذی شعور سمجھ سکتا ہے کہ اس کے لیے اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ فوری عدل ہو، فیصلے میں تاخیر نہ ہو۔ اور اس کے لیے ضروری ہے کہ کوئی ایسا نظام ہو جس کی طرف اشارہ ہمیں شیعہ روایات میں ملتا ہے، صرف اسی صورت میں جلدی فیصلہ ممکن ہے، وگرنہ تو فیصلے میں سالوں لگ جاتے ہیں

---

[26] ہم نے عمران بن حصین کے حوالے سے بتایا تھا کہ فرشتے انہیں سلام کرتے تھے: حاشیہ نمبر 22

روایت نمبر 10

علامہ مجلسی بحار الانوار، 354/52 باب 27، 114 پر یہ روایت رقم کرتے ہیں

امام الباقرؑ فرماتے ہیں کہ القائمؑ نئے حکم اور کتاب کے ساتھ، اور نئے فیصلوں کے ساتھ آئیں گے۔ وہ عربوں پر سخت ہوں گے۔ ان کے درمیان بس تلوار ہو گی۔ وہ کسی سے توبہ نہیں مانگیں گے، اور نہ ہی اللہ کی خاطر وہ کسی تنقید کرنے والے کی تنقید برداشت کریں گے

اس روایت کو علامہ محسنی نے مشرعة، 233/2 میں ضعیف شمار کیا ہے

اس سے ملتی جلتی ایک اور روایت بھی علامہ مجلسی نے 135/52 باب 22، روایت 40 پر درج کی ہے۔

امام باقرؑ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ یہ ایسا ہے کہ جیسے میں دیکھ رہا ہوں کہ رکن و مقام کے درمیان وہ لوگوں سے نئی کتاب پر بیعت لے رہے ہیں، اور وہ عربوں پر سخت ہیں۔ بربادی ہے عرب کے باغیوں کے لیے جو کہ واضح ہے

اس روایت کو بھی شیخ محسنی نے مشرعة، 227/2 پر ضعیف شمار کیا ہے

روایت نمبر 11

بحارالانوار، 53/90-91 پر یہ روایت ملتی ہے

امام جعفر الصادقؑ فرماتے ہیں کہ القائمؑ کوفہ سے خروج کریں گے جبکہ ان کے ساتھ 27 مرد ہوں گے۔ 15 مرد موسیٰؑ کی قوم سے ہوں گے، جو انہیں حق کے ساتھ ہدایت کریں گے، اور عدل کریں گے۔ اور 7 ان میں اہل کہف سے ہوں گے۔ نیز یوشع بن نون، سلمان، ابو دجانہ، مقداد، مالک اشتر بھی ان کے انصار و حکام ہوں گے

اس روایت کو لے بھی امام المہدیؑ کو یہودیت سے جوڑنے کی کوشش جاتی ہے، یہ الگ بات کہ اس روایت کی سرے سے کوئی سند ہیں نہیں ہے۔ اس لیے معتبر ہونے کو تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا

روایت نمبر 12:-

الکافی، 1/238-239 میں امام الصادقؑ سے یہ روایت درج ہے کہ جس میں امام نے کہا

ہمارے پاس الجفر ہے، اور تم کیا جانتے ہو کہ الجفر کیا ہے؟ راوی نے کہا کہ الجفر کیا ہے؟ امام نے فرمایا کہ یہ چمڑے کا بنا ہوا ہے، اور اس میں انبیاء اور اوصیاء کے علم ہے، اور ان علماء کا علم ہے جو بنی اسرائیل سے تھے۔ راوی نے کہا کہ یہ تو علم ہے۔ امام نے کہا کہ ہاں مگر ویسا نہیں

علامہ مجلسی نے اسے مراۃ، 3/55 میں صحیح قرار دیا ہے

اس روایت سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ دیکھیں ان کے پاس تو بنی اسرائیل کے علماء کا علم ہے۔ گویا یہ بھی یہودیت کی دلیل ہے

حالانکہ اسی الجفر کے بارے میں امام الصادق سے ایک اور معتبر روایت الکافی، 240/1 نمبر 3 پر درج ہے، کہ جس میں امام سے راوی نے پوچھا کہ اس میں کیا ہے، تو آپ نے جواب دیا

اس میں داؤدؑ کا زبور، موسیٰؑ کی توراۃ، عیسیٰؑ کی انجیل، اور ابراہیمؑ کے صحف ہیں، اور اس میں حلال و حرام ہے، اور مصحف فاطمہؑ ہے۔ اور میں یہ نہیں کہتا کہ اس میں قرآن ہے، مگر اس میں وہ علم ہے کہ جس کے باعث لوگوں کو ہماری ضرورت ہے، مگر ہمیں ان کی ضرورت نہیں۔۔۔۔

اس روایت کو علامہ مجلسی نے "حسن" قرار دیا۔ مراۃ العقول، 58/3

کیا یہودی علماء ان مصادر کو استعمال کرتے ہیں؟ کیا ان کے پاس یہ اصل حال میں بلا تحریف موجود ہیں؟ اور کیا ان کتابوں کی توثیق خود قرآن نے نہیں کی؟[27]

روایت نمبر 13:-

---

[27] دیکھیے قرآن، 5:48؛ 2:41؛ 2:89؛ 2:91؛ 3:3؛ 4:47؛ 6:92؛ 10:37؛ 12:111؛ 35:31؛ 46:12 اور 46:30

مجلسی بحار، 368/52، باب 27، نمبر 153 میں یہ روایت درج کرتے ہیں

امام الصادق کہتے ہیں کہ جب اللہ امام کو اجازت دیں گے، تو امام اللہ کو ان کے عبرانی نام سے پکاریں گے، اور ان کے 313 صحابہ ان کی طرف روانہ ہو جائیں گے

اس روایت کو علامہ محسنی نے ضعیف شمار کیا ہے۔ دیکھیے مشرعة، 233/2

یہ الگ بات کہ اس روایت سے بھی یہی کوشش کی جاتی ہے کہ امام عالی مقام کا یہودیت سے ناطہ جوڑا جائے

<u>روایت نمبر 14:-</u>

بحارالانوار، میں یہ روایت ملتی ہے

امام الباقرؑ فرماتے ہیں کہ جب قائمؑ قیام کریں گے، تو حمیراء کو ان کے پاس لایا جائے گا، اور وہ انہیں کوڑے ماریں گے تاکہ فاطمہؑ کا انتقام ان سے لیا جائے۔ امام سے سوال ہوا کہ میں قربان! ان پر کیوں یہ حد جاری ہو گی؟ جواب دیا کہ اس لیے کہ انہوں نے ام ابراہیم پر جھوٹ باندھا تھا۔ امام سے سوال ہوا کہ ایسا کیوں ہے کہ اللہ نے اسے القائمؑ تک مؤخر کیا؟ فرمایا کہ اس لیے کہ اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو رحمت بنا کر بھیجا، اور القائمؑ کو انتقام کے لیے

اس روایت کو بھی علامہ محسنی نے ضعیف شمار کیا۔ ملاحظہ ہو مشرعة بحار، 233/2

روایت نمبر 15:-

بحار،373/52 باب 27 نمبر 167 میں یہ روایت ملتی ہے

امام الصادق فرماتے ہیں کہ اوصیاء زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں، مگر جب القائمؑ آئیں گے تو ان کے سامنے ہر ناصبی کو پیش کیا جائے گا، اگر تو اس نے اسلام کا اقرار کیا اور اس سے مراد ولایت ہے، وگرنہ اس کی گردن ماری جائے گی، یا پھر اسے جزیہ پر اقرار کرنا ہو گا، جیسا کہ اہل ذمہ کرتے ہیں

یہ روایت بھی علامہ محسنی کے مطابق ضعیف ہے، دیکھیے مشرعة ، 233/2

اس روایت کو بھی اس لیے پیش کیا جاتا ہے کہ برادران اہل سنت کو ڈرایا جائے کہ تم لوگوں کو القائمؑ نے قتل کرنا ہے

حالانکہ اس میں ناصبیوں کا ذکر ہے۔

اگرچہ یہ روایت ضعیف ہے، اور اس سے استدلال صحیح نہیں

روایت نمبر 16:-

بحار الانوار،353/52 باب 27 روایت 109 میں یہ روایت ملتی ہے

امام الباقرؑ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ساتھ نرمی سے برتاؤ کرتے، اور الفت سے پیش آتے، مگر القائمؑ لوگوں کا قتال کریں گے، اور انہیں اس بات کو حکم دیا گیا ہے اس کتاب میں جو انہیں دی گئی ہے: لوگوں کو قتل کرو، اور ان کی توبہ قبول نہ کرو، بربادی ہے جو ان کی مخالفت کرے

اس روایت کو بھی علامہ محسنی نے مشرعة، 233/2 میں ضعیف روایات میں شمار کیا ہے

<u>روایت نمبر 17</u>

بحار الانوار،353/52 باب 27 روایت 110 میں یہ روایت موجود ہے

امام الصادقؑ نے فرمایا کہ مولا علیؑ کہتے تھے کہ میں قیدیوں کو قتل، اور زخمیوں کو ختم کر سکتا ہوں، مگر میں نے یہ اپنے صحابہ کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے کہ اگر ان میں کوئی زخمی ہو، تو انہیں قتل نہ کیا جائے؛ مگر القائمؑ قیدیوں کو قتل، اور زخمیوں کو ختم کر دیں گے

یہ روایت بھی علامہ محسنی کی نظر میں ضعیف روایات میں شمار ہوتی ہے۔ مشرعة، 233/2

<u>روایت نمبر 18</u>

علامہ مجلسی نے یہ روایت بھی بحار، 348/52 باب 27، روایت نمبر 99 میں درج کی ہے

امام الباقرؑ فرماتے ہیں کہ جب قائمؑ خروج کریں گے، تو اللہ ان کی فرشتوں کے ساتھ مدد کرے گا۔ جبرائیل ان کے آگے، میکائیل دائیں طرف، اسرافیل بائیں طرف، رعب ان سے ایک مہینے آگے، پیچھے، دائیں اور بائیں جانب ہو گا۔ مقرب فرشتے ان کے قریب ہوں گے، اور سب سے پہلے ان کی اتباع رسول اللہ ﷺ کریں گے، اور پھر مولا علیؑ کریں گے

اس روایت کو بھی علامہ محسنی نے ضعیف روایات میں شمار کیا ہے۔ دیکھیے مشرعة، 233/2

کیا امام المہدیؑ ابو بکر و عمر کو جلائیں گے یا لٹکا دیں گے؟

جب بھی آپ کسی پر اعتراض کرو، تو ضروری ہے کہ وہ اس بات کا اصل میں قائل بھی ہو۔ مثال کے طور پر آپ کسی سے کہو کہ آپ تو کہتے ہو فلاں شے بہت اچھی ہے، اور وہ کہتے کہ میں تو اسی بات ہی نہیں کرتا، تو بات تو ختم ہو گئی۔ اب آپ اسے پر اعتراض کرنے میں کیا حق بجانب ہوں گے؟

جہاں تک مذاہب کا سوال ہے تو اس ضمن میں یہ ضروری ہے کہ جب کسی مذہب کے اوپر اعتراض ہو، تو وہ اس مذہب میں ثابت ہو۔

اسی لیے اس مکتب کے معتبر مصادر کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔

چلیے کچھ روایات پڑھتے ہیں

علامہ مجلسی بحار الانوار، 52/ 386، باب 27، رووایت نمبر200 میں یہ روایت پیش کرتے ہیں

بشیر النبال امام الصادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ سب سے پہلا کام امام القائمؑ کیا کریں گے؟ میں نے جواب دیا کہ نہیں۔ امام نے فرمایا کہ وہ ان دونوں کو زندہ کریں گے، اور انہیں جلا کر ہوا میں اڑا دیں گے

اس روایت کی سند کو شیخ محسنی نے ضعیف میں شمار کیا ہے۔ دیکھیے مشرعہ، 233/2

اسی طرح شیخ علی آل محسن نے بھی اسے ضعیف کہا ہے۔ دیکھیے للہ و للحقیقة، 605/2

دوسری روایت ابن جریر طبری نے درج کی

امام باقرؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا

پھر وہ دونوں کو نکالیں گے، اور ان سے بات کریں گے، اور وہ جواب دیں گے۔ تو شک کرنے والے شک کریں گے کہ یہ مردوں سے بات کر رہا ہے۔ تو وہ ان میں سے 500 بندوں کو قتل کر دیں گے۔ پھر وہ ان دونوں کو جلا دیں گے اس لکڑی کے ساتھ جو ان دونوں نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین علیہم السلام کو جلانے کے لیے اکٹھی کی تھی۔ اور وہ لکڑی آج بھی ہمارے پاس موجود ہے، ہم اسے وراثت میں پاتے ہیں۔ پھر وہ مدینہ کے محل کو جلا دیں گے

دیکھیے دلائل الامامہ، ص 455

اس روایت کی سند میں ابو الحسین محمد بن ہارون بن موسی اور الحسن بن بشیر "مجہول" ہیں۔ دیکھیے المفید من معجم الرجال، از آغہ جواہری، ص 586 اور ص 136

گویا یہ سند بھی ضعیف ہے

ایک اور روایت شیخ صدوق کمال الدین و تمام النعمہ، 253-253 باب 23، روایت نمبر 2 میں درج کرتے ہیں

یہ روایت عیون اخبار الرضا، 2/60-61 روایت نمبر 27 میں بھی موجود ہے

امام الصادقؑ اپنے آباء سے نقل کرتے ہیں کہ مولا علیؑ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ جب مجھے شب معراج لیجایا گیا، تو اللہ نے مجھ پر وحی کی ------ یہ القائمؑ ہیں

جو میرے حلال کو حلال، اور حرام کو حرام کریں گے۔ ان کے ذریعے میرے دشمنوں سے انتقال لیا جائے گے، اور میرے دوستوں کو راحت ملے گی۔ اور تمہارے شیعوں کے دلوں کو سکون ملے گا ظالموں اور کافروں سے۔ یہ لات اور عزی کو نکال کر جلا دیں گے، اس دن ان دونوں کی وجہ سے لوگوں کا فتنہ سامری و بچھڑے سے زیادہ ہو گا

اس کے راوی احمد بن مابنداذ (یا عیون کی سند میں احمد بن مابندار) مجہول ہیں۔ دیکھیے المفید من معجم الرجال، ص 37 اور ص 689

نیز اس کے دوسرے راوی احمد بن ہلال بھی ضعیف ہیں۔ دیکھیے الاستبصار از شیخ طوسی، 28/3 روایت نمبر 90 (22)

ایک روایت شیخ طبرسی اپنی الاحتجاج، 249/2-250 میں امام تقیؑ سے ایک "مرسل" روایت درج کرتے ہیں جس کا آخری جملہ یہ ہے

جب وہ مدینہ داخل ہوں گے، تو لات و عزی کو نکال کر جلا دیں گے

مگر جیسا کہ ہم نے کہا کہ یہ روایت مرسل ہے، اور اس سبب ضعیف ہے

ایک روایت طبری نے اپنی دلائل الامامہ، ص پر نقل کی ہے

امام القائمؑ کہتے ہیں

اللہ کی اجازت ملے گی، تو میں الصفا اور المروہ کے درمیان باہر آؤں گا، اور میرے ساتھ 313 مرد ہوں گے۔ پھر میں کوفہ جاؤں گا، اور وہاں پر مسجد کو منہدم کر کے اسے اس کی اصل بنیادوں پر بناؤں گا۔ اور جو کچھ ظالموں نے اس کے گرد بنایا ہے، اسے بھی گرا دوں گا۔ پھر لوگوں کو حج پر لے کر جاؤں گا، اس کے بعد میں یثرب جاؤں گا، اور حجرے کو منہدم کروا دوں گا۔ اور ان میں سے ان دو کو نکال کر بقیع کے دوسری طرف دو لکڑیوں پر صلب کروا دوں گا

اس روایت میں جلانے کو کوئی ذکر نہیں، صلیب کا ذکر ہے

اس روایت کی سند یوں ہے

روایت کی ابو عبداللہ محمد بن سهل جلودی نے، کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو الخیر احمد بن محمد الطائی نے، کہا کہ مجھ سے بیان کی محمد بن حسن الحارثی نے، کہا کہ بیان کی مجھ سے علی بن ابراہیم بن مهزیار نے---

ان میں ابو الخیر اور الحارثی کا ذکر ہمیں رجال کی کتب میں نہیں ملا، اور علی بن ابراہیم بن مهزیار مجهول ہیں۔ دیکھیے المفید من معجم رجال، ص 380

گویا یہ سند بھی ضعیف ہے

اسی طرح ایک روایت علامہ مجلسی نے بحار الانوار، 386/52 باب 27 روایت نمبر 201 میں درج کی ہے

امام الصادقؑ فرماتے ہیں کہ جب القائمؑ آجائیں گے، تو وہ قبر پر موجود دیوار کو توڑنے لگیں گے، اس وقت اللہ ایک شدید ہوا بھیجے گا، اور بجلی کڑکے گی حتی کہ لوگ کہیں گے کہ یہ تو اس کے لیے ہے۔ پھر ان کے اصحاب وہاں سے چلے جائیں گے، اور ان کے پاس کوئی بھی نہیں بچے گا۔ تو وہ خود ہی ایک کلہاڑی اٹھائیں گے، اور اس سے ضرب لگائیں گے تو ان کے ساتھی واپس آئیں گے،اور دیکھیں گے کہ وہ اپنے ہاتھوں سے ضرب لگا رہے ہیں۔ اس دن ان میں کچھ کو کچھ پر فضیلت حاصل ہو گی اس سبب کے کون کتنا پہلے ان کے پاس آیا۔ پھر وہ اس دیوار کو توڑ دیں گے اور ان میں سے ان دو کو نکال دیں گے، ان پر لعنت کریں گے، تبرا کریں گے اور انہیں صلیب پر چڑھا دیں گے۔ اس کے بعد اسے اتاریں گے، اور جلا دیں گے۔ پھر ہوا انہیں بکھیر دے گی

اس روایت کو علامہ آصف محسنی نے ضعیف میں شمار کی ہے۔ دیکھیے مشرعة بحار الانوار، 233/2

اس ضمن میں علامہ مجلسی نے ایک روایت یہ بھی درج کی ہے ۔ ہم اس طوالت سے بچنے کے لیے اس مکمل روایت کو نقل نہیں کریں گے۔ صرف اس کا سند پیش کریں گے، اور ضروری حصوں کو پیش کریں گے

ہمارے اصحاب کی بعض تالیفات میں روایت کی گئی حسین بن حمدان سے عن محمد ابن اسماعیل و علی بن عبداللہ الحسنی عن ابی شعیب محمد بن نصیر عن عمر بن فرات عن محمد بن مفضل عن مفضل ابن عمر-----امام الصادقؑ نے کہا---

----

المہدیؑ اپنے جد کے شہر مدینہ جائیں گے----

پھر وہ اپنے جد کے قبر پر جائیں گے---

وہ کہیں گے کہ ان دونوں کے ان کی قبر سے نکال دو، تو انھویں نکالا جائے گا----

پھر وہ حکم دیں گے کہ انہیں ایک خشک بے جان درخت پر لٹکا دیا جائے-----

پھر وہ کہیں گے کہ ان دونوں کو نیچے اتار دو، تو انہیں نیچے اتارا جائے گا----

اور پھر انہیں اللہ کے اذن سے زندہ کر دے گا، اور لوگوں کو حکم دے گا کہ جمع ہو جائیں۔ پھر وہ انہیں بتائے گا کہ انہوں نے ہر دور میں کیا کیا حتی کہ انہیں بتائے گا کہ ہابیلؑ کو قتل کیا، ابراہیمؑ کو آگ پر جمع کیا، یوسفؑ کو کنویں میں پھینکا، یونسؑ کو مچھلی کے پیٹ میں رکھا، یحیی کو قتل کیا، عیسیؑ کو صلیب پر چڑھایا، جرجیس و دانیال کو سختی میں ڈالا، سلمان فارسی کو مارا، مولا علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام کے دروازے پر آگ لے کر آیا تاکہ انہیں جلا دے، بی بی فاطمہؑ کے ہاتھ پر کوڑے سے مارا، ان کے بطن پر لات ماری جس سے محسنؑ کا اسقاط ہوا، امام حسنؑ کو زہر کھلایا

امام حسینؑ کو قتل کیا، اور ان کے بچوں، چچا زاد بھائیوں اور ساتھیوں کو قتل کیا، رسول اللہﷺ کی اولاد کو قیدی بنایا، آل محمد کا خون بہایا، ہر ناحق خون جو بہا، ہر ناجائز شادی جو ہوئی، ہر خباثت و گناہ و ظلم و ستم جو آدمؑ کے زمانے سے قائمؑ کے زمانے تک ہوا، ان کو ان دونوں کے سامنے گنا جائے گا، ان کا الزام ان دونوں پر لگایا جائے گا، اور وہ اس کا اعتراف کریں گے-----

پر وہ انہیں ایک درخت پر صلیب چڑھا دیں گے، اور وہ ایک آگ کو حکم دیں گے جو زمین سے نکلے گی، اور انہیں درخت سمیت جلا دے گی، پھر وہ ہوا کو حکم دیں گے کہ انہیں پھیلا دو

(بحار الانوار، 53/1-14 باب 25)

کافی طویل روایت ہے، ہم نے تو کافی اختصار کی ساتھ پیش کی ہے۔ جہاں تک اس کی سند کو سوال ہے، اس بارے میں بحار الانوار کے محقق، شیخ باقر بہبودی کہتے ہیں کہ اس سند میں محمد بن نصیر النمیری کذاب، غالی اور خبیث ہے----- عمر بن فرات غالی اور منکر روایات والا ہے۔ مفضل ابن عمر مجھول ہے

ملاحظه ہو بحار الانوار، ج 53، ص 1

یاد رہے کہ اس سند میں حسین بن حمدان بھی فاسد المذہب، ملعون اور کذاب ہیں۔
ملاحظہ ہو خلاصة الاقوال ص 339 نمبر 10

نیز اس میں ابو بکر اور عمر کو ھابیلؑ کے قتل، ابراہیمؑ کے آگ، یوسفؑ کے کنویں میں پھینکے جانا، یونسؑ کے مچھلی کے پیٹ میں جانا، یحیٰؑ کے قتل حتی کہ عیسیٰؑ کے صلیب پر چڑھنے کا ذمہ دار بھی ٹھہرایا گیا

حالانکہ قرآن میں واضح لکھا ہے سورہ نساء کی آیت 157 میں کہ انہیں نہ تو قتل کیا گیا تھا اور نہ ہی صلیب پر چڑھایا گیا تھا۔

گویا صرف سند ہی نہیں، اس کے متن میں بھی واضح منکرات ہیں

سو اس روایت سے استدلال قطعی طور پر باطل ہے

اور صرف اسی روایت سے نہیں، باقی روایات جو پیش کی گئیں، وہ بھی لائق استدلال نہیں